جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

رسالہ ہدایت مقالہ انعامی دوضطر روپیہ الموسوم بہ

عقمہ صادو ابطال

سنہ ۱۳۲۷ ہجری

نحل و ہرمیال

حصہ اول

مؤلفہ عاجز قاسم علی احمدی

در مطبع مجتبائی دہلی طبع گردید

خطاب بہ دشمنِ دین

اے پئے تحقیرِ حق بستہ کمر
نیست جز ہجوِ حق کارے دگر

مے کشائی ہر دمی بر حق زبان
چون نہ ترسی از خدا اے راز دان

از سرِ تقوے بے بادِ جدال
تا کجا دشنامہا اے بد خصال

ہان مشو گرگِ بیابانی و مار
ترک کن این خو ز حق شرم دار

آن شہِ عالم کہ نامش مصطفیٰ
سیدِ عشاقِ حق شمس الضحیٰ

آنکہ بر صدق و کمالش در جہان
صد دلیل و حجتِ روشن عیان

آن نبی در چشمِ تو اے نابکار
ہست یک شہوت پرست و کین شعار

شرمت آید اے سگِ ناچیز و پست
می نہی نامِ پاکان شہوت پرست

چیست اے مردک فطرت تباہ
طعن بر پاکان بدین روئے سیاہ

بر تو قسم عو عو کنی از سگ رگی
نورِ مہ کمتر نگردد زین سگی

پس چرا تو اے عدوئے مصطفیٰ
می نمائی کوری خود را بماند

تو خودی زن رائے تو ہمچو زنان
ناقص این ناقص این ناقصان

زاغ گر زادے بجائے مادرت
نیک بود از فطرتِ بدگوہرت

تو ہلاکی اے شقی سرمدی
زانکہ از جانِ جہان سرکش شدی

مصطفیٰ آئینہ روئے خدا است
منعکس در وے ہمان خوئے خدا است

کارِ پاکان بر بدان کردن قیاس
کارِ ناپاکان بود اے بد حواس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خالق ارض و سما بر من در رحمت بکشا — دانی تو آن درد مرا گر دیگران پنہان کنم

از بس لطیفی دلبرا او ہر رگ و تارم درآ — تا چون بخود یابم ترا دل خوشتر از بستان کنم

در سر کشی اے پاک خو جان بر کنم از ہجر تو — زانسان ہمی گریم کہ تا یک عالمے گریان کنم

خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رو نما — خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آن جانان کنم

انٹروڈکشن

تحفۂ اسلام نام ایک رسالہ آجکل دہلی کے بازارون مین گشت کرتا ہوا میری نظر سے گذرا اس نام کو دیکھکر مین نے آٹھ آنہ قیمت پر ایک بھگوڈے[1] آریہ سے خرید کر جبہ اسکو پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ ایک نیا بنجاریا کیڑا ہے جو لاہور کی تنگ و تاریک گلیونکی عفونت سے پیدا ہوکر دیگر شہرون مین بھی پہنچا ہے۔ اس برساتی کیڑے کی تحلیون سے طبعاً

[1] بھگوڈا ہری سنگ نام ایک آریہ ہے جو اپنی بدزبانی سے آگرہ مین سزا پاچکا ہے۔ آجکل وہ دہلی مین رہتا ہے سال گزشتہ اپریل کے مہینے مین جبکہ چاندنی چوک میں چھ ویدک مت کی اشاعت کے پردہ مین اسلام پر حملے کرتا تھا ہمنے پندرہ روز برابر چیلنج دے دیکر اور ہمیر العلم مقرر کر کے مقابلہ مین بلایا مگر بیحیا سوا اپنے دیگر معاون کے بیحیا بھگوڈا ایسا حواس باختہ ہوا کہ باوجود سامنے کھڑا رہنے کے ایک لفظ نہین بول سکا اور آخر نہایت غیرت دلانے والے الفاظ سے للکارنے پر دم دبا کر ایسا بھاگا کہ آجتک تاب مقابلہ نہین لا سکا مفصل حال دیکھو اخبار وکیل امرتسر مورخہ ۱۲ ر مئی سنہ ۱۹۰۹ء مین

وہی زہر اگلتا ہے جو اس قسم کے حشرات الارض کی فطرت کے اندر موجود ہوتا ہے اس
نخل خاردار کا مالی وہی پرانا نیش زن "دیو سماج کا عبد الغفور"[۵۱] اور آریہ سماج کا
دہرپال ہے[۵۲] تعجب ہے کہ اس زمانہ فطرت بزدل دیانندی کو اپنی قوم کی پھوٹی
قسمتوں پر نوحہ خوانی کرنے سے فرصت کیسے ملتی ہے جو قوم صدیوں سے **غلامی**
کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہو اور جسکے بڑے بڑے پیارے اور عزیز ہیرو خاک ذلت و ادبار میں
ہزاروں حسرتوں اور نامرادیوں کو سینوں میں لیکر مل چکے ہوں اُس قوم کو دوسروں سے دست
وگریباں ہونا کیسے سوجھتا ہے۔ پھر تعجب پر تعجب آتا ہے کہ ہار کھائی ہوئی تباہ حال
نامراد بزدل قوم کیوں آئے دن پاکھنڈ مچاتی اور اپنی ہنسی کراتی ہے اور کیوں غصہ اور
جوش میں آ آ کر کاغذی گھوڑوں کی ٹاپوں سے اپنے فاتح حریفوں کو روندتی اور
سرکنڈوں کے تیروں سے ہیجڑوں کی بہادری اور ہمت کا ثبوت دیتی اور اُس پر ناز کرتی ہے
اس دریدہ دہن قوم میں ایک بھی مرد نہیں یا کوئی بھی مردانہ طبیعت کا غیرتمند نہیں
جو سوچے اور کہے کہ اس رونے جھینکنے اور اپنے سر اور منہ اور ہاتھوں پر نجاست اور غلاظت
ملنے سے کیا حاصل ہے جیتنے والے جیت گئے نامراد ہونے والے نامراد ہو گئے اُن زندہ

[۵۱] عبد الغفور مسلمان نہ تھا بلکہ ازلی بدبختی کی وجہ سے پہلے دیو سماجی تھا اسکا باپ "میاں محمد" قوم بافندہ
ساکن موضع بہنو تحصیل گڈہ شنکر ضلع ہوشیار پور کا باشندہ ایک غریب مسلمان تھا۔ اسلام سے اس ناخلف
کو کچھ بھی واقفیت نہ تھی سو افلاس کا مارا ادہر اُدہر بھٹکتا ہوا آخر کار دیو سماجی بھٹی میں کود پڑا۔ وہاں بچا تو بھگت
ہو گیا دیکھو شقاوت فطرتی سے آریہ سماج کے سنڈاس میں گر کر دیانندی نجاست اوچھالنے پر ملازم رکھا گیا
بدذاتی سے بجائے ترک دیو سماج لکھنے کے مفت کی عزت حاصل کرنے کے واسطے ترک اسلام لکھ مارا اس
کے مخصوص حالات دیکھنے ہوں تو "دیو سماج کا عبد الغفور اور آریہ سماج کا دہرپال" نام ایک رسالہ ہے جو لاہور میں سپرنٹنڈنٹ
[illegible] مومن ہیڈ آفس سے بقیمت [illegible] ملتا ہے منگا کر دیکھ لو۔ ہمارے پاس یہ رسالہ موجود ہے۔

[۵۲] اسکے لئے باب دوم کا مضمون زیر عنوان "آریہ سماج کی موت" ملاحظہ فرماویں منہ

شیرون اور آسمانی ہنربرون کو تمہاری پتھرکی معبود و مسجود **لوھڑیان** تو منہ دکھا سکین بلکہ اُن کے مارے ہوئے اور پس خوردہ باسی شکار سے پیٹ پالتی رہین اب تم **لومڑیون** کے فرزند شیرون کے جنم مین تو نہین مگر چوہڑون اور کتون کی جون مین آکر ہمسایون کی پوستینین کیون پھاڑتے اور لوگون سے لڑتے جھگڑتے ہو ؟

اے بدنصیب قوم تو آفت رسیدہ ہے	اور پائے شوق و دستِ تمنا بریدہ ہے
اسلام ہے عروسِ مسرت سے ہمکنار	تو سوگوار ہے لبِ حسرت گزیدہ ہے
اسلام آج جوشِ مسرت سے لال ہے	پر دیکھ تیرے چہرے کی رنگت پریدہ ہے
اے قوم آریہ تجھے کیون آگ لگ گئی	کیون جل گئے اپنی آگ مین ہستی کشیدہ ہے

گو ستی جل گئی ہے تری بل نہین گیا
بدلی نہ تو اگرچہ زمانہ بدل گیا

سُن اودہرمپال امین تیرے نخل بے ثمر کو حادثہ روسی مین پھینکدیتا اور ان گالیون اور یاوہ گوئیون کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتا جو تونے شاہان اسلام اور ربانی اسلام الف الف علیہ السلام کے حق مین کی ہین۔ کیونکہ مین جانتا ہون کہ ایک قادر جج کو ایک جھوٹے مستغیث کے خلاف فیصلہ دیکر کیون اشتعال آنا چاہیے جبکہ مایوس اور نامراد مستغیث عدالت کے کمرے سے کچھ منہ مین بڑبڑاتا ہوا کچھ بکتا ہوا نکلتا ہے سو ذلیل ذلیل ہے جج جج ہے اسکی پادر ہوا یا وہ گوئی کوئی آندھی نہین جس سے عالی قدر جج کی مستقیم اور مضبوط کرسی ہل جائے گی۔ مگر ہان اس رسالہ کے نام نے تحریک کی کہ اسپر کچھ لکھنا ضروری ہے اس لئے کہ اس کا نام دہوکہ دینے کی غرض سے "نخل اسلام" رکھا گیا ہے فقط اس نام کی خاطر مین نے اس رسالہ کو خریدا اور پڑھا اور اس نام کے باعث تیرے ان اعتراضون کی حقیقت کھولنے کی طرف متوجہ ہوتا ہون جو تونے اپنی خبیث فطرت سے بانئے اسلام علیہ السلام کی ذات پر نہایت شوخی اور دریدہ دہنی سے کئے ہین۔ پہلا نمبر مین

چند نمونے اس وید کی تہذیب کے ناظرین کے ملاحظہ کے لیئے تخلِ اسلام سے نقل
کرتا ہون جو اسلام خدائے اسلام اور بانی اسلام و کتاب اسلام اور شاہان اسلام
کے حق مین اس کودن بدزبان نیوگ کے دلدادہ نے لکھے ہین۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔

تخلِ اسلام سے دہرمپال آریہ کی ہرزہ درائی کے چند نمونے

(۱) زینب کے عشق نے محمد کے دلکو ماہی بے آب بنا رکھا تھا صفحہ ۸۸

(۲) حضرت کے ایک دوست نے برملا ایسا کہا تھا کہ حضرت
کی موت کے بعد مین عائشہ سے شادی کرون گا۔ دوسرے نے
کہا کہ مین زینب سے کرونگا جب یہ باتین محمد تک پہنچین تو وہ
بہت جھنجھلایا اور اپنی تمام فلاسفی بھول گیا صفحہ ۹۴

(۳) محمد کا دماغ مارے غصہ اور جوش کے چکرا گیا صفحہ ۹۶

(۴) حفصہ کے رونے کو اور اسکی ڈانٹ کو سنکر محمد کے ہوش اڑ گئے۔

(۵) یقیناً محمد ماریہ کے تعلق پر نادم ہوا اور اسنے اسکو چھپانا چاہا مگر
جب حفصہ اس کرتوت کو نہ چھپا سکی تو عائشہ کیونکر چھپا سکتی تھی
محمد کی عرق ریزی کا تمام عورتون مین غل غپاڑہ مچگیا۔ عائشہ ان
کی لیڈر تھی سب نے ملکر سٹرائک کردیا کہ تو محمد آئندہ ماریہ جاریہ سو ایسی
کاروائی کرنے سے قسم کھائے یا پھر محمد کو ہی بائیکاٹ کردیا جاوے
غرضیکہ تمام عورتون کو سٹرائک پر تلے دیکھکر محمد کے رہے سہے
اوسان بھی خطا ہو گئے۔ مگر محمد تھا کہ پیچ و تاب کھا رہا تھا شاید اپنی
بزدلی پر کہ عورتون سے ڈر گیا نادم تھا۔ صفحہ ۱۰۲

(۶) اودہر محمد کی عورتین صف آرا تھین۔ اور اودہر محمد اللہ میان جبرئیل
فرشتون اور مسلمانونکی صف باندہے کھڑا تھا۔ قریب تھا کہ جنگ

ہفت سالہ شروع ہو جائے اور اللہ میان جبرائیل اور فرشتے عورتون کے ہاتھ سے پٹ جائین - صفحہ ۱۲۳

(۷) محمد ہمہ ساز تھا جس قسم کا موقع دیکھتا تھا اسی قسم کا الہام گھڑ لیتا تھا صفحہ ۱۱۵

(۸) غیر مسلمون نے محمدؐ کی ان حرکات پر اظہار نفرین کیا - اس سے محمدؐ اور بھی جل بھنگیا - صفحہ ۱۱۶

(۹) محمدی لٹریچر کا فحش صرف محمدی بہشت تک ہی محدود نہین محمدؐ نے بعض موقعون پر بہشت کی عورتون کی خوبصورتی اُن کی شرمگاہونکی خوبصورتی - مردونکی شرمگاہون کی حالت - ان کی قوت شہوانی کا ایسے خوفناک الفاظ مین ذکر کیا ہے کہ جو درحقیقت خطرناک ہے ہم ہمارے شرم اور قانونی لحاظ کے اس حدیث مقدس کا ترجمہ نہین دے سکتے - صفحہ ۱۳۲

(۱۰) اورنگ زیب جیسا ستم شعار - بدکردار گنہگار شخص خود بیخ و بن سے اکھڑ گیا آخر اپنی تمام سیہ کاریون کا بوجھ اپنی گردن پر رکھ کر وہ دنیا کو ایک موذی انسان سے خالی کر گیا - صفحہ ۷۹

(۱۱) اورنگ زیب نے اپنے باپ دادا کی کمی کی کسر مکاری - فریب دہوکا بازی - حلف دروغی - کشت و خون مردم آزاری - زہر خورانی - پدر آزاری - برادر کشی مین نکال ڈالی چونکہ قرآن مین اس قسم کی تمام مکروہ کارروائیون کو جائز سمجھا گیا ہے بلکہ خود اللہ میان نے جو کہ قرآن کا مصنف ہے اپنی ذات مبارک سے جا بجا اس قسم کی عملی کارروائیان کرکے دکھائی ہین جو کہ

انسانیت سے بعید ہین ۔ اس لئے اگر اورنگ زیب جسکو بھیڑیا کہنا بیجا نہین ہوگا اپنے پیر و مرشد کی تقلید کی تو کوئی حیرانی کی بات نہین ہے صفحہ ۵ اورنگ زیب یا سفید سانپ کی پیدائش ۔ صفحہ ۵۱

(۱۲) جہانگیر سخت شرابی تھا بعض اوقات شراب وکباب کا سب سامان ہاتھیون پر لاد کر شہر کے اندر چکر لگاتا اور بر سر عام شراب پیتا اور ناچ رنگ دیکھا کرتا تھا ۔ صفحہ ۳۴

(۱۳) شاہجہان کے حالات اسقدر گندے ہین کہ ہم انکو اپنے الفاظ مین یہان درج کرنا بھی مناسب نہین سمجھتے ۔ صفحہ ۴۴

شاہجہان اسقدر شہوت پرست تھا کہ اسکے جذبے کا بیان کرنا مشکل ہے صفحہ ۴۵

شاہجہان کی بڑی لڑکی کی یہ حالت تھی کہ اسنے قلعہ کے باہر محل بنوا چھوڑا تھا ۔ ان شہزادیون کے اپنے آدمی تھے جو کہ خواجہ سراؤن کی معرفت محل مین لیجائے جاتے تھے اور وہ اکثر عورتون کے بھیس مین جاتے تھے ۔ شاہجہان کی چھوٹی لڑکی روشن آرا بیگم سفر مین لونڈی کی بجائے ایک نوجوان کو زنانہ پوشاک مین ساتھ رکھتی تھی ۔ روشن آرا نے نو نوجوان اپنے محل مین زنانہ لباس مین رکھ چھوڑے تھے ۔ صفحہ ۴۷

(۱۴) مسلمانون کا امیر المومنین سردار اعظم خلیفہ ہارون رشید ایکدن ایک لونڈی کے پیچھے بھاگا لونڈی نے کہا کہ آپ آج کا دن مجھے چھوڑ دین امیر المومنین نے کہا اچھا وعدہ کر و

لونڈی نے دوسرے دن کا وعدہ کیا۔ دوسرے دن مسلمانون کا سردار پھر اسکے دروازے پر جاوئیگا۔ صفحہ ۱۳۳ انتہی ملخصاً۔

معزز ناظرین! یہ ہین وہ شستہ الفاظ اور پوتر کلمات جو ویدک ست کی تعلیم کے روح رون اور آریہ لیڈر کے پاک ظرف کا نچوڑ یا آریہ نخل کے ثمر ہین۔ دیکھا آپ نے کس مہذبانہ پیرایہ اور لطیف کلام مین دیانند کے خلف رشید نے خدا کی سچی کتاب اور اسکے برگزیدہ افضل الرسل خاتم الانبیا انسان کامل اور اس پیارے رسول کے سچے خادمون اور اسلامی بادشاہون کا ذکر آپ کو سنا کر اپنا دل ٹھنڈا کیا ہے مین نے یہ صرف چند نمونے بطریق مشتے از خروار یا قطرہ از بحار کے نقل کئے ہین ورنہ کوئی شاخ یا کوئی برگ اس نخل بے ثمر کا ایسا نہین نظر آئیگا جس مین خون چلا دینے والے کانٹے نہ ہون بھلا فرمایئے کہ ہم اس کا کیا جواب دے سکتے ہین سوائے اسکے کہ منتقم حقیقی ہی اسکا انتقام لے۔

اے آریہ دھرم کی سچی تصویر مسٹر دھرمپال اکیون سگ دیوانہ کی طرح ناحق غیظ و غضب سے جھنجلا جھنجلا کر غیظ کے جھاگ منہ پر لاتا اور راستبازون کی طرف کاٹنے کو لپکتا ہے کیا تجھے معلوم نہین کہ ہماری عادل گورنمنٹ دیوانے کتون کو خبر پاتے ہی مروا ڈالتی ہے تاکہ رعایائے سرکار ان کے گزند سے محفوظ رہے۔ اے ناچیز کرم خاکی کیا تجھے علم نہین کہ اس رفیع الشان نبی الرحمان محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن مجید کے ماننے اور انکو اپنی جانون اور مالون سے افضل اور پیارا جاننے والے کتنے کروڑ انسان اس دنیا مین موجود ہین جنکے دلونکو تو نے ایسے توہین آمیز کلمات سے چھیڑ ڈالا ہے ہمارے ناعاقبت اندیش پال اگر تو تمام جہان کے مسلمانونکو دل بھر کر کوس لیتا اگر تو قدرت رکھتا ہو ہمارے گھر بار لوٹ لیتا۔ ہمارے زن و فرزندون کو ہماری آنکھون کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا تو ہمین یہ رنج اور یہ صدمہ اور یہ دکھ اور یہ درد نہ پہنچتا جو ہمارے پیشوا تمام راستبازون کے سردار حضرت محمد مصطفے احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے زندہ الحی القیوم خدا کی توہین کرکے تو نے ہمین اور کل دنیا کے مسلمانون کو پہنچایا ہے۔ اے شوخ اور گستاخ

آریو! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ زمین کا ایک کیڑا جو لاہور کے کسی سوراخ سے اس لیئے نکلا ہے کہ حرص و آز کے منہ کے لئے کوئی دانہ تلاش کرے اسلام کو نگل جائیگا ہرگز نہیں وہ تو کسی پاؤن کے نیچے ہی دبکر کچلا جائیگا اے دیانندکی ناپاک ذریت تجھے اپنے حال پر کبھی رونا نہیں آتا کہ جس نامراد اور مجبور قوم کے تمام کپڑے سفلی زندگی کے کیچڑ سے آلودہ ہیں اور پاکیزگی کا ایک درجہ بھی جسے نصیب نہیں دنیا کے مکار جیفہ خوارون کی تقلید مین وہ یہ تمنا رکھتی ہے کہ اسلام کے سنگین قلعہ کو کاغذی کدالون سے گرا دیگی؟ اے آریہ کمپنی کے ممبرو! کیا تمہین امید ہو گئی تھی کہ دہرسیال یا اس کا کوئی ہمزبان اسلام کے خلاف قلم پکڑکر بہ گمان کرتا ہے کہ اب وہی اکیلا زہریلا سانپ اسلام کی ایڑی کو ڈسیگا اور اسوقت تک اپنے باریک تنگ و تاریک سوراخ مین واپس نہ جائیگا جب تک اپنی ساری کچلیون سے کام نہ لے؟ ہرگز نہیں وہ تو بہت جلد اس مچھلی کی طرح جو پانی سے الگ کی جائے تڑپ تڑپ کر بیکار ہو جائیگا اور اس کا سارا جوش ٹھنڈا پڑ جائیگا۔

اے چمن آریہ سماج کے نخل کیا ایسی تحریرون اور کاغذی پتنگون سے تو اس مردہ کتاب کو جس کی صدیون سے زبان کٹ گئی ہے اور اب مانا گیا ہے کہ اس گونگے کی بولی سمجھنے والا کوئی نہیں سوا ان گونگے کی مان دگنی سدا یو ہی ہو جو گونگے کی بولی سمجھے زندہ کرکے بلوا سکتا ہے؟ کیا کالجون۔ ۔ سکولون کے نوجوان ہندو یا تجھ جیسے بہروپیے انگریزی پڑھکر جہان اور زخیین کرتے ہین اور یورپ کے بہروپ اتارتے ہین تو قومی مصلحت سے یہ سمجھکر کہ مردہ وید کی طرف سے آپ ہی وکیل بنکر بولین اور اس بٹھے اندھے بہرے بے دست و پا کو دنیا کے عجائب خانہ مین رکھین تو کیا ایسے اندر سے خالی ڈھول کو رکھ سکتے ہین؟ یا فاتح اور جبری قومون کی نقل پر یہ خیال پیدا کر لیا ہے کہ اس قلمی زمانہ مین ہم بھی تبلیغی اور دعوت کرنے والی قوم بنین تو کیا بن سکتے ہین نرا زبان سے ویل ویل پکارنے سے بنتا ہی کیا ہے تاوقتیکہ الہیات کے بڑے اور

ضروری مسئلون سے کسی ایک ہی مسئلہ کے متعلق وید کے اپنے لفظون مین وید کا دعوےٰ صاف طور پر بیان کرکے اور پھر اسپر اسی کے اپنے الفاظ مین دعوے کے دلائل بیان نہ کرین ایسا کرنا آریہ پارٹی کے لئے ایک سرخ موت سے بھی سخت تر ہے ہم دعوے سے کہتے ہین کہ دنیا کی ساری کتابین بجز قرآن مجید کے اس بارے مین بے برکت اور گنگی اور اندھی ہین۔ بجائے اسکے کہ نیوگ جیسے حیا سوز فعل کے شیدائی رنصرانہونکی تعلیم وتربیت سے فائدہ اٹھاکر اسلام پر نکتہ چینی کرکے اپنے تئین مردہ وید کا دلیر اور بولنے والا وکیل ماننے پر فخر کرین مناسب ہے کہ ایک دفعہ اس مردہ کو بھی بلوائین اور چارون ویدونکا صاف اور لفظی ترجمہ شائع کردین پھر دیکھین کہ بڈہے میان کی کیا گت بنتی ہے دراصل بات یہ ہے کہ نادان آریون کو جس قدر ویدون کی نسبت یہ جوش وخروش ہے وہ صرف ایک ہی شخص کی لاف زنی کی بناپر ہے جو اس دنیا سے گذر بھی گیا۔ ورنہ فی ہزار بھی ایک آریہ ایسا نہین ملیگا جس نے چارون وید باقاعدہ پڑھے ہون اس لئے ویدونکے نسبت انکی یہ مثال ہے کہ **دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالا**۔ اب ہم اس تمہید کو ایک پاکیزہ ناصحانہ نظم لکھکر ختم کرتے ہین۔

کلام الامامؑ

اب آسمان کے نیچے دین خدا یہی ہے
سب دین ہین اک فسانہ شرکونکا آشیانہ
افسوس آریون پر کیون ہوگئے یہ شپر
ان آریون کا پیشہ ہر دم ہے بدزبانی
جس آریہ کو دیکھو تہذیب سے ہے عاری
آخر یہ آدمی تھے پھر کیون ہوئے درندے

اے سننے والو سُن لو راہ ہدی یہی ہے
قرآن ہے ایک یگانہ حق کی صدا یہی ہے
ہین دیکھکر یہ منکر ظلم وجفا یہی ہے
ویدون مین آریون نے شاید پڑہا یہی ہے
کس کو کہین کہ ان مین ہے زہ دراہی ہے
کیا جون انکی بگڑی یا خود قضا یہی ہے

نبیون کی بید ہر گِز یون توہین کرنی جانا
جتنے نبی تھے آئے سو عٰ ہو یا کہ علیسےؑ
دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے
جلد آ پیارے ساقی اب دم نہین ہی باقی
اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
رُکتے نہین ہین ظالم گالی سے ایکدم بھی
کہنے کو وید والے پر دل ہین سب کے کالے
ہم نے ہے جسکو مانا قادر ہے وہ توانا
اے آریون یہ کیا ہے کیون دل بگڑ گیا ہے
ہمکو ہو کیون ستاتے سو افترا بناتے
اچھا نہین ستانا پاکون کا دل دکھانا

کتنون سا کھولنا منہ تخم فنا ہی ہے
مکار ہین وہ سارے ان کی ندا ہی ہے
ہاتھونکو اب اُٹھا کر حق سے دعا ہی ہے
دے غربت تلاقی حرص و ہوا ہی ہے
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا ہی ہے
انکا تو شغل ہمیشہ صبح و مسا ہی ہے
ان کو خدا سنبھالے اب التجا ہی ہے
اسنے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا ہی ہے
ان شوخیون کو چھوڑو بس مدعا ہی ہے
بہتر تھا باز آتے ورنہ بلا ہی ہے
گستاخ ہوتے جانا بے حد خطا ہی ہے

راقم مؤلف

باب اوّل

صاعقۂ ذوالجلال برنخلِ دہرمیال

نخل اسلام مین دہرمیال نے حضور مقتدی سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مبارک پر سخت الفاظ مین حملے کیئے ہین ہمارا فرض ان ناپاک الزامون کو افترا محض ثابت کرکے اصل حقیقت کو پبلک کے سامنے رکھدینا ہوگا۔ سب سے پہلا الزام بد اطوار نصرانیون نے اس بہگتے موتتے خدا کی خدائی ثابت کرنیکیلئے ہمارے سید و مولے صلعم پر یہ لگایا ہے کہ آپنے اپنے متبنے لڑکے زیدؓ کی بیوی زینبؓ سے نکاح کرلیا۔ اور اس قصہ کو بُرے سے بُرے طریق اور گندے سے گندے الفاظ مین لکھا ہے انہین کی قے چاٹکر سگِ نرد برادر شغال مختون آریہ نے بھی اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا ہے یہ دیانندی لعنتیون کی ایجاد نہین بلکہ اسکا فخر انکے انہین مقتداؤنکو ہے جنکی ریسین یہ جگر کامون مین کرتے اور ہراٹی بدشگونی مین اپنی ناک کٹواتے ہین البتہ اتنا ضرور ہے کہ ان گندہ دلون کے خبث اور ناپاک فطرتون کا ایسی تحریرین ایک آئینہ ہین جس سے دیانندی ویدون کی تعلیم کا پورا پورا فوٹو کھینچا جاسکتا ہے کیونکہ ہرایک شریف انسان کا بشرطیکہ وہ نیوگ کی کمائی نہو۔ بلکہ اپنے باپ کا حقیقی فرزند ہو مقتضا شرافت یہ ہوتا ہے کہ ہرایک امر کو جب کسی قوم یامذہب کے خلاف بیان کرنیکا ارادہ کرے تو سب سے پہلے اسکی کامل اور پوری تحقیق اس قوم یامذہب کے اعلےٰ پایہ کے بزرگون یامستند کتابون سے دیکھ بھال کر کرے اور بخوبی سمجھ لے کہ جو الزام یا اعتراض اس مذہب پر کرتا ہون اہل مذہب نے بھی اسکا کچھ جواب کبھی دیا ہے یا نہین۔ ان جوابات

سمجھ لینے کے بعد جو نیا اعتراض بمقتضائے شرافت نہ کہ حماقت پیدا ہو سکے
صرف اس اعتراض کو ظاہر کر کے مطالبہ جواب کا کرے جو ایسا نہین کرتا اور نرا
بیہودہ طریق اختیار کر کے وہی باتین پیش کرنے لگتا ہے جنکا کامل و اکمل فیصلہ اہل
مذہب کر چکے ہون تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ کوئی متلاشی حق یا عقل مند ذی شعور
انسان نہین بلکہ شرارت کی عادت سے مجبور ہو کر نوع انسان کو تکلیف دینا اور بے
ایمانی بدباطنی اور اپنی نالائق و خبیث فطرت کا اظہار کرتا ہے۔ بالکل یہی حال آریون کے
لیڈرون اور مہاشون کا ہے۔ چنانچہ اسی نخل اسلام مین لالہ دہرمپال نے یہ ثابت
کر دیا کہ انسانیت کا قطرہ اور شرافت کا مادہ اس مین قطعاً نہین رہا۔ کیونکہ وہی پرانا
چبایا ہوا لقمہ عیسائیون کے منہ سے لیکر خود چبانے لگ گیا اور سرے سے پھر انہی اعتراض
والزام کو پیش کر دیا ہے جس کے ایک نہین صدہا جواب اسلام کیطرف سے دیئے جا چکے ہین
اور جنکا کوئی جواب الجواب نہین ہو سکا۔ اب مین اُس کے اعتراض کو ذیل مین
نقل کر کے اسکا کافی اور شافی جواب پیش کرتا ہون اور اس سے معہ اس کے دیگر
ہم خیالون کے جواب الجواب کا مطالبہ۔

طعن بر نکاح زینبؓ از دہرمپال

نخل اسلام مین پردہ مستورات کو ایک بد رسم اور آزادی کا بیخ و بن سے کاٹ دینے
والا لکھکر اسکی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زینبؓ سے نکاح کرنا بتا کر اس
نکاح پر بہت کچھ منہ آیا ہے۔ پردہ کے متعلق ہم انشاءاللہ ایک مستقل رسالہ بشرط فرصت
و زندگی علیحدہ شائع کرینگے اس رسالہ مین اس وجہ موجبہ کا جو دہرمپال کے دماغ مین بیٹھ
رہی ہے۔ جواب لکھتے ہین۔ دہرمپال کہتا ہے کہ۔

نخلِ اسلام میں دہرم پال آریہ کا اعتراض نکاحِ زینب پر

جب ہم سورۂ احزاب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم محمدؐ کو نہایت ہی بیقرار مغموم اور مخوف پاتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو لہر کوئی خاص فکر اپنا کام کر رہا ہے جس کو وہ چھپا بھی رہا ہے مگر اندر ہی اندر پیچ و تاب بھی کھا رہا ہے ایسی بڑی چھپی بیقراری بے صبری اور بے اختیاری کی حالت میں اسکا پرانا مددگار اسکی مدد کو پہنچتا ہے اور اُسکو یہ الہام کر رہا ہے کہ اے محمدؐ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ و تخشی الناس ۰ (احزاب) تو اپنے دل میں ڈر رہا ہے کہ ہائے لوگ کیا کہیں گے مگر اللہ تعالیٰ اس رازِ سربستہ کو آشکار کرنا چاہتا ہے محمدؐ کے دل میں ایسا کونسا خوف تھا جو اسکو بیتاب کر رہا تھا؟ یہ زینب کا عشق تھا جس نے محمدؐ کے دلکو ماہی بے آب بنا رکھا تھا۔ زینب اور محمدؐ کے متعلق آیات قرآن کی تفسیر معالم التنزیل میں یوں ہے کہ جب زینب کا زید کے ساتھ نکاح ہو گیا تو وہ کچھ عرصہ اسکے پاس ٹھہر رہی ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت رسول اللہ صاحب زید کے گھر میں تشریف لے گئے تو زینب کو چولی پہنے اور دوپٹہ اوڑھے دیکھا زینب قریش کی تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت اور گوری تھی حضرت اسکے حسن پر شیدا ہو گئے اور وہ ان کے دل میں گھس گئی حضرت نے اسکو دیکھکر فرمایا سبحان اللہ مقلب القلوب! یہ کہکر وہ چلے گئے زینب نے زید کے پاس محمدؐ کے کلمات کا ذکر کیا وہ زید کہ تھا زینب کی بات کو سنکر خاموش رہا محمدؐ کا دل اس دن سے خوف و شک کے

شکار ہو گیا خوف اس بات کا تھا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ دیکھو محمدؐ
اپنے بیٹے کی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے دوسرا زید کا کھٹکا تھا کہ
معلوم نہیں وہ کیا سمجھے - زید کو محمدؐ نے غلامی سے آزاد کرکے اُس
زمانہ کی رسم کے مطابق اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور زینب کی اس سے شادی
ہو گئی زید بے وقوف نہیں تھا کہ ان باتوں سے بیخبر رہتا جب وہ
حقیقت سے واقف ہو گیا - تو اس نے زینب کو چھوڑ دینا چاہا اب محمدؐ
کے لئے دقت تھا کہ وہ کوئی آیت آسمان سے اُتارے تا کہ ایک ہی تیر سے
دو شکار ہو جائیں چنانچہ اس نے زید کو دھمکایا اور کہا اَمْسِكْ عَلَيْكَ
زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ (پ ۲۲ - احزاب) تو اپنی عورت کو مت چھوڑ اور
اللہ سے ڈر - مگر قرآن کی آیتوں پر نظر مارنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ زینب کی طرف سے زید کا دل سخت شکی ہو چکا تھا اور وہ خدا یا
رسول کے واسطے اسکو اپنے گھر میں رکھنے کے لائق نہیں سمجھتا تھا چنانچہ
اس سے پہلی آیت میں یہ صاف حکم ہے کہ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْ
مِنَةٍ الخ (پ ۲۲ - احزاب) یعنی جب کسی مسلمان مرد یا عورت کو اللہ یا
اسکا رسول حکم دیں تو پھر ان کا اختیار نہیں کہ وہ اس فیصلہ میں چون
چرا کریں اور جو کوئی اللہ و رسول کا حکم نہیں مانتا وہ صریحاً گمراہ ہے اب
صاف ظاہر ہے کہ زید ایک مومن تھا اور زینب مومنہ محمدؐ اس کا
رسول اور محمدؐ کی بات اللہ کی بات تھی جب محمدؐ نے اسکو کہہ دیا کہ تو اللہ
سے ڈر اپنی عورت کو مت چھوڑ تو زید جیسے مومن کا فرض تھا کہ
وہ قرآن کے مذکورہ بالا حکم کے مطابق رسول کے حکم کی تعمیل کرتا لیکن
کیا وجہ تھی کہ اس نے نہ رسول کی پرواہ کی نہ خدا کی الٹا دونوں کی عدول حکمی کرکے

اس نے زینب کو طلاق دیدی پھر جب عدت گذر گئی تو حضرت محمد صاحب نے فوراً زینب کے پاس زید کے ہاتھ ہی پیام بھیجا زینب تو پہلے سے گھنٹے اور گھڑیاں گن رہی تھی اس پیغام کو سنکر وہ سر نگون ہو گئی محمدؐ نے فوراً اسکے گھر پر پہنچکر بلا نکاح و خطبہ کے زینب سے خلوت کی جس پر زینب نے اعتراض کیا تو محمدؐ نے جواب دیا کہ اللہ خطیب ہے اور جبرائیل گواہ محمدؐ کی اس جلد بازی بے قراری اور بے اختیاری کے بعد یہ خبر آگ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی اور محمدؐ ہر کس و ناکس کی ملامت کا نشانہ بنگیا جس کا جواب محمدؐ کے پاس سوائے گالی گلوچ لعنت اور پھٹکار قتل و غارت کے اور کوئی نہیں تھا چنانچہ اس کے بعد سورہ احزاب کی تمام آیتیں اس کی قسم کی پھکڑ بازی اور دشنام دہی سے پُر ہیں محمدؐ کا خون ان باتوں کو سنکر اُبلتا تھا اور نوبت یہاں تک پہنچگئی کہ محمدؐ کو پیغمبری کا کام دوبھر لگ گیا سا البتہ طفل تسلی کے لئے زید کے بارے میں یہ الہام ہوا کہ وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَاءَکُمْ اَبْنَاءَکُمْ یعنی تمہارے لے پالک تمہارے بیٹے نہیں ہیں یہ تمہاری منہ بولی بات ہے۔ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ۔ اور نہیں گناہ تم پر اس بات کا جس میں کہ تم چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ چوکنے کی بات یہ تھی کہ محمدؐ زید کو اپنا بیٹا بنا چکے تھے۔ بلفظہ ملخصاً از صفحہ (۸۸) تا (۹۳) نخل اسلام

خلاصہ

اس بے سروپا تحریر کا یہ چند باتیں ہیں جنکو ہم ناظرین کی آسانی کے لئے نمبر وار لکھدیتے ہیں

(۱) زید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا متبنےٰ بنالیا تھا۔ جو قائم مقام بیٹے کے ہوتا ہے۔ زینب کی اس سے شادی ہو گئی۔

۲ ایک دن آپ زید کے گھر گئے تو زینب کو دوپٹہ اوڑھے دیکھکر حسن پر فریفتہ ہوگئے
سبحان اللہ مقلب القلوب کہا۔

۳ زینب نے ان کلمات کا ذکر زید کو سنایا۔ زید سنکر تاڑ گیا کہ آنحضرت زینب پر عاشق
ہوگئے ہیں اب زینب گھر میں رکھنے کے لائق نہیں ہے اسکو چھوڑ دینا چاہیئے
اب موقع تھا کہ آنحضرت کوئی آسمانی آیت اتار کر زیدؓ اور زینبؓ دونوں کا ایک
ہی پتھر سے شکار کرلیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا کہ زید کو دھمکایا اور کہا۔ اَمْسِكْ
عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ۔ تو اپنی عورت کو مت چھوڑ اور اللہ سے ڈر

۴ مگر آنحضرت کے دل میں دو خوف تھے۔ ایک تو یہ کہ زیدؓ کیا کہے گا اور دوسرا
یہ کہ لوگ کہیں گے دیکھو محمدؐ اپنے بیٹے کی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے
اور اس خوف کا ذکر قرآن نے۔ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ۔ کے الفاظ میں کیا ہے

۵ زید نے جو باوجود مومن ہونے کے خدا اور رسول کے اس حکم کی کچھ پرواہ
نکی جو۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ۔ میں دیا گیا تھا تو اسکی وجہ صرف
یہی ہوسکتی ہے کہ وہ زینب کو بوجہ عشق محمدؐ کے اپنے لائق نہیں سمجھتا تھا جبھی
تو محمدؐ کے کہنے کی کہ تو اللہ سے ڈر اور اپنی عورت کو مت چھوڑ حکم عدولی کرکے زینب
کو طلاق دیدی کیونکہ اس کا دل زینب سے سخت تنگی ہوچکا تھا۔

۶ اس حرکت سے جب آنحضرت لوگوں کی ملامت کا نشانہ بنے تو کچھ جواب نہ
بن آیا۔ بجز اسکے کہ بطور طفل تسلّی کے زید کے بارے میں یہ الہام گھڑ سنایا
کہ لے پالک تمہارے بیٹے نہیں ہیں یہ تمہاری منہ بولی بات ہے اور تمپر اس
بات کا کچھ گناہ نہیں جو تم نے چوک کر کرلی البتہ جو دل سے ارادہ کرلیا ہو تو
خطا ہے۔ اور چوکنے کی بات یہ تھی کہ آپ زید کو اپنا بیٹا بنا چکے تھے۔

حضرات ناظرین! آپ کو ہرگز نہ گھبرانا چاہیے کہ آریوں نے اس قدر ابتدا مطاعن

کا اپنی گندہ دہنی سے اوگلدیا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ اس سے زیادہ نہیں جو یاوہ گویوں
نے افضل المرسلین کی نسبت بکا ہے۔ آپ کو آگے چلکر انشاء اللہ ابھی معلوم ہوجائیگا کہ
یہ اس سیاہ دشمن کی محض بے ایمانی اور بیحیائی ہے۔ اور دیکھینگے کہ اسکی لمبی خرطوم پر
انشاء اللہ ایسا داغ لگایا جائیگا کہ جسکو وہ عمر بھر یاد کرتا رہیگا۔ یہ آریوں کی قدیمی بیحیائی حرکت
ہے کہ عیسائیوں کی کتابوں کو بڑی عرق ریزی سے پڑھ پڑھکر جہاں کوئی بات اپنے خیال
میں بدترین پاتے ہیں فوراً نوٹ کرکے اخباروں یا رسالوں کے ذریعہ اترا اترا کر اسکو شائع کرتے
اور اچھلنے کودنے لگتے ہیں۔ مگر وہ تھوڑی دیر کی اچھل کود دائمی ذلت کا ہار ان کے گلے
میں پہنا دیتی ہے جس وقت کہ آسمانی حربہ سے انکا کاغذی بت پاش پاش ہوجاتا ہے یاد
رکھو خدا کی غیرت نے چاہا ہے کہ باطل ان کے ماتھے پر نمایاں داغ لگادے اور ہر ایک
طالب حق سمجھ لے کہ جس مذہب کی بنیاد خدا کے قدوسوں راستبازوں کی توہین تحقیر سب
و شتم اور معائب شماری کے بدبودار پانی پر ہے وہ مذہب کبھی صاف و شیریں چشمہ نہیں
ہوسکتا۔ یہ بد قسمت قوم آریہ ایک طرف تو اپنی مغلوبیت اور نامرادیوں اور ناکامیوں
کو یاد کرتی اور اپنے حریفوں کی کامیابی و شوکت دیکھتی ہے دوسری طرف دست اختیار کو
اپنے استقامت پر نہیں پاتی تو مارے ندامت و خجالت کے بوزنہ وار چاروں طرف خرخر کرتی اور
حواس باختہ ہوکر تبرا بازی اور گالی گلوچ پر اتر آتی ہے خدا اس قوم کو سمجھ دے کہ باطل سے
بیزار ہوکر حق کو قبول کرے اور ایسے ناپاک طریق کو چھوڑ دے جسکی محکم اصل صرف تبرا بازی
ہی رہ گئی ہے۔ آمین۔ اب میں زید و زینب کا قصہ سناتا ہوں جہاں ناپاک الزام معترض کا اصلی جوش
ہے مگر پہلے دعائیہ نظم پڑھلوں۔

فضل کا طالب ہوں میں جو رحمت کا ہوں امیدوار	تو مرا مشکل کشا ہے تو مرا حاجت برآر
تو ہی رب العالمین ہے تو ہی رحمان و رحیم	تیرے بندونکو نہیں آتی کسی سے یہ عار
جھوٹی باتوں کو بنا بیٹھے ہیں جو تیرا کلام	اور اترا کر وہ پھر کرتے ہیں اسپر افتخار

انکو بھی فضل و کرم سے دے صراط مستقیم
تیرے نبیون کو یہ دیتے گالیان ہین لئیم
اے مرے مولا تو اس اندہیر کو دنیا سے کھو
ہو رہی ہے آجکل جو وید اور قرآن کی جنگ
ہان مقابل آریون کے پھر مری امداد کر
کر مری تائید یارب آج اس میدان مین
مجھکو وہ شادی دکھا جس سے یہ بدکار غبی
وہ کرون اتمام حجت جس سے دل ہلجائین سب
جو اکڑتے پھرتے ہین وہ گھر مین گھس جائین تمام
فتح کا ڈنکا بجے ہان آریون مین ہو ہول
حامیان دین جو سنتے ہین یہ میری دعا

راز سارے کھولدے کر حق کو انپر آشکار
کر رہے ہین تو مین یہ صبح و مسا لیل و نہار
کر ہویدا آریون پر اب تو فرق نور و نار
فتح دے قرآن کو اسمین اور دے ویدونکو ہار
مجھکو وہ قوت عطا کر جس سے مین لون انکو مار
چار جانب سے گھرے دریا ناپیدا کنار
جس سے کچلا جائے اس خناس کا سر مثل مار
آریون کو غیظ اور غصہ سے چڑھ جائے بخار
عورتون مین جا چھپین مثل زنان نابکار
وان ہو ماتم سا اس طرف ہون شادیونکے اشتہار
مخلصانہ وہ کہین اب زور سے آمین پکار

نکاح زید با زینبؓ

خدا کے مقدس و مطہر کلام مین زید و زینب کے نکاح اور طلاق کے متعلق سب سے پہلے سورہ احزاب کی اس آیت سے ذکر شروع ہوتا ہے "وما کان لمؤمن ولا مؤمنة الی آخرہا لآیت ضلالا مبینا" (پ ۲۲ - احزاب) کسی مومن مرد اور عورت کو نہین چاہیے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ایک امر کا فیصلہ کردین تو پھر اُن کو اس امر کے کرنے یا نہ کرنے مین اختیار رہے اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا وہ سخت گمراہی مین پڑیگا اس آیت کی شان نزول مین علامہ سیوطی لباب النقول فی شان النزول مین اور ملا حسین واعظ تفسیر حسینی مین کہتے ہین کہ طبرانی نے قتادہ سے بسند صحیح یہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے زینبؓ کے نکاح کیلئے درخواست کی اور آپکا ارادہ زید کے ساتھ نکاح کرنیکا تھا زینبؓ نے سمجھا کہ آپکا ارادہ اپنے واسطے ہے لیکن جب اُسے پتہ لگا کہ آپکا ارادہ زید کے ساتھ اُس

کا نکاح کرنے کا ہے۔ تو اس نے انکار کیا اور اس کے بھائی عبداللہ نے بھی انکار کیا تو خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ الآیہ۔ یعنی عبداللہ مومن اور زینب عورت مومنہ کو حکم رسول سے انکار نہیں کرنا چاہئے پس وہ ہر دو اس وحی آلٰہی کو سنکر راضی ہو گئے اور آنحضرت کا حکم مان لیا۔ اور ابن جریر نے بھی ابن عباس رضؓ سے یہی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے زینبؓ کی زید بن حارثہؓ کے ساتھ شادی کیلئے درخواست کی زینب نے انکار کر کے کہا کہ میں اس سے اچھی ہوں اور وئے حسب کے تب خداوند تعالےٰ نے وحی نازل فرمائی سو وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ الآیۃ

یہ صحیح اور معتبر روایات باواز بلند پکارتی ہیں کہ آنحضرت صلعم نے زید کے ساتھ نکاح کیلئے درخواست کی تھی مگر زینب اور اس کا بھائی اگرچہ اس بات کیلئے تو بخوشی تیار تھے کہ نبی کریمؐ سے نکاح ہو جائے مگر زید سے نکاح کیلئے انہوں نے انکار کر دیا۔ اس وجہ سے کہ زید ایک آزاد شدہ غلام تھا۔ اور زینب قریش کے شریف خاندان کی ایک معزز عورت تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس سے نکاح کرنا پسند نہ کرتے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ وہ زید پر راضی ہو جاویں جب زینب اور اس کے بھائی کی طرف سے انکار پر اصرار ہوا تو خدا تعالےٰ نے انکو اس معاملہ میں متنبہ کیا اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کیلئے ایک عام حکم کے ذریعہ انکو مطلع کیا کہ جب خدا اور اس کا رسول ایک معاملہ میں فیصلہ کر چکے ہیں تو پھر کسی مومن مرد یا عورت کے لائق نہیں کہ وہ اس فیصلہ سے انکار کرے اور یہ بھی بتلا دیا کہ اگر وہ خدا اور اسکے رسول کے حکم سے انکار کرینگے تو سخت گمراہی میں پڑینگے اس آیت کے آنے پر زینب اور اسکا بھائی راضی ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے حکم کو خوشی سے قبول کر لیا اور زید کا نکاح زینب کے ساتھ ہو گیا یہانتک تو اس نکاح کا قصہ ہے اور اس آیت۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ۔ کا شان نزول اس کا ناظرین خود اندازہ کر لیں کہ اسپر کونسا اعتراض ہو سکتا ہے جسکا جواب دیا جاوے۔

اب دوسری بات یہ سمجھنی چاہیے کہ زینب کون تھی ؟ سو اس کا یہ جواب ہے کہ وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی قریبیون مین سے تھی زینب کی مان عبدالمطلب
کی بیٹی تھی (دیکھو اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ جلد پنجم صفحہ ۴۶۳) اس قدر قریب کی رشتہ
داری تھی مگر ساتھ ہی یہ بات بھی تھی کہ زینب ان لوگون مین سے تھی جو آنحضرت صلعم پر
ابتدا ہی مین ایمان لائے تھے - اور وہ مہاجرہ بھی تھی - ان تمام باتون سے معلوم
ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم زینب کو بڑی اچھی طرح سے جانتے تھے - تمام واقعات
یعنی آپ کا اور زینب کا رشتہ داری کا اس قدر قریب تعلق اور زینب کا ابتدا مین ہی
مسلمان ہو جانا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مدینہ کو ہجرت کرنا یقینی طور پر
ثابت کرتے ہین کہ زینب کوئی اجنبی عورت نہین تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسکو بچپن ہی سے خوب جانتے تھے - اور بارہا بچپن مین اور جوانی مین اسکو دیکھا ہوا تھا علاوہ ازین
اسلام سے پہلے عرب مین پردہ کی رسم نہ تھی بلکہ بقول مختون آریہ دھرم سیال زینب کا
آنحضرت کیساتھ نکاح ہو جانے تک رسم پردہ جاری نہین ہوئی تھی اور اس سے مرد
اور عورتین عام زندگی مین باہم ملتے جلتے تھے چونکہ اس بات کو ہمارا بے سمجھ مخالف بھی مانتا ہے
اسلئے اسپر زیادہ بحث کی ضرورت نہین اب ان تمام واقعات پر غور کرو کہ اول تو زینب آنحضرت
کی پھوپی کی بیٹی ہے اور پھر ابتدائی مسلمانون کی چھوٹی سی جماعت مین بھی داخل ہے پھر وہ
آنحضرت کے ساتھ ہی مدینہ کو بھاگ کے چلی آئی ہے اور پردہ کا ملک مین رواج بھی نہین اور
خود آنحضرت زینب سے درخواست کرتے ہین کہ وہ زید کے ساتھ نکاح ہونا منظور کرے
اور پھر سوچو کہ یہ کسقدر بڑا سیاہ جھوٹ ہے کہ آنحضرت صلعم نے اتفاقاً زید کے گھر جاکر
زینب کو دیکھ لیا تھا اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے اسپر فریفتہ ہو گئے تھے اس
کمینہ اور گندے جھوٹ کو پیش کرکے ماننے والے خدا کی لعنت کے نیچے ہین - ہم تو
دیکھتے ہین کہ جب زینب آنحضرت کیساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو وہ خود اسکو منظور نہین کرتے

اور زید کے لئے زور دیتے ہیں اگر نفسانی خواہش ہی آنحضرت کی اس نکاح کی محرک تھی
تو پھر کونسی وجہ تھی کہ آپ نے اس وقت اسے منظور نہ کیا جب وہ اور اسکے متعلقین سب چاہتے تھے
بات یہ ہے کہ تعصب کا پردہ جو آریوں کی آنکھوں کے آگے پڑا ہوا ہے وہ انہیں واقعات کو
اصل صورت میں دیکھنے نہیں دیتا۔ اب اس بیان سے جسے مسلمان محققین نے سچا اور صحیح
تسلیم کیا ہے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضرت نے ہی اس بات پر زور دیا تھا کہ
زینب کا زید کے ساتھ نکاح کر دیا جائے اور خود زینب اور اسکے رشتہ دار اسکے مخالف تھے۔
لیکن اللہ تعالے کی طرف سے جو وحی نازل ہوئی اس میں بھی یہ ہی حکم تھا کہ جو رسول کا
فیصلہ ہے وہی ٹھیک ہے اور زینب اور اسکے رشتہ داروں کو اس معاملہ میں کوئی چون و
چرا کرنیکا اختیار نہیں اسلئے اس نکاح کے متعلق یہ ایک شہرت یافتہ امر ہو گیا تھا کہ یہ نکاح
خدا تعالے کے حکم کے مطابق ہوا ہے یہ بات بہت قابل توجہ ہے کیونکہ اسکی طرف پھر بھی ہم توجہ
دلائینگے یاد رہے کہ جب تک وحی الٰہی نازل نہیں ہوئی تب تک زینب اور اسکے رشتہ دار
زید کے ساتھ نکاح پر راضی نہیں ہوئے اور اس امر سے مسلمان اور غیر مسلمان سب آگاہ
تھے کہ زینب نے انکار کیا تھا مگر آنحضرت کے فیصلہ کے مطابق وحی الٰہی نے فیصلہ کیا کہ
زید کے ساتھ ہی نکاح ہو تو اسلئے ایک ایسے نکاح کے متعلق جو خدا کے حکم سے ہوا تھا لوگ
ہر وقت منتظر تھے کہ دیکھئے آئندہ کیا ہوتا ہے۔

اب ہم اس نکاح کے بعد کے واقعات پر غور کرتے ہیں سب سے پہلے قرآن
کریم کے ان الفاظ میں ہمیں اس مضمون کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ ؕ اور جب تو کہتا تھا
اس شخص کو جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا کہ اپنی بیوی کو طلاق مت دے اور خدا
سے ڈر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زید اپنی بیوی کو طلاق دینی چاہتا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکو طلاق سے روکا اسکے متعلق حاکم انس سے روایت کرتا ہے کہ زید بن حارثہ آنحضرت صلعم

کے پاس آیا اور زینب کی شکایت کی (یعنی اس امر کی کہ وہ اس سے متکبرانہ طریق سے
پیش آتی ہے) اسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ طلاق مت دو اور خدا سے ڈرو۔ (دیکھو
لباب النقول فی اسباب النزول) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے بعد زینب رضی جو
نہایت معزز خاندان قریش کی عورت تھی اپنے حسب کی بڑائی کے سبب ایسے طریق
سے زید سے پیش آتی تھی جو اسکو ناگوار گذرتا تھا۔ اور آخر اسکو بالکل ناقابل برداشت پاکر
زید نے آنحضرت کے پاس شکایت کی اور طلاق دینا چاہا لیکن آنحضرت نے اسے منع کیا کہ تم
اس سختی کی برداشت کرکے اپنی بیوی کو رکھو اور خدا سے ڈرو۔ اس جگہ ناپاک فطرت دہرمپال
کا یہ کہنا کہ اب محمد کے لئے وقت تھا کہ وہ کوئی آیت آسمان سے اتارے تا کہ ایک ہی تیر سے
دو شکار ہو جائیں اور وہ تیر بقول اسکے۔ امسک علیک زوجک واتق اللہ تھا
معلوم نہیں ویدک فلاسفی کی کس کتاب سے نکالا ہے۔ یہ دیانندی لاجک (منطق)
نہایت نامعقول اور پرلے درجہ کی بے ایمانی اور نجاست خوری ہے خواہ اسکا کہنے والا
کوئی آریہ ہو یا اسکا استاد عیسائی۔ اے گندم نما جو فروشو؟ وہ وقت کب آئیگا کہ تم بھی
ایمانداری سے اعتراض کرنا سیکھو گے۔ کس روز تم کو سمجھ آئیگی کہ خدا کے پاک اور معصوم
نبیوں کو گالیاں دینے سے گھنگے ویدا ور آریہ مت کی کوئی عزت نہیں بڑھ سکتی زید
آنحضرت صلعم کے پاس آتا ہے اور اپنی بیوی کے متکبرانہ سلوک کی جو شرافت خاندان کے
احساس کی وجہ سے تھا کیونکہ وہ کسی جولاہے کی دختر نہ تھی بلکہ اس خاندان سے تھی جو
عرب میں معزز خاندان تھا آپ کے پاس شکایت کرتا ہے اور طلاق کا ارادہ ظاہر کرتا ہے
آنحضرت نہایت ہی سختی سے اس کو روکتے ہیں جس کا دہرمپال بھی بدین الفاظ اقراری ہے
کہ محمد نے زید کو دھمکایا اور کہا تو اپنی عورت کو مت چھوڑ اور خدا سے ڈر صفحہ ۹۰ مگر پھر بھی
یہ مار سیاہ یہی کہتا ہے کہ یہ سب منافقانہ کارروائی تھی۔ اے جاہل نادان جبکہ
آنحضرت کو زید کی طرف سے بھی کھٹکا تھا کہ معلوم نہیں وہ کیا سمجھے اور زید آپکا آزاد کردہ بھی جھجکی

بیوی کے متعلق آپ رکھتے تھے۔ آگاہ تھا۔ کیونکہ زید بیوقوف نہیں تھا کہ ان باتوں سے

بے خبر رہتا اور عشق و مشک کبھی چھپے نہیں رہ سکتے۔ صفحہ ۹۰" اور آنحضرتؐ بھی یہ جانتے تھے کہ وہ آپکی خاطر طلاق دے رہا ہے تو اس فقرے " وَاتَّقِ اللّٰہَ " کے کیا معنے ہیں کس طرح آپ زیدؓ کو ان الفاظ میں روک سکتے تھے اور دھمکا کر روک سکتے تھے کہ اے زیدؓ خدا سے ڈرو اور اپنی بیوی کو طلاق مت دو کیا یہ لفظ منافقانہ اور اوپر کے دل سے ہو سکتے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ لفظ ہی ایسے ہیں کہ دل کی تہ سے نکلے ہوئے ہیں " خدا سے ڈر " یہ ایک ایسا فقرہ نہیں ہے کہ جو ایک مجرم دل زبان پر لا سکے۔ اور پھر ایسے شخص کے سامنے جسے وہ جانتا ہے کہ اسکے فاسد خیال سے وہ آگاہ ہے۔ کیا فطرت انسانی ایک لحظہ کے لئے بھی اس خیال کی برداشت کر سکتی ہے؟ اور پھر زید جسکو یہ لفظ بولے جاتے ہیں اور دھمکا کر بولے جاتے ہیں کون ہے اور اس کا آنحضرتؐ سے کیا تعلق ہے؟ یہ وہ نازک تعلق ہے جو مرید اور مرشد کے درمیان ہوتا ہے۔ مرید ایمان رکھتا ہے اور یقیناً جانتا ہے کہ میرا آقا خدا کا بھیجا ہوا ہے تا لوگوں کو راستبازی کی طرف بلائے وہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام وہ اپنی راستبازی میں ایک کامل انسان ہے اور نیکی کا ایک نمونہ ہے جسکے ہر ایک قول و فعل کی اسے پیروی کرنی چاہئے۔ اب اس نازک تعلق کو جس کی بنیاد راستبازی اور پاکیزگی پر تھی سامنے رکھو۔ اور پھر ان الفاظ پر غور کرو جو ایسے آقا کے منہ سے اس مرید کیلئے نکل رہے ہیں۔ جو آقا کی بدنیتی سے بخوبی واقف ہو چکا ہے کہ اے مرید خدا کے سامنے تقویٰ اختیار کر اور اپنی بیوی کو طلاق مت دے کس قدر ظلم اور بے ایمانی ہے کہ کہا جائے کہ یہ الفاظ منافقانہ یا شکار کرنیکا ایک ہتھیار تھے جو ظاہرداری کے رنگ میں تھے اور دلی منشا یہ نہ تھا۔ کیا منافقانہ الفاظ ایسا ہی اثر کیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کے الفاظ نے صحابہؓ کے دل پر کیا۔ جنہوں نے ان الفاظ کو سنکر اپنا سب کچھ اسی کی راہ میں کھو دیا۔ اگر یہ الفاظ ایک مجرم کے دل کے تھے تو انہوں نے دلوں پر کیوں اثر کیا؟

پھر ہم اصل مضمون کی طرف توجہ کرتے ہین جب زیدؓ نے خانگی مشکلات کی وجہ سے زینبؓ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو آنحضرتؐ نے اسے بہت ناپسند کیا اور اسکو اس فعل سے روکا۔ **آپ نے کیون روکا** اسکے کئی وجوہات تھے اول تو زینبؓ کا آپکے ساتھ نہایت ہی قریب کا تعلق تھا اور زیدؓ سے بھی آپ کو بڑی محبت تھی اور آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ وہ شخص جن سے اسقدر تعلق اور محبت تھی اُن مین ناچاقی ہو۔ علاوہ ازین خود ہی آنحضرتؐ اس شادی کے محرک ہوئے تھے اور زینبؓ کی منشاء کے خلاف آپ نے اسپر زور دیا تھا حالانکہ زینبؓ کے دوسرے رشتہ دار اسے پسند نہ کرتے تھے اس لئے ضرور تھا کہ زینبؓ کے وارث بھی قومی اور رسمی خیال کے لحاظ سے اس طلاق سے ناخوش ہون اور یہ بات بھی آنحضرت صلعم کے دلکو مضطرب کرنے کا باعث ہو سکتی تھی کہ اگر نکاح کے وقت وہ لوگ تھوڑے بھی ناخوش تھے تو اب طلاق سے انکو بہت ہی رنج کا اندیشہ تھا۔ **لیکن سب سے بڑی بات یہ تھی** کہ زینبؓ کا نکاح **حکم الٰہی** - وَمَاکَانَ لِمُؤمِنٍ الآیہ کے مطابق ہوا تھا۔ اب آنحضرت کو یہ فکر تھا کہ جاہل اور بدباطن دہرمپال جیسی گندہ فطرت اور سطحی خیال کے لوگ خدا کے ارادون اور حکمتونکو نہ جاننے والے اپنے نزدیک اسے بھی ایک اعتراض سمجھ لینگے کہ ایک نکاح جو وحی الٰہی کے حکم کے نیچے ہوا تھا اتنی جلدی اسکا نتیجہ ایسی ناچاقی اور طلاق ثابت ہوا آپ یہ بھی سوچتے تھے کہ مخالف منکر جو ہر وقت مختتن آریہ کی طرح اسلام پر اعتراض کرنے کیلئے حیلے سوچتے رہتے تھے انہیں بھی طلاق پر زبان درازی اور طعنہ کا موقعہ ملیگا اور لوگون کو سچائی کے قبول کرنے سے روکین گے **یہی وجہ تھی** کہ آپ نے زید کو طلاق سے روکا تاکہ مخالفون کو زبان درازی اور طعن کا موقع نہ ملے چنانچہ اس کے بعد جو الفاظ قرآن کریم مین استعمال ہوئے ہین وہ آنحضرتؐ کے دل کی اس مضطربانہ حالت کو ظاہر کرتے ہین۔

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ اور تو اپنے دل میں چھپاتا تھا اس بات کو جسے اللہ ظاہر کرنیوالا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا اور اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرے" ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر آنحضرت کے دل کی کیا حالت تھی۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ طلاق ہو کر اس ناچاقی کا افشا ہو۔ اور معاندین اسلام کو زبان درازی کا موقعہ ملے۔ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ اس قسم کی نکتہ چینیاں ناواقفوں کی ٹھوکر کا باعث ہو جاتی ہیں اس لئے آپ کی دلی خواہش یہی تھی کہ زیدؓ طلاق نہ دے اور اس جھگڑے پر پردہ پڑ جائے **یہی وہ بات تھی جس کو آنحضرت چھپانا چاہتے تھے**۔ مگر اللہ تعالیٰ کا منشا یہ نہ تھا کیونکہ جیسے آگے چلکر اسی آیت کے اخیر پر بیان کیا گیا ہے اس نکاح اور طلاق میں خدا تعالیٰ ایک منشار الٰہی کو پورا کرنا چاہتا تھا جیسا کہ فرمایا وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا اور خدا کا حکم اسی طرح پر ہونا تھا۔ آنحضرتؐ اسی بات سے ڈرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ نکتہ چینیاں کفار کی طرف سے سچائی قبول کرنے میں لوگوں کیلئے روک ہو جاویں دیکھو او دیانتدارو!

تمہارا استاد خود دہرمپال جو درحقیقت دہر مگال کہلائے جانیکا مستوجب ہے اپنے نفس پر ذرا بھی قابو نہ پاکر ہر وقت جلتے ہوئے تنور میں پڑا ہوا قرآن کریم میں "وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ" دیکھکر جلدی سے بول اٹھتا ہے "جب ہم سورہ احزاب مطالعہ کرتے ہیں تو ہم محمدؐ کو نہایت ہی بیقرار مغموم اور مخوف پاتے ہیں اور اس بیقراری اور خوف کا باعث زینب کا عشق تھا یا لوگوں کا اور زید کا خوف کہ وہ کیا کہیں گے اور کیا سمجھیں گے" صفحہ ۸۸ اور اس یاوہ گوئی اور ہرزہ درائی پر موچھوں کو تاؤ دیتا ہوا پست ہمت اور وضیع فطرت جولاہوں کی طرح کہتا ہے کہ "یہ خبر چار طرف آگ کی طرح پھیل گئی اور محمدؐ ہر کس و ناکس کی ملامت کا نشانہ بنگیا جسکا جواب محمدؐ کے پاس کچھ نہ تھا" صفحہ ۹۲ دیکھو یہ کیسا لاجواب جواب ہے جس کو غلامان محمدؐ نے پیش کر دیا اور تمہارے سیاہ سانپ

کی تمام کچلیوں کو جڑ سے نکال پھینکا اور زہریلے سانپ کو اپنے تنگ تاریک سوراخ میں مار کھا کر واپس جانا پڑا اور بچہ افعی کے تمام بدن کو ایسا زخمی کر دیا کہ سوراخ میں گھسکر بھی اب زندہ رہنا اسکا محال ہے۔ کیونکہ زخم خوردہ سانپ کا چیونٹیاں بھی کام تمام کر دینگی اور اس سرکوبی کے بعد بھی اسکی کچھ امید زیست باقی ہے تو انشاءاللہ ہم اسکے تمام جسم کے ٹکڑے ٹکڑے اڑائے بغیر نہیں چھوڑینگے تاکہ یہ خناس پھر کبھی سر ہی نہ اٹھا سکے۔

او بے شرم دہر پیال! یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مغموم اور مخوف[1] تھے اور یہ بھی درست ہے کہ آپ اس وقت لوگوں سے ڈرتے تھے مگر یہ نہایت ہی پاجیانہ اور نیز تیرے متعفن دماغ کا گندہ خیال ہے کہ مغموم زینبؓ کے عشق سے تھے اور خوف اس بات کا تھا کہ لوگ کہیں گے دیکھو محمد اپنے بیٹے کی عورت سے شادی کرتا ہے"۔ ابھی تک تو آپ کو زینبؓ سے شادی کرنیکا خیال بھی نہیں اسوقت تو زیدؓ کو ہی دھمکایا جا رہا ہے کہ طلاق مت دے اور اللہ سے ڈر اور زینب تو وہی عورت ہے جسکا بیان ہم پہلے کر چکے ہیں کہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی اور مہاجرہ کئی مرتبہ دیکھی ہوئی تھی اور اسکا نکاح خود ہی باوجود زینب کی اس خواہش کے کہ آپ کے ساتھ نکاح ہو جاوے بڑے اصرار اور سعی کے ساتھ زید کے ساتھ کیا تھا اور اس دن سے لیکر اس خوف اور خفگی کے دن تک کبھی اس طرف اشارۃً یا کنایۃً بھی توجہ نہیں فرمائی کہ زینبؓ کیساتھ اپنا نکاح کر لیں۔ پھر زینبؓ کا عشق کیسا۔ اور زید یا لوگوں کے ایسا کہنے کا ڈر کیا معنے آپ لوگوں سے ڈرتے تھے مگر انہیں کے فائدہ کے لئے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ہلاکت میں پڑ جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ غم جو لوگوں کے لئے تھا کہ وہ راہ ہدایت پر کیوں نہیں آتے اسکا اظہار قرآن شریف میں دوسرے موقعہ پر اس طرح کیا گیا ہے "لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ" ۱۹ پ ع ۶ تو کیوں اپنی جان

[1] خوف زدہ یا خائف۔ قاسم

ہلکان کرتا ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے)۔

اس جگہ خدا تعالیٰ آنحضرتؐ کی تعریف کرتا ہے اس غمگساری اور ہمدردی کے لئے جو آپ کو لوگوں کے ساتھ تھی اسیطرح ان الفاظ تخشی الناس میں لوگوں کی بہتری کے غم کی طرف اشارہ ہے آنحضرت کے دل کی ایسی حالت کو دیکھکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں سے ڈرنا نہیں چاہئے کیونکہ اس طلاق کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنا ایک خاص منشاء پورا کرنا چاہتا ہے اور اسی کی مصلحت نے یہ تقاضہ کیا ہے کہ اسیطرح پر یہ نکاح اور پھر طلاق ہو۔ پس جب اسکا ارادہ اور مصلحت یہی چاہتے ہیں تو پھر اور کسی سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ ہی حقدار ہے کہ ہر وقت اسی سے ڈرنا چاہئے گویا ان الفاظ میں یہ بتایا گیا ہے کہ تم اس بات سے مت ڈرو کہ ایسی طلاق سے نفرت پیدا ہوگی اور اس لئے جس طرح حکم الٰہی ہے اسیطرح ہونے دینا چاہیئے۔

اس وقت تک آنحضرتؐ کا زینبؓ سے نکاح کرنیکا کوئی ارادہ نہ تھا کیونکہ ابھی ایک دو سال پیشتر ہی وہ انکار کر چکے تھے۔ جبکہ زینبؓ کی طرف سے یہ خواہش ہوئی تھی بالآخر زیدؓ نے طلاق دیدی اور آنحضرت نے بھی حکم الٰہی کے مطابق اسے روکنا چھوڑ دیا۔

یہاں پر کور باطن آریہ ایک اعتراض کرتا ہے کہ مسلمان جو یہ کہتے ہیں کہ زید اور زینبؓ کی اس وجہ سے نہیں بنتی تھی کہ زینبؓ اپنی عالی خاندانی کے سبب زید کو آزاد شدہ غلام ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتی تھی تو اس سے یہ تو سمجھا جاتا ہے کہ زینبؓ ایک بیوفا عورت تھی جو اپنے بیاہتا خاوند کو حقیر سمجھتی تھی اور اسکو زید سے بہتر یا بلند قدر خاوند کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ صفحہ ۹۰

اس اعتراض سے تو بیچارے نو آریہ نے اپنی ساری گذشتہ حماقت پر خود پانی پھیر دیا اور اس امر واقعہ کی کوئی تردید نہ بن پڑی تو زینب کی بیوفائی کا نتیجہ نکالکر یہ تسلیم کرلیا کہ زید کا طلاق دینا زینبؓ کی بیوفائی کے باعث تھا نہ کہ آنحضرت صلعم کے شوق

سے واقف ہو کر اور اس تسلیم کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت تک نہ تو آنحضرتؐ کی
خواہش زینبؓ کو اُسکے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر اپنے ساتھ نکاح کرنیکی تھی اور نہ زیدؓ
ہی آپ کو عاشقِ زینب پاکر زینب کو چھوڑنے پر مجبور ہوا تھا اور نہ زینبؓ ہی کی یہ خواہش
تھی کہ زیدؓ سے طلاق ملجائے تو آنحضرتؐ سے نکاح کرلے بلکہ اسکو کسی بلند قدر خاوند کی
بقول دہرمپال ضرورت محسوس ہوتی تھی گو آخرکار آنحضرتؐ کے ساتھ نکاح ہونے سے ضرورت
پوری ہو گئی - اب آنحضرتؐ کی ذات مبارک پر سے یہ اعتراض تو بالکل اُٹھ گیا کہ آپ اس
کے حسن و جمال کو دیکھکر قیس و فرہاد کی طرح بیخود و بیقرار ہو گئے تھے اور زید آپکی اس بیقراری
کی حالت سے آگاہ ہو کر زینب کو طلاق دینا چاہتا تھا - رہا زینبؓ کی بیوفائی تو اسکا جواب
یہ ہے کہ اسکو بیوفائی نہیں کہہ سکتے یہ تقاضہ فطرت ہے جس سے وفاداری یا بیوفائی
کو کچھ بھی تعلق نہیں - یاد رہے کہ یہ بات صرف ممکن ہی نہیں بلکہ غالب ہے کہ جسقدر فخر اور
درجہ کا تفاوت اور بھیدگی ایک خاوند اور عورت میں ہمیشہ شکر رنجی کا موجب ہو سکتا ہے
کیونکہ مرد جو قدرتاً عورت سے افضل بنایا گیا ہے شوہر ہونے کے باعث عورت کو اپنا
مطیع رکھنا چاہتا ہے اور جس صورت میں عورت ایک عالی خاندان سے ہو اور مرد ایک غلام
آزاد شدہ تو ضرور عورت کا دل ایسے مرد کی ویسی قدر جیسی مساوات درجہ کی حالت میں ہوا کرتی
ہے نہیں کرنا چاہتا اور ایسے واقعات ضرور باہمی رنجش اور تنازعہ کا باعث ہو جایا
کرتے ہیں - غرض انہیں وجوہات پر زید نے طلاق دیدی تھی نہ کسی اور وجہ سے -
طلاق کے بعد عدت بھی گذر گئی جیسا کہ الفاظ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا
کا منشاء ہے تو عدت گذر جانے کے بعد حکم الٰہی آتا ہے کہ آنحضرت خود زینبؓ کے ساتھ
نکاح کرلیں - چنانچہ الفاظ منقولہ کے بعد خدا تعالےٰ فرماتا ہے زَوَّجْنٰكَهَا یعنے ہمنے اُسے
یعنی زینبؓ کو تیری بیوی بنادیا - یہاں یہ نہیں فرمایا کہ تو نے زینب سے نکاح کی خواہش
ظاہر کی یا نکاح کرلیا - تو ہم نے تجھے اجازت دیدی - بلکہ یہ فرمایا کہ خود ہمنے ہی تیرا نکاح اسکے ساتھ کر

یعنی ہمارے حکم سے تو نے نکاح کیا اور جب تک ہمنے حکم نہیں دیا نکاح نہیں کیا۔ اور یہ حکم اسوقت نازل ہوا جبکہ طلاق کے بعد عدت بھی گذر چکی تھی اگر یہ نکاح آنحضرتؐ کی خواہش سے ہوتا تو قرآن شریف کو چاہیے تھا کہ اسی طرح پر بیان کرتا۔ لیکن قرآن شریف ہمیں یہی بتاتا ہے کہ آنحضرتؐ کی خواہش نہ تھی بلکہ خدا کا حکم تھا۔

اب اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں خدا تعالیٰ نے پہلے ہی موقعہ پر آنحضرتؐ کو حکم نہیں دیا کہ آپ ہی زینبؓ سے نکاح کر لیں بلکہ اسوقت تو زیدؓ سے نکاح کا حکم دیا اور اب جبکہ ناچاقی کے بعد طلاق ہو گئی تو پھر آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ اب تم زینبؓ سے نکاح کرو۔ اور خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا ہوگا کہ زیدؓ اور زینبؓ کا نکاح بالآخر فسخ ہونے والا ہے پھر پہلے اس نے کیوں یہ حکم دیا کہ زینبؓ کا نکاح زید کے ساتھ ہو۔ اسکا جواب خود قرآن شریف نے دیا ہے اور جہاں آنحضرتؐ کو حکم ہوا کہ تم زینبؓ سے نکاح کرو وہیں اس سوال کا جواب اسطرح دیا گیا ہے۔ لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِھِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْھُنَّ وَطَرًا وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا (ہمنے اسواسطے تیرا نکاح زینب سے کیا ہے) کہ مسلمانوں کے لئے انکے لےپالکوں کی مطلقہ بیویوں سے نکاح کر لینا گناہ نہ رہے اور یہ خدا کا حکم تھا جو اسی طرح پورا ہونا تھا۔ یہاں صاف الفاظ میں اس حکم کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ کیوں ہمنے بعد طلاق کے رسول کو حکم دیا کہ زینبؓ سے نکاح کر لو اب اسجگہ دو سوال پیدا ہوتے ہیں جنکا حل کرنا ضروری ہے۔

اوّل یہ کہ آیا تبنیت کی رسم فی الواقع مضر رسم ہے یا نہیں؟ اس جگہ ہم نہایت اختصار کے ساتھ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس کے مضر ہونے میں کسی کو بھی شک نہیں ہو سکتا ہر انسان اتنا سمجھ سکتا ہے بشرطیکہ اس میں شرافت انسانیت کا مادہ ہو کہ صرف منہ سے کہدینے سے انسان ایک دوسرے کا باپ بیٹا نہیں ہو سکتا

علاوہ بریں اسکی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے اور جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ راستبازی
سے دور رہتا ہے اس رسم بد کے نتائج ہندو مذہب میں سب سے بڑھکر ظاہر ہوئے
ہیں اور اسی بد رسم کی وجہ سے آخر نیوگ جیسا ناپاک اصول دیانند نے نکال کر
تمام ہندو شرفا کی بہو بیٹیوں کی عصمت و عفت دیا کو امنی و شرم و حیا پر کلہاڑا مار کر اُسکو
بیخ دین سے کاٹ دیا۔ اور دیوثی کا یہ سبق خاوندوں کو پڑھایا کہ بے غیرتی سے
ایک عورت کو خاوند اپنی موجودگی میں اجنبیوں کے پاس صرف اولاد لینے کے لئے
بھیجدیا کرے اس قسم کے ناپاک اصول کی دنیا سے بیخ کنی کرنا آنحضرت صلعم
کی رسالت کا بڑا مقصد تھا۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا یہ ضرورت تھی کہ اس بری رسم تبنیت
کو دور کرنے کے لئے آنحضرتؐ خود ایک نمونہ بنیں تو اسکا جواب بھی آسان ہے کہ ضرور یہی
تھا کہ مذہب اسلام اس رسم کو بھی دنیا سے دور کرے اور جن لوگوں کو کسی قسم کی
اصلاح سے کام پڑا ہے وہ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ بغیر نمونہ بننے کے بد رسوم کا دور ہونا۔
غیر ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گہری فراست سے جو اللہ تعالےٰ نے آپکو عطا
فرمائی تھی دیکھتے تھے کہ فطرت انسانی ایسی واقع ہوئی ہے کہ جب تک واعظ خود نمونہ
بنکر نہ دکھلاوے دوسرے لوگوں کو ان نیک کاموں کی طاقت نہیں ملتی جنکا وعظ
ان کو کیا جاتا ہے۔ بد رسوم کی بیخکنی سچے مصلح کا عظیم الشان کام ہوتا ہے یہی وجہ تھی
اللہ تعالےٰ نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ تبنیت کی بد رسم کو دنیا سے
دور کرنے کیلئے خود زینبؓ سے نکاح کریں جو عربوں کی رسم کے مطابق سخت معیوب
سمجھا جاتا ہے کیونکہ زیدؓ جو زینبؓ کو طلاق دے چکا تھا اسکے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اس قدر محبت کرتے تھے کہ لوگ اسے آپ کا بیٹا کہنے لگے تھے اس لئے سب سے پہلے آنحضرتؐ
ہی کو حکم ہوا کہ زینبؓ کے ساتھ نکاح کر کے اس بد رسم کی جڑ کاٹیں۔ اگر آنحضرت کی اپنی

خواہش یہ ہوتی کہ زینبؓ کو نکاح میں لا دیں تو اس سے پہلے کوئی روک آپکے لیے نہ تھی آپ اُسے اچھی طرح جانتے اور پہچانتے تھے اور آپ جس وقت چاہتے وہ اور اسکے وارث بخوشی راضی ہو جاتے کہ آپ اُس سے نکاح کر لیں چنانچہ جب زیدؓ کیلئے آپ نے اسے مانگا تو اس وقت بھی زینبؓ اور اس کے ورثاء دونوں کی منشاء یہ تھی کہ آپ خود اس سے نکاح کر لیں۔ لیکن آپ نے پسند نہیں کیا اور اس وقت زیدؓ کے ساتھ ہی زینبؓ کا نکاح کرایا اس میں مصلحت الٰہی یہی تھی کہ زیدؓ کے طلاق دیدینے کے بعد آپ ان سے شادی کریں تا اسلام سے یہ رسم اٹھ جاوے کہ صرف بیٹا کہدینے سے کوئی شخص حقیقی بیٹا بن سکتا ہے۔ سو پہلی دفعہ خدا نے ہی چاہا کہ زینبؓ کا نکاح زیدؓ کے ساتھ ہو اور پھر حالانکہ آنحضرتؐ طلاق پسند نہ کرتے تھے لیکن خدا کے ارادہ کے مطابق طلاق ہی ہوئی اور آخر آنحضرت صلعم کے ساتھ نکاح سے منشاء الٰہی پورا ہوا اس امر الٰہی کے پورا ہونے کی طرف ان الفاظ میں اشارہ ہے جیسا کہ فرمایا۔ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا اور پھر فرمایا کہ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا۔ یعنی امر الٰہی ہو کر ہی رہنا تھا اور اس امر الٰہی کا ہونا پہلے سے ہی مقدور ہو چکا تھا۔ تمام اعتراض زیدؓ اور زینبؓ کے نکاح اور پھر طلاق پر اور اسکے آنحضرتؐ کے ساتھ نکاح پر خدا تعالیٰ کے ان الفاظ سے دور ہو جاتے ہیں کہ **یہ ایک امر الٰہی تھا جو ہو کر ہی رہنا تھا کیونکہ پہلے سے ہی مقدر ہو چکا تھا**۔ اور منشاء الٰہی اس میں یہ تھا جیسا کہ خود خدا نے بیان فرما دیا کہ اسلام سے تبنیت کی رسم اٹھا دی جاوے۔

آیت مذکورہ بالا سے مابعد کی آیت اور بھی وضاحت کے ساتھ اس امر کو بیان کرتی ہے کہ آنحضرتؐ کا زینبؓ کے ساتھ نکاح کرنا حکم الٰہی ہی کی تکمیل میں ہوا تھا اور اپنی کسی خواہش کے پورا کرنے کیلئے نہیں تھا۔ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ۔ یعنی نبی پر اس کام کے کرنے میں کوئی گناہ نہیں جو اللہ تعالیٰ اسکو لئے

فرض کر دے" یہ الفاظ کہ خدا نے پیغمبر کے لئے اس بات کو فرض کر دیا تھا کہ وہ
زینبؓ سے نکاح کریں اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ آپ کا اپنا بھی کوئی ارادہ یا
خواہش اس امر کی تھی قرآن شریف کی ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ اس قصہ کے
مختلف واقعات بالترتیب قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں سب سے پہلے
وہ وحی الٰہی ہے جسکے آنے پر زینبؓ زیدؓ کے ساتھ نکاح پر راضی ہوئی اور وہ "وما
کان لمؤمن الآیۃ" ہے پھر ایک جھگڑا پیدا ہوتا ہے اور زیدؓ آنحضرتؐ کے پاس شکایت
لیکر آتا ہے اور طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے آنحضرتؐ اُسے دھمکاتے اور روکتے
ہیں جسکا ذکر "واذ تقول للذی انعم اللہ الآیۃ" میں کیا گیا۔ اسپر آپکو اندیشہ پیدا
ہوتا ہے کہ اس ناچاقی کے افشا اور وقوع طلاق سے ایسا نہ ہو لوگوں کو ٹھوکریں
لگیں اور دشمنوں کو طنز کا موقع ملے تو خدا تعالے فرماتا ہے "وتخفی فی نفسک الآیۃ"
آخر کار طلاق امر الٰہی "وکان امر اللہ قدرا مقدورا" واقع ہو جاتی ہے اور عدت
بھی گذر جاتی ہے تو آنحضرتؐ کو حکم ہوتا ہے "فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا"
"کہ زینبؓ کو ہمنے تمہاری بیوی بنا دیا اور اسکی بڑی غرض یہ بتائی گئی ہے لکیلا یکون علی
المؤمنین حرج الآیۃ" تا متبنیت کی رسم ذلیل دور ہو جاوے اور مسلمانوں کو
اپنے لے پالکوں کی مطلقہ بیویوں سے نکاح کرنے میں مضائقہ نہو پھر بیان
کیا گیا ہے "وکان امر اللہ مفعولا" یہی وہ غرض تھی جسکے پورا کرنے کیلئے یہ
سارے واقعات خدا کے حکم اور منشا کے مطابق ظہور میں آئے اسکے بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برأت کی جاتی ہے کہ "ما کان علی النبی من حرج
فیما فرض اللہ لہ" تاکو تہ اندیش مخالف ٹھوکر سے بچیں اور صاف لفظوں
میں فرمایا جاتا ہے کہ خدا نے اس نکاح کا کرنا آپ پر فرض کر دیا تھا یہ تو واقعات ہیں
جو قرآن شریف سے ہمیں ملتے ہیں اور صحیح روایتوں میں بھی اسی طرح مذکور ہے مگر

ناپاک طبع بد باطن خبیث فطرت دشمن عیسائیوں کی کاسہ لیسی کرکے اسی نکتل نہ گمر کرید بودا پھول اور بد رنگ پہتے مردود روایتوں کے ذریعہ سے بجاکر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ زیدؓ کے گھر گئے وہ گھر میں موجود نہ تھا اور زینبؓ کو چھوٹی دوپٹہ پہنے آپنے دیکھکر سبحان اللہ مقلب القلوب کہا اور اسکے حسن پر آپ شیدا ہوگئے اور وہ آپکے دل میں گھس گئی۔ زیدؓ زینبؓ سے حال سنکر تاڑ گیا کہ آپ زینبؓ کے عشق میں مبتلا ہوگئے اب وہ زینبؓ کے رکھنے کا روادار نہیں تھا طلاق دینا چاہتا تھا حضرتؐ نے موقع پاکر ایک ہی تیر سے دونوں کا شکار کرنا چاہا اور وہ پھر گیا تھا۔ امسک علیک زوجک واتق اللہ۔ وغیرہ وغیرہ من الھذیانات والخرافات۔

ہم اس سے اور اسکے ہمخیال آریوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ویدکی تعلیم اور دیانند کی تلقین تم کو یہی ہے کہ مخالفین دیانند کے مقابلہ میں ہمیشہ عقل و علم دین کو بالائے طاق رکھکر ہر ایک جھوٹھ سے کام لیا کرو۔ اور ہر طرح کی بے ایمانی اور نادانی کو عمل میں لاکر اپنے ہمسایہ دین کی مخالفت کیا کرو اور جہاں تک ممکن ہو ادھرمی بنکر اَستت کو پھیلایا کرو اور سَت کو تیاگ دیا کرو؟ لعنۃ اللہ علیہم وعلی من لدیہم۔ اگر یہ تعلیم نہیں جیسا کہ مشاہدہ ہوا ہے تو پھر اسکا سبب بیان کرو کہ کیوں دھرمپال بدسگال دیانند کے نونہال نے قرآن مجید سے اس قصہ کے متعلق تمام آیات کو نہیں لکھا؟ اور کیوں صرف ایک ٹکڑا آیت کا وتخفی فی نفسک اور امسک علیک زوجک لکھا تمام آریوں ناریوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کی ہے؟ وہ بیچارے تو پہلے ہی خدا کے مارے اندھے اور بہرے تھے۔ دھرمپال نے اور بھی انکی آنکھوں کا نشان تک مٹادینا چاہا۔ اَن او مختون آریہ۔ کیا قرآن مجید کی آیت۔ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ الآیۃ صاف ظاہر نہیں کرتی کہ زیدؓ کے ساتھ زینبؓ کا نکاح کرنے کے لئے آنحضرت صلعم ہی حکم کرتے تھے۔ پھر تو نے کیوں نہیں اسکو لکھا۔ یاد رکھ اور خوب یاد رکھ کہ میں نے خدا کی

فضل سے تیری تمام کچلیان اکھاڑ اکھاڑ پھینکدی ہین۔ اور تیرا تمام زہر یلا مادہ جلا کر خاک کر دیا ہے اگر تجھ مین اس کے بعد بھی کوئی سکت باقی ہے تو سر ہلا کر تو ذرا دکھلا پھر دیکھ کر سر پر کیسی چوٹ پڑتی ہے تیری تمام یادہ گوئی کی قرآن پاک بڑے زور سے تردید کرتا ہے تو کہتا ہے کہ زینبؓ کا نکاح آنحضرتؐ کے ساتھ آنحضرتؐ کی خواہش کا نتیجہ تھا۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ خدا نے آپ پر یہ نکاح فرض کر دیا تھا اور یہ خدا کے حکم سے ہوا کسی اور وجہ سے۔ اور نیز اسکو امر الٰہی بیان کیا گیا ہے تیری بکواس یہ ہے کہ آنحضرتؐ زینبؓ کے حسن پر فریفتہ ہو کر اُس سے خواہش نکاح رکھتے تھے۔ مگر قرآن بتاتا ہے اور تو خود اقرار کرتا ہے۔ کہ آپ نے زیدؓ کو دھمکایا اور طلاق دینے سے روکا۔ اگر آپ کو نکاح کی کچھ بھی خواہش ہوتی تو آپ زیدؓ کو طلاق دینے سے کیون روکتے بلکہ خوش ہوتے۔ تیرے ہذیانات کی غرض یہ ہے کہ زینبؓ کے نکاح کرنے مین آنحضرت کا صرف اپنی خواہشات کو پورا کرنے کا مقصد تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس نکاح سے خالص یہی غرض تھی کہ تبنیت کی رسم اور **نیوگ** جیسی دیوتی کو دنیا سے دور کیا جائے تو کہتا ہے کہ زیدؓ آنحضرتؐ کی فریفتگی سے مطلع ہو کر زینبؓ کو رکھنا نہین چاہتا تھا مگر خدا فرماتا ہے کہ زیدؓ وہ ہے جس پر خدا نے اور محمدؐ نے احسان کیا جبکہ زیدؓ کے متعلق اسی قصہ مین یہ کہا گیا ہے کہ رسول خدا کے اس پر بہت احسان ہین پھر اگر ایسا امر آنحضرت کی طرف سے ظہور مین آیا ہوتا کہ آپ اسکی بیوی کو چھیننا چاہتے تھے تو ایسی صورت مین تو آپکے سارے احسان اور انعام باطل اور کالعدم ہو جاتے اور قابل ذکر نہ رہتے چہ جائیکہ خصوصیت سے اُنکا ذکر کیا جاتا پس جبکہ قرآن شریف کا لفظ لفظ تیرے بے بنیاد بیانات کی تردید کرتا ہے تو پھر ہمکو کس قاعدہ سے ان بیانات کو منوایا جاتا ہے یاد رہے کہ ہر ایک روایت خواہ کسی کتاب کی ہو جو قرآن شریف کے مخالف ہوگی رد کر دیجائیگی یہ ہمارا مذہب ہے اسکے مطابق ہم پر الزام

صحیح ہوگا ورنہ نہیں ۔

جب یہ بخوبی معلوم ہوگیا کہ قرآن شریف اس قصے کی جسکو نو آریہ نے پیش کیا ہے تردید کرتا ہے ۔ تو اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ اسکو واقعات کیسا ٹھہراتے ہیں سب سے پہلے یہ مسلّم ہے کہ زینبؓ آنحضرتؐ کی پھوپی کی بیٹی تھی ۔ اور اس لیئے آنحضرتؐ اسکو بچپن ہی سے جانتے تھے ۔ دوسرے وہ ابتدا ہی میں اسلام لے آئی تھی اور یہ ممکن ہی نہ تھا کہ آنحضرتؐ نے اسے دیکھا نہ ہو ۔ تیسرے وہ مہاجر بھی تھی ۔ چوتھے اسلام سے پہلے عرب میں پردہ کی رسم نہ تھی ۔ اور عورتیں مرد باہم ملتے جلتے تھے پھر یہ کسقدر خباثت ہی کہ آنحضرتؐ نے ایک دن زینبؓ کو زید کے گھر جاکر دیکھا تو حسینہ جمیلہ پاکر اسپر عاشق ہو گئے ۔ زینب ہمیشہ آنحضرتؐ کے سامنے رہی بلکہ آپ کے سامنے جوان ہوئی بیاہی گئی اور پھر آپ نے خود اسکا نکاح زید سے کرایا ۔ اور خود اسکے ساتھ نکاح کرنا منظور نہ کیا ۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ نکاح کے وقت اسکی عمر پینتیس سال کی تھی ۔ اور اس عمر میں صرف ایک دن کے ایک نظر دیکھنے سے آنحضرتؐ اس پر فریفتہ ہو گئے اور اس سے پہلے کبھی اسکو دیکھا ہی نہ تھا ۔ علاوہ ازین ایک اور امر نہایت قابل غور ہے کہ اگر وقعی اسی طرح واقع ہوا تھا جیسا کہ نو آریہ کہتا ہے تو ضرور تھا کہ سب سے پہلے یقیناً اول منکر از اسلام زید ہوتا ۔ اور آپکی صداقت کا زبان و دل سے انکار کرتا اسکو تو بقول دیانندی ان تمام واقعات کی خبر تھی بعد ازآن آپکے صحابہ اور بیویوں کے دل میں سخت شبہات پیدا ہوتے ۔ اگر آپ ایسے معیوب اور قابل نفرت فعل کے مرتکب ہوتے تو آپکا سلسلہ ایک دم میں درہم برہم ہوجاتا اور اسکی شہرت معاً پھیل جاتی اور ایسی خبر پاکر ایک آدمی بھی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا ۔ کیونکہ یہ فعل بظاہر صورت ایسا قبیح ہے کہ مرشد اور مرید کا نازک تعلق اس سے ایک دم مین ٹوٹ جاتا ہے آپ کے بیبیوں کا تعلق آپ کے ساتھ صرف راستبازی ہی

کا تعلق تھا پھر کس طرح ایک قبیح فعل کو آپ کے اندر پا کر آپ کے ساتھ رہ سکتے
تو آریہ اگر **ولد الحلال** ہے تو ایسا ثبوت پیش کرے جس سے اسکے اس دعوے
کا ثبوت ملجائے کہ یہ خبر آگ کی طرح چارون طرف پھیل گئی اور محمد ہر کس و ناکس
کی ملامت کا نشانہ بنگیا صفحہ ۹۲" اگر اسنے یہ ثبوت نہ دیا تو اسکے حلال زادہ ہونے مین
ضرور شک ہوگا لیکن یہ یاد رہے کہ ناکس کا ملامت کرنا ہم نہین سنین گے ناکس تو
تیری نظرت کے لوگ لاکھون مل سکتے ہین ہم تو فقط کس یعنی آنحضرت کے
صحابہ کا آنحضرت کو ملامت کرنا دیکھنا چاہتے ہین۔ سو یہ تیرے اگلے اور تیرے
پچھلے بھی اگر جمع ہوکر پیش کرنا چاہین تو نہین پیش کر سکتے کیونکہ ہمین صاف شہادت ملتی
ہے کہ ایک صحابی کے دل مین بھی کسی قسم کا شک یا شبہ پیدا نہین ہوا ایک اور
بات بھی قابل توجہ ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زینب کا عشق فرہاد وقیس
سے بڑھکر ہو گیا تھا تو دیگر بیویون کی طرف ضرور بے توجہی ہو گئی ہوگی اور وہ کب اسکو
گوارا کر سکتی تھین کہ انکی موجودگی مین ایک اور عورت سے ان سے بڑھکر محبت ہو اور یہ
لازمی ہے کہ آنحضرت زینب سے نکاح کرکے اس عشق و محبت کو پورا کرتے یعنی غرض سہ سال
چھ مہینے تو زینب کو دوسری بیویون سے فوقیت دیتے مگر ہم نے تو کسی کتاب مین لکھا
نہین پایا کہ آنحضرت نے زینب کے نکاح کے بعد سال چھ مہینے تو کیا مہینہ دو مہینہ بھی
زینب کو دوسری بیویون پر کوئی فوقیت دی ہو۔ اگر ایسا کسی نے لکھا ہے تو وہ
پیش کرے ورنہ جب یہ بات نہین تو یقیناً ثابت ہو گیا کہ حضرت کو زینب کا عشق مطلق نہین
تھا اسی لئے زینب کو آپ نے دوسری بیویون کے برابر ہی رکھا۔ لہذا اس قسم کے
واقعات سے قطعی ثابت ہو جاتا ہے کہ اس نا اہل آریہ کا بیان ایک صریح جھوٹ ہے
اور اسکی اصلیت آنحضرت کی زندگی کے واقعات مین کچھ بھی نہین ان سب امور
سے یعنی قرآن شریف اور معتبر احادیث اور واقعات کی شہادت سے اس قصہ کا جھوٹا

ہونا ثابت ہوتا ہے ایک اور پہلو سے غور کرکے ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عرب ایک غیور قوم تھی جس کا اقرار دہرمپال کو بھی ہے صفحہ ۸۹ اور بسبب اپنی شرافت کے احساس کے ان میں غیرت کا مادہ بہت تھا آنحضرتؐ کے صحابہؓ جو اہے تیلی یا جوگ زادے نہیں تھے، اور نہ ہی وہ عورتیں جنہوں نے آپکی دعوت کو قبول کیا تھا جوگنیں نہیں بلکہ کیا مرد اور کیا عورتیں سب باغیرت اور پاکدامنی کی قدر کرنے والے تھے ایک موقع پر جب آنحضرتؐ اپنی کسی بیوی کے ہمراہ جا رہے تھے تو دو آدمی پاس سے گزرے آپ نے اسی وقت ان کو بلا کر فرمایا کہ "یہ میری بیوی ہے" یہ اس لئے نہیں تھا کہ ان گزرنیوالونکے دلوں میں آپ کی نسبت کوئی شک پیدا ہوا تھا۔ بلکہ آپ کی غیرت یہ نہیں چاہتی تھی کہ امکانی طور پر بھی آپ کے صحابہؓ میں سے کسی کے دل میں کوئی شک پیدا ہو۔ اس باریک دور اندیشی پر غور کرو کہ آپ اپنی بیوی کے ساتھ جا رہے تھے لیکن پھر بھی آپ نے ضروری سمجھا کہ اس پاک اور نازک تعلق کے مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کے لئے جو آپ کے مریدوں اور آپ کے درمیان تھا کسی کو امکانی طور پر بھی شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے۔ پس ایک ایسے غیور آدمی کی نسبت جو اپنی عصمت کی حفاظت میں ہر وقت اور ہر طرح سے اسقدر محتاط ہو ایسے ناپاک الزام کا لگانا جیسا کہ زینبؓ کے معاملہ میں آپ پر نجاست خوردہ دہرمپال یا اسکے کوئی اور بھیال لگاتے ہیں اگر شرارت اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

دہرمپال نے ایک یہ بات بھی لکھی ہے کہ زیدؓ کو آنحضرتؐ کی پہلی بیوی خدیجہؓ نے غلام کرکے خریدا تھا اور پھر آنحضرتؐ کے سپرد کر دیا آنحضرتؐ نے اسی بڑے لاڈ اور چاؤ سے پالا اور آخرکار آزاد کر دیا اور اس زمانہ کی رسم کے مطابق اسکو اپنا بیٹا قرار دیا۔ صفحہ ۸۹" سو یہ بھی اسکے دیگر بیہودہ اقوال کی طرح ایک جھوٹا قول ہے جس کا کوئی ثبوت وہ نہیں دے سکتا بیٹا بنانیکا قصہ بھی صحیح نہیں ہے

اس میں شک نہیں کہ حضرت نے زیدؓ کو محبت اور مہربانی سے بیٹا کہا ہے۔ مگر بیٹا
بنایا نہیں یہ بات کیسی نامعقول ہے کہ جس وقت آپ کی ابتدائی عمر تھی یعنی قریب
پچیس ۲۵ برس کے تو آپ نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا۔ اور خدیجہؓ نے زیدؓ کو آپکے
سپرد کر دیا آپ نے اُسے آزاد کر کے اپنا بیٹا (متبنّےٰ) بنا لیا۔ تھوڑی سی عقل کا
آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ کسی شخص کو بیٹا (متبنّےٰ) بنانے کی ضرورت اسوقت ہوسکتی
ہے جبکہ وہ بالکل اولاد سے مایوس ہو جاتا ہے اور آخری عمر تک پہنچ چکتا ہے نہ کہ
ابتدائے جوانی میں جسوقت کہ اولاد ہونے کی پوری اُمید ہو اب سوچنے کی بات ہے کہ
آنحضرتؐ کو شروع جوانی میں متبنّےٰ بنانے کی ضرورت کیا پڑی تھی؟ کیا آپ کو اپنی اولاد ہونے
کی اُمید منقطع ہوگئی تھی؟ یا بی بی خدیجہؓ کوئی عقیمہ (بانجھ) تھیں جنکے چار پانچ لڑکے
لڑکیاں آنحضرت سے پیدا ہوئیں؟ یا قوم قریش جو سب سے شریف مانی ہوئی قوم تھی اور
اسی قوم کے درخشندہ گوہر اور اعلےٰ رکن آپ تھے کوئی گری ہوئی یا مغلوب قوم تھی کہ زیدؓ کے
متبنّےٰ بنانے سے قوم کو بھی کوئی فائدہ پہنچتا تھا؟ اور اگر متبنّےٰ ہی بنانا ہوتا تو کیا خاندان
قریش میں سے کوئی لڑکا نہیں مل سکتا تھا جسکو آپ متبنّےٰ بنا لیتے؟ اور سب سے
بڑھکر خود حضرت علیؓ ہی کیسے موجود تھے جنکو آپ نے پرورش کیا۔ اور داماد بنایا انہی
کو متبنّےٰ بنا لیتے۔ بھلا جس شخص کو اپنی اولاد ہونیکی امید ہوتی ہے وہ بھی کہیں
متبنّےٰ بنایا کرتا ہے؟ وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اپنی متوقعہ اولاد کے شریک بنا کر ان کو
نقصان پہنچانے کے لئے متبنّےٰ بنا بیٹھے۔ ایسا کام کوئی سلیم الحواس نہیں کرتا
اس لئے یہ قصہ زیدؓ کے بیٹا **بنانیکا** ہر طرح مجہول اور ناقابل قبول ہے البتہ بعض لوگوں
نے اس وجہ سے کہ آنحضرتؐ زیدؓ کو بیٹا کہکر پکارا کرتے تھے۔ جو ایک معمولی بات
ہے یہ خیال کر لیا تھا کہ زیدؓ آنحضرتؐ کا منہ بولا بیٹا ہے اس لئے زیدؓ کو بن محمدؐ
کہنے لگ گئے تھے۔ لوگوں کے ایسا کہنے سے خداوند کریم نے وحی نازل فرمائی کہ

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ الآیۃ "تمہارے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے نہیں ہیں یہ تو تمہارے ہی کہنے کی بات ہے۔" اس حکم الٰہی کے نازل ہونے ہی زیدؓ کو ابن محمدؐ کہنے کے بجائے ابن حارثؓ اسکے حقیقی باپ کی طرف منسوب کرکے کہنے لگے۔ اور یہ ممانعت اس وقت ہوئی تھی جبکہ زیدؓ کا ابھی زینبؓ سے نکاح نہیں ہوا تھا۔ آنحضرتؐ کا کبھی زید کو بیٹا کہنے کے سوا مشرکوں کی رسم کے موافق متبنٰے بنانا کسی صحیح روایت یا قرآن مجید سے ثابت نہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ بیٹا کہنا اور بیٹا بنانا ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے اور ہم بیٹا بنانے کی تردید کر رہے ہیں جس کو دہرمپال کہتا ہے کہ "آنحضرتؐ نے اس زمانے کی رسم کے مطابق اسکو اپنا بیٹا قرار دیا۔ صفحہ ۸۹" یہ اس کا سفید جھوٹ ہے دوسری بات اسکی یہ کہ "طلاق زینبؓ کے لئے زیدؓ کے بارے میں یہ الہام ہوا۔ مَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ الآیۃ صفحہ ۹۲" یہ سرخ جھوٹ ہے جسکا مطلب گویا یہ ہے کہ بعد طلاق زینبؓ یہ آیت نازل ہوئی ہے حالانکہ زیدؓ کے نکاح سے بہت پہلے یہ وحی نازل ہو چکی تھی جو کہ سورت احزاب کے پہلے رکوع میں ہے اور یہ کہنا کہ "وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا اَخْطَاْتُمْ بِهٖ" اس غلطی کے بارے میں اتری کہ محمدؐ زیدؓ کو عرب کے قاعدہ کے مطابق چوک کر بیٹا بنانے سے ہوئی تھی صفحہ ۹۲ سیاہ جھوٹ ہے یہ آیت بھی شروع سورت میں قبل از نکاح زیدؓ نازل ہو چکی تھی۔ طلاق یا نکاح زینبؓ سے اسے کچھ تعلق نہیں۔ یہ سب بددیانتی ویدوں کی گندی تعلیم کا اثر ہے کہ جھوٹ بول بولکر بدبخت باتیں بناتا اور اُن پر فخر کرتا ہے لعنۃ اللہ علیہ

اس قصہ کے متعلق ایک اور گندہ اعتراض حیاتندی نے لکھا ہے جسکا جواب بھی ضروری ہے ستیارتھ کا فرزند کہتا ہے کہ "جب مدت عدت گذر گئی تو آنحضرتؐ زینبؓ سے بلا نکاح و خطبہ کے خلوت کرنے لگے۔ اسپر زینبؓ نے اعتراض کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ خطیب ہے اور جبریل گواہ مگر آنحضرتؐ جو دوسروں کے لئے نکاح کی ضرورت سمجھتے تھے اپنے لئے

اس کی انتظاری نہ کر سکے صفحہ ۹۱" یہ بھی سنگ زرد کا زرد جھوٹ ہے بھلا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جو شخص اپنے لیئے جیسے چاہے عذر بنا سکتا ہو اور ایسا بیخود ہو کہ نکاح کی انتظار نہ کر سکے جسمیں گھنٹہ دو گھنٹہ سے زیادہ دیر کی ضرورت نہ تھی تو وہ کیا یہ عذر نہ بنا سکتا تھا کہ تمہارے لیئے عدت کی بھی ضرورت نہیں اور تین مہینے کس طرح سے رک سکتا تھا لہذا یہ بالکل غلط ہے کہ آپ نے نکاح اور خطبہ نہیں پڑھا۔ تمام روایتوں میں مندرج ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس نکاح کا ولیمہ بہت عمدہ طور سے دیا تھا۔ اور یہ دلیل اس بات کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حسب دستور بعد طلاق زیدؓ کے زینبؓ سے نکاح کیا تھا۔

اب صرف اس بے جوڑ بات کا جواب دینا باقی ہے جو دیانندی چیلے کی کوڑ مغزی اور ویدک فلاسفی کی ابدی نظیر ہے جسکو تحفل خار دار کے صفحہ ۹۰ پر لکھا ہے کہ " قرآن کی آیتوں پر نظر مارنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زینبؓ کی طرف سے زیدؓ کا دل بخت تنگی ہو چکا تھا کیونکہ باوجود دیکہ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ الآیۃ کے نزول کے زیدؓ نے خدا اور رسولؐ کے حکم کی کچھ پرواہ نہ کر کے زینبؓ کو طلاق دیدی حالانکہ زیدؓ جیسے مومن کا فرض تھا کہ وہ قرآن کے اس حکم کے مطابق بلا چون و چرا آنحضرتؐ کے حکم کی کہ زیدؓ خدا سے ڈر و اپنی عورت کو مت چھوڑ و پوری تعمیل کرتا جو کہ اسنے تعمیل نہیں کی تو اسکا سبب بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ زیدؓ کا دل زینبؓ سے سخت تنگی ہو چکا تھا اور وہ اسکو گھر میں رکھنے کے لائق نہیں سمجھتا تھا صفحہ ۹۰" یاد رکھو کہ اس خیال فاسد کی بنا اُس مجہول اور وضعی روایت پر ہے جسکو دجال دہرم پال نے اندھے بہرے کی طرح معالم التنزیل جیسی تفسیر سے نقل کیا ہے اور اسکی ساری عمارت اسی کچی اینٹ پر قائم ہے جسکو بفضل الہی ہم نے ریزہ ریزہ کر کے سارے مکان کو گرا دیا ہے اور اسکے گرنے سے دہرمپال بھی نیچے دب گیا ہے اس لیئے اس لغویت کا جو بناء فاسد علی الفاسد کی مصداق ہے مزید جواب دینا تضیع اوقات سمجھکر۔ اتنا کہدیتے ہیں کہ معالم التنزیل ایسی تفسیر ہے

جو قابل استدلال نہیں۔ محققین کے نزدیک یہ تفسیر صرف ایک فسانہ ہے چنانچہ نواب بھوپال اکسیر فی اصول التفسیر مطبوعہ نظامی کانپور ۱۲۹۰ھ کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں کہ در معالم التنزیل **قصص بے اصل** ہم آوردہ الاماشاء اللہ۔ یعنی اس تفسیر میں بے اصل قصے درج کئے گئے ہیں دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ اس روایت کی کوئی سند مطابق اصول روایات نہیں بیان کی گئی پس روایتاً بھی یہ قصہ صحیح نہیں ہے اور درایتاً بھی غلط ہے اور واقعات کے خلاف ہے بھلا غور تو کرو کہ زیدؓ نے اس میں زینبؓ کا کیا قصور پایا تھا جو اسکی طرف سے شکی ہو گیا اس روایت کی رو سے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرتؐ زیدؓ کی غیر حاضری میں اس کے گھر گئے وہاں اتفاقاً زینبؓ کو چولی پہنے دوپٹہ اوڑھے کھڑی دیکھ لیا تو اس کے حسن وجمال پر از خود رفتہ ہو گئے اور وہ آپ کے دل میں گھس گئی۔ بیساختہ آپکی زبان سے سبحان اللہ مقلب القلوب نکل گیا زینبؓ نے زیدؓ کے آتے ہی سارا قصہ سنا دیا۔ زیدؓ چونکہ زیرک اور زیرک تھا فوراً تاڑ گیا اور آنحضرتؐ کے عشق کی حقیقت سے آگاہ ہو گیا اس بیان میں کونسی بات زینبؓ کی طرف سے شک کرنے والی ظاہر ہوتی ہے کہ جسکی بنا پر وہ بیچاری زینبؓ سے ناراض ہو جاتا اور چھوڑنے پر آمادہ ہوتا ہے اور اسکو اپنے گھر میں رکھنے کے لائق نہیں سمجھتا واقعات تو یہ بتاتے ہیں کہ زیدؓ کو جان و دل سے زینبؓ کی قدر کرنی چاہیئے تھی کہ جس نے زیدؓ کو آتے ہی سب کچھ سنا دیا اگر زینبؓ کے دل میں بھی کچھ میل ہوتی تو وہ زیدؓ کو اس عشق نبی سے واقف کیونکر کرتی اس سے زیادہ تو زینبؓ نے نہ کچھ کہا اور نہ کچھ سنا تھا اور نہ زیدؓ نے ہی زینبؓ کی طرف سے فریفتگی کے کچھ آثار دیکھے تھے وہ بھی یہی تاڑ گیا تھا کہ آنحضرتؐ ہی میری بیوی پر فریفتہ ہو گئے ہیں بیوی کا اس میں کچھ بھی قصور نہیں۔ اس لئے ایسی صورت میں تو آنحضرتؐ سے زیدؓ کو شکی ہونا چاہیئے تھا اور آنحضرتؐ کو اور اسلام کو جس کے وہ معلم تھے چھوڑنے پر آمادہ ہوتا نہ کہ بے گناہ زینبؓ کو عجیب

الٹی منطق اور ویدک اور فلاسفی ہے کہ جس کا قصور ہے اور جس کی اصل حقیقت سے
زید آگاہ ہو گیا ہے صفحہ ۹۰ اسکے لئے تو خود ہی پیغام لیکر ریمنٹ کے پاس جاتا ہے
صفحہ ۹۱ اور جو بے خطا اور بے گناہ ہے اور جس کی بدولت حقیقت سے آگاہی
ملی ہے اس غریب سے خواہ مخواہ شکی ہو کر چھوڑنے اور طلاق دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے
کیا دہرمیاں کے قیاس میں یہ بات آسکتی ہے کہ مثلاً دیانند دہرمیاں کی عدم موجودگی
میں اسکے گھر جاوے اور اگے دہرمیاں کی جورو کو اتفاقاً چولی پہنے دوپٹہ لچکے دار اوڑھے
کھڑی دیکھ لے اور اسکی خوبصورتی اور گوری گوری رنگت دیانند کی آنکھوں اور دل
میں کھب جاوے جس سے لٹو ہو کر بیساختہ بول اوٹھے کہ ہے پرمیشر تو بڑا پوتر اور دلو نکو
پھیرنے والا ہے اور اتنا کہکر چلدے بعد میں لالہ دہرمیاں آویں اور آتے ہی
انکو لالی جی سناویں کہ بہے پتی سوامی جی مہاراج براجمان ہوئے تھے - اور میں
اس طرح کپڑے پہنے کھڑی تھی مجھے دیکھکر ایسا بچن بولکر چلے گئے ان بچنوں کو لالی جی
سے سنکر دہرمیاں بوجہ اپنی شرافت خاندانی اور آبائی بزرگی کے جو قدرتاً اس میں
ہے دیانند کی بدنیتی کو تاڑ جاوے اور بذریعہ اپنی ذاتی قابلیت کے سوامی کی از خود رفتگی
سے آگاہ ہو جاوے اور خوب سمجھ لے کہ مہاراج کے سر پر نیوگ کا بھوت چڑھا ہے اور میری
جورو پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں تو کیا اس سے دہرمیاں اپنی جورو کو بدکار
سمجھکر گھر سے نکال دینے پر آمادہ ہو جاویگا اور اپنی جورو کی طرف سے اسکا دل شکی
ہو گا یا اس بدبخت سوامی کی صورت سے بیزار ہو کر اس کے دہرم کرم پر لعنت
بھیجکر اپنی بے قصور جورو کو لیکر موضع جھنوہ آبائی وطن کا راستہ لیگا اس کا خود سوچکر جواب
دے اسی تحریروں سے معلوم ہو گیا کہ ذات شما بافندگی صحیح ہے -
میں یقین کرتا ہوں کہ میں نے خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر قرآن مجید
سے روایات صحیحہ سے واقعات حقہ سے عقلی و نقلی تسلی بخش ثبوت اس امر کا دیدیا ہے

کہ نکاح حضرت زینبؓ کے متعلق تمام اعتراضات محض خبث باطن اور شرارت سے کئے گئے اور کئے جاتے ہیں اور حضور مقدس سرور عالم خیر البشر سیدالرسل امام الانبیا مورد ما ینطق عن الھویٰ خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ اصحابہ وازواجہ اجمعین کا دامن ان جملہ رذائل اور ذمائم سے جو منافق اور کافر مشرک ۔ ظالم مرتد ۔ اور اُن کے ہمرنگوں نے آپ کی ذات مبارک پر لگائے ہیں ۔ بالکل پاک ہے ۔ اور میں کافی طور پر خدا تعالےٰ کی تائید اور اذن سے آپ کی تطہیر ظاہر کرچکا ہوں ۔ اس گندے اعتراض کے کسی پہلو کو میں نے نہیں چھوڑا کہ جس پر سیر کن بحث سے پوری روشنی نہ ڈالی گئی ہو ۔ اب کوئی رخنہ ایسا نہیں رہا جس میں بنی آدم کا دشمن کفچہ دار سانپ داخل ہو کر پناہ لے سکے اسکی جڑ سے تمام کچلیاں اکھاڑ کر پھینکدی ہیں ۔ میں خدا کے فضل سے اور بھی بہت کچھ لکھنے کا ارادہ کرتا تھا اور بعض دیگر حکمتوں کے اظہار کا بھی جو اس نکاح زینبؓ سے ظاہر ہوئی ہیں میرے دل میں جوش تھا مگر رسالے کی طوالت اور احباب کی عجلت اور خاصکر مکرمی اخویم خانصاحب احمد خان صاحب و شیخ نظام الدین صاحب کے شوق نے جو میرے ایک قلبی محب اور دین کے بڑے سچے ہمدرد ہیں مجھے مجبور کیا کہ جلد تر ایک اعتراض کا ہی جواب جو کامل اور اکمل ہو اور جس پر نخل آریہ کی جڑ قائم ہے دیا جا کر اس کی جڑ ہی اکھاڑ دی جائے ۔ اس سے عوام کو بھی فائدہ کی امید ہے اور بحث بھی دل کھول کر ہر اعتراض پر جدا گانہ آسانی سے ہو سکے گی اس لئے بالفعل میں نے اسی اعتراض کا جواب دیکر باب اول کو ختم کرنا چاہا ہے اور دوسرا باب اس کا دیانندی لٹریچر کا آئینہ کے عنوان سے لکھتا ہوں اور انتظار کروں گا کہ کتنے آریہ ایسے نکلتے ہیں جو ان دکھانے کے دانتوں کو کھانے کے دانت بنا دیں کہ ست کو قبول کرنے اور اَست کو تیاگ کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں اور اس باب کو ایک سو روپیہ انعام کے ساتھ شائع کرتا ہوں تاکہ پوری طرح سے مخالف

ہو اتمام حجت ہو جاوے اگر خدا کو منظور ہے تو جلدی ہی باقی اعتراضات متعلق اسلام و بانی اسلام مندرجہ تخیل آریہ کا بھی جواب لکھونگا۔ وما توفیقی اللابالله علیه توکلت والیه انیب۔

مین آخر مین یہی مناسب سمجھتا ہون کہ ان جملہ آیات قرآنی کو جنکی تفسیر اعتراض کے جواب مین کی گئی ہے اور دہرمپال نے بے ایمانی سے ان کے دو تین ٹکڑے تخیل اسلام مین لکھکر اپنی خباثت کا ثبوت دیا ہے لکھدون تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ کس آیت سے قرآن مجید مین نکاح زینبؓ و زیدؓ کا بیان شروع ہوا ہے اور کس آیت پر ختم ہوا ہے اور جس ٹکڑہ آیت پر ہمنے خط دیدیا ہے وہ اس امر کی علامت ہے کہ دہرمپال نے ان تمام آیات مبارکہ مین سے صرف ان درمیانی فقرون کو بلا سیاق و سباق کے نقل کرکے اپنے تخیل و دماغ کے استدلال مین پیش کیا ہے جو نہایت قابل شرم اور آریون کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے بشرطیکہ حیادار ہون زیدؓ و زینبؓ کا قصہ نکاح مندرجہ ذیل آیت سے شروع ہوتا ہے۔ جو بائیسوین پارہ سورہ احزاب مین ہے۔

آیات قرآنی متعلق قصہ نکاح زیدؓ و زینبؓ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ

مفعولاo ما کان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ ط سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل و کان امر اللہ قدرا مقدورا ن الذین یبلغون رسلت اللہ و یخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ و کفی باللہ حسیباo ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شیء علیماo

پ ۲۲

(احزاب رکوع ۵ -)

ترجمہ - اور کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو سزاوار نہیں کہ جب اللہ تعالےٰ اور اسکا رسولؐ کسی امر کا فیصلہ کر دیں تو پھر اس امر کے کرنے یا نہ کرنے مین ان کو اختیار رہے اور جو خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کرے گا سخت گمراہی مین پڑیگا اور یاد کرو وہ وقت جبکہ تم اے نبی صلعم اس شخص سے جس پر اللہ نے انعام کیا اور تم نے بھی انعام کیا یہ کہتے تھے کہ اپنی عورت کو مت چھوڑو اور اللہ سے ڈرو اور تم اپنے دل مین چھپاتے تھے وہ باتین جن کو اللہ تعالےٰ ظاہر کرنا چاہتا تھا اور لوگون سے ڈرتے تھے اور اللہ زیادہ حقدار ہے اس بات کا کہ تم اس سے ڈرو - جب زیدؓ نے اسے طلاق دیدی اور عدت پوری ہو گئی تو ہم نے اسکو تیری بیوی بنا دیا - اور یہ اس لئے کہ مسلمانون کے لئے اپنے منہ بولے بیٹون کی مطلقہ بیویون سے نکاح کر لینا گناہ نہ رہے - اور یہ خدا کا حکم تھا جو اسی طرح پورا ہونا تھا نبی پر اس کام کے کرنے مین کوئی گناہ نہین جو اللہ تعالےٰ نے اس پر فرض کر دیا اللہ تعالےٰ کا یہ قانون ان لوگون مین بھی تھا - جو پہلے گذر چکے ہین - اور اس امر الٰہی کا ہونا پہلے سے مقدر ہو چکا تھا

جو لوگ خدا کے پیغام پہنچاتے ہیں اور خدا سے ہی ڈرتے ہیں اور سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسولؐ اور خاتم النبیین ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے" ان آیات کے علاوہ اور کسی آیت میں زیدؓ و زینبؓ کے نکاح وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم اے میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیرا میخانہ جو اک مرجعِ عالم دیکھا
خم کا خم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

تو نے دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے

نظم مشفقانہ

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

دعوت ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آسان نہین
تیری رحمت سے مگر مجھپر ہوا آسان یہ کار

لوگ کہتے ہین کہ نالائق نہین ہوتا قبول
مین تو نالائق بھی ہوکر پا گیا درگہ مین بار

اے مرے قادر بڑا دنیا مین سخت اندھیر ہے
ہو رہے کفر و ضلالت سے ہین پر شہر و دیار

جس کو دیکھو آجکل وہ شوخیون مین طاق ہے
افترا و کذب و ظلم و جور ہے سب کا شعار

سب سے بڑھکر آج قوم آریہ ہے بدزبان
جس کو اپنی بدزبانی پر ہے ہر دم افتخار

کوئی ہو تحریر انکی یا کوئی تقریر ہو
گالیان ہی گالیان ہین انکے جلسونکا سنگار

کیون نہین ان بیحیاؤن مین رہی شرم و حیا
بدزبانی کیون نہین ہین چھوڑتے یہ نابکار

ہائے قوم آریہ کی عقل کیون ماری گئی
کس لئے کرتی ہے یہ ہرزہ سرائی بار بار

آنکھ گر پھوٹی تو کیا کانون مین بھی کچھ پڑ گیا
کیون نہین یہ دیکھتے سنتے صداقت کی پکار

کلمے ٹیڑھے اپنی راہ مین کیون بو رہے ہو آریو
کب تلک اے ظالمون حق سے کروگے کارزار

بدزبان ہوتے ہین آخر اس جہان مین روسیہ
جلد مٹ جاتے ہین وہ ہوکر ذلیل و زشت و خوار

آریو کیون بخت خوابیدہ تمہارے آگئے
نور سے ہوکر الگ کیون بن رہے ہو اہل نار

یکچہ دن مین بھی تمہین بس گالیون سے کام ہے
کیا تمہارے دین کا خلعت ہے ہی داغدار

ہے نصیحت یہ مری سن دل سے اے نو آریہ
یاوہ گو ہرزہ درا بنکر نہ فطرت کو بگاڑ

ہم جری ہین تیرے حملون سے کبھی ڈرتے نہین
دل قوی رکھتے ہین ہم ڈر و فکر ہے ہمکو ہار

ہین خدا کے فضل سے شیر نیستان آج ہم
ہاتھ شیرون پر نہ ڈال اے ادبزار و نزار

واہ ری تیری جہالت خوب دکھلائی ہین رنگ ــ نخل کا غذ مین لگا کر جھوٹ کے صدہا ثمار

باز آ اے بیحیا ان حرکتون سے باز آ ــ کیون درندہ بن کے ظالم کاٹتا ہے مثل مار

انبیاء کی رازدن تو ہین کرنا چھوڑ دے ــ یاد رکھ ورنہ پڑے گی لعنتون کی سخت مار

گر گیا کیون جیفہ دنیا پہ تو اے بے تمیز ــ تف ہے ایسی زندگی پہ تیری اے مردار خوار

کیون بڑہا جاتا ہے حد سے ای شریر سفلہ خو ــ ہوش کر کے سوچ یہ اچھا نہین تیرا شعار

لاف زہد و راستی اور پاپ ہے دل مین بھرا ــ ہے زبان تیری چہری یا ہے تیغ دل جیسے چمار

یہ گمان مت کر کہ تیری بدزبانی ہے معاف ــ قرض ہے واپس ملیگا تجھکو یہ سارا ادہار

قدرت حق کا نمونہ دیکھ لے یہ صاعقہ ــ جیتے تیری تنگ کر دے ہر جگہ جائے فرار

آ ذرا آ سامنے میرے تو اے رو بہ صفت ــ دیکھنا پھر کس طرح کرتا ہون مین تیرا شکار

ہے یہ نخل آریہ کیواسطے وہ صاعقہ ــ جس نے اسکو کر دیا مثل خزان بے برگ و بار

وہ تبر ہے یہ کہ جسنے آریہ کے نخل کو ــ چند ساعت مین دیا ہے بیخ و بن سے اکھاڑ

ہے یہ وہ آتش کہ جس سے چوب نخل بے ثمر ــ ہوگئی ہے جل کے خاک اور اڑگئی مثل غبار

ہے یہ وہ حربہ کہ جس سے اب سفیہہ ناشناس ــ چیخ کر اپنے گریبان کو کرے گا تار تار

ہے یہ وہ بجلی کہ جس نے آریونکے باغ کی ــ کر کے خاکستر ملادی خاک مین ساری بہار

ہے یہ اب چیلنج تجھکو اے گروہ مبتذل ــ کچھ حمیت ہے تو آجا سامنے مردانہ وار

دیکھنا پھر گت بناتا ہون مین کیسی آنکی
یاد آجائے چھٹی کا دودھ جس سے ایکبار

ایک سو روپیہ انعام کا اشتہار

میاں کو واضح ہو کہ اگر وہ اس باب کا جواب لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے تو جرات کر کے بشرائط ذیل ایمانداری اور شرافت سے اسکا جواب تحریر کرے۔ بپابندی شرائط جواب دینے پر بصورت کامیابی ہم اقرار صحیح شرعی کرتے ہین کہ اسکو **ایکسو روپیہ انعام** دینگے اور آئندہ اس رسالہ کی اشاعت بالکل بند کر دینگے اور اپنے آپ کو شکست یافتہ سمجھ کر بذریعہ تحریر اس شکست کا اقرار کرینگے اسکے علاوہ جو کچھ وہ تاوان مقرر کرے بشرط استطاعت ہم کو اسکی منظوری مین انکار نہ ہوگا۔ اور اگر وہ جواب مین ناکام رہے یا کوئی جواب نہ دے یا نرلیات لکھکر مخل اسلام کی طرح اپنا نامہ اعمال سیاہ کر کے کوئی مجموعہ لغویات ژاژ خائی ہرزہ رائی کا پیش کر دے تو ہرگز قابل سماعت نہ ہوگا۔ جواب دیتے وقت مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا۔

(۱) ہمارے دلائل مندرجہ صاعقہ کو اول سے آخر تک توڑ کر مسلمہ اسلامی کتب سے اس کے خلاف ثابت کرنا۔

(۲) ہر ایک استدلال قرآن مجید سے ہمارے اصول کے مطابق پیش کرنا نہایت لازمی ہے۔

(۳) کوئی روایت خواہ کسی کتاب کی ہو اگر قرآن مجید کی کسی آیت کے خلاف یا معارض ہوگی ہرگز قابل سماعت نہ سمجھی جائیگی

(۴) واقعات کے ثبوت مین احادیث صحیحہ سے دلیل لانی ہوگی نہ کہ بے سروپا روایات سے۔

(۵) جواب کا ارادہ تب کرنا چاہئے جبکہ پہلے اسپر آمادگی ہو کہ انعام موعودہ یک صد روپیہ ہر طرح سے وصول کیا جاوے گا کیونکہ انعام کا مطالبہ نہ کرنا دلیل اس بات کی ہوگی کہ جواب لایعنی اور بیجا تحریر ہوا ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ باوجود حسب شرائط جواب دینے کے مدمقابل کو شکست یافتہ قرار دینے کے لئے انعام وصول نہ کیا جاوے۔

(۶) فیصلہ اس امر کا کہ جواب پیش کردہ واقعی حسب شرائط لکھا گیا ہے اور مجیب نے جملہ دلائل صاعقہ کو توڑ کر اسکے خلاف اپنا مدعا ثابت کر دیا ہے تین ثالثان کرینگے جن مین سے دو منصف اپنے اپنے اصحاب سے جسکو چاہین فریقین مقرر کرینگے اور سرپنچ مسلمہ فریقین ہوگا جو مذہب فریقین سے علاقہ نہ رکھتا ہو بصورت اختلاف رائے منصفان جس طرف دو رائے ہون وہ فیصلہ فریقین کو تسلیم کرنا ہوگا۔

ان شرائط مین دہر میاں اگر کوئی ترمیم معقول ایسی کرنا چاہے جسکا اثر فریقین پر مساوی ہو اور عندالعقل وہ ضروری سمجھی جاوے تو بذریعہ خط وکتابت طے کر سکتا ہے اگر دہر میاں اس کا جواب لکھنے سے عاجز ہے تو دوسرا کوئی دیانتدار بحصول اجازت از دہر میاں لکھ سکتا ہے اور انہی شرائط کی پابندی پر وہ بھی اسی انعام کا مستحق ہوگا اور اگر بغیر اجازت دہر میاں تحریر کیا تو کسی انعام کا مستحق نہ ہوگا۔ اور نہ ہمین اسکی طرف توجہ کرنے کی ضرورت۔ والسلام علی من اتبع الھدےٰ

المشتہر

عاجز قاسم علی احمدی تراہا بیرم خان دہلی

جون ۱۹۰۹ء

حامیانِ دین سے خطاب

اے قوم پارہ پارہ جگر کہا رہا ہوں میں
پیری کمر کو دین کے غم نے دیا ہے توڑ
کچھ اپنے تن کا فکر ہے مجکو نہ جان کا
پھر کیوں نہ مجکو مذہبِ اسلام کا ہو غم
یہ ہر کہیں ہیں سب اوسی جانِ جہان کی
شیطاں سے جنگ کرینمیں جانتک لڑا دونگا

مدت ہوئی کہ چین سے نا آشنا ہوں میں
دینِ محمدی کے لئے مر رہا ہوں میں
یہ کیوں نہ ہو کہ خاکِ درِ مصطفےٰ ہوں میں
جب جان و دل سے معتقدِ میرزا ہوں میں
ورنہ مری بساط ہے کیا اور کیا ہوں میں
یہ عہد ذاتِ باری سے اب کر چکا ہوں میں

کیا جانئے کہ دل کو مرے ہے یہ کیا ہوا
رہتا ہے آبلے کی طرح کیوں بھرا ہوا

حالات پر زمانہ کے کچھ تو دھیان کرو
شیطان ہے ایک عرصے سے دنیا پہ حکمران
دکھلاؤ پھر صحابہؓ کا سا جوش و خروش تم
دل پھر مخالفانِ محمدؐ کے توڑ دو
پھر ریزہ ریزہ کر دو بتِ شرک و کفر کو
پھر بچا کے جھوٹ و جھوٹوں کو پھر اک ٹھکر لگا
سیفِ قلم سے کاٹ دو باطل کے سر کو آج
پھر دشمنوں کو حلقۂ الفت میں باندھ لو

بے فائدہ نہ عمر یونہی رائگاں کرو
اٹھو اور اٹھ کے خاک میں اس کو نہاں کرو
پھر خوش بیانیوں کو تم اپنی عیاں کرو
پھر دشمنانِ دین کو تم بے زبان کرو
قلموں سے مشرکین کو پھر نیم جان کرو
ہاں پھر سمندِ طبع کی جولانیاں کرو
نام و نشان مٹا کے اسے بے نشاں کرو
نامہربان جو ہیں انہیں مہربان کرو

ہاں ہاں خدائے پاک سے پھر لو لگاؤ تم
ایسا کرو دیا مرکہ بس مر ہی جاؤ تم

صاعقۂ ذوالجلال بر نخل دہرمپال

کی نسبت

پادری احمد مسیح صاحب واعظ ایس۔ پی۔ جی۔ مشن کا ریویو

صاعقہ ذوالجلال بر نخل دہرمپال باب اول

چند روز ہوئے کہ میرے ایک دوست پنڈت ہری سنگھ صاحب آریہ سگنلر ریلوے دہلی نے جو ایک جوشیلے اور باہمت دیانندی ہیں مجھے "نخل اسلام" نام ایک کتاب لاکر سنائی۔ یہ کتاب منشی عبدالغفور حال دہرمپال صاحب بی۔ اے۔ نو آریہ نے اسلام کے خلاف حال ہی میں تصنیف فرمائی ہے۔

میں نے نخل اسلام کو اول سے آخر تک پنڈت صاحب موصوف کی زبانی سنا۔ طرز عبارت دلچسپ ہونے کے علاوہ لائق آریہ مصنف نے شاہان اسلام کے تواریخی حالات تلاش کرکے درج کتاب کرنے میں نہایت سعی فرمائی ہے۔ نیز پیغمبر اسلام پر نہایت زوردار اعتراض کرکے محمدی علمار کی تفاسیر سے اپنے بیانات کو مدلل کر دکھایا ہے اس میں شک نہیں کہ مسیحی مشنریوں نے جس قدر کوششوں سے بانی اسلام کے اندرونی حالات اسلامی کتابوں سے بہم پہونچانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس سے بڑھکر کسی مخالف اسلام قوم سے ممکن نہیں۔ لیکن نخل اسلام کو سنکر میرا یہ خیال ہو گیا کہ آریہ صاحبان بھی اس کام کا اپنے تئیں حصہ دار قرار دینے میں پہلوتہی نہیں کر رہے۔ گو مسیحی اشاعتوں سے ہی مفید ہو کر وہ پانچویں سواروں میں ملنا چاہتے ہیں لیکن تاہم ہمارے کام کے ایک حد تک وہ مددگار ضرور ہیں نخل اسلام کو سنکر بڑے جوش کیساتھ ہمنے یہ خیال کر لیا تھا

کہ محمدی اس کتاب کا کوئی جواب نہین دے سکین گے اور اسی جوش مین ہمنے اپنے خیال کا
اظہار بھی زیر فتح پوری ایک روز منادی کرتے ہوئے سر بازار علی الاعلان کردیا کہ نخل اسلام نے محمدیونکو
سخت پچھاڑ کہا ہے اور کسی محمدی کی جرات نہین جو اس کا کچھ جواب دے سکے دیانندی مصنف نے
اپنے تمام رسالہ کی بنیاد نکاح زینبؓ کے قصہ پر رکھی ہے اور اسی نکاح کو تمام خرابیونکا منبع قرار دیا ہے اور
یہ امر ہے بھی کسی قدر درست۔ کیونکہ مسیحیون نے بھی محمد صاحبکی لائف مین سب سے بڑا معیوب امر
جو بڑی محنت کیساتھ نکالکر مسلمانونکے مسلمات سے ثابت کیا وہ یہی نکاح زینبؓ کا قصہ ہے جسکو
سنکر محمدی لاجواب ہوجاتے اور کھسیانے ہوکر رہنے لگتے ہین الغرض نخل اسلام ضرور زبردست کتاب
خلاف اسلام آریون کی طرف سے ہمنے سمجھی تھی۔ مگر افسوس کہ ابھی ایک مہینہ بھی نخل اسلام کے متعلق
اظہار رائے کئے ہوئے ہمکو نہ گزرا تھا کہ ہمارے سامنے اسکا جواب مندرجہ عنوان نام سے پہونچ گیا جسکا
مولف قادیانی پیغمبر کا ایک لائق مرید میر قاسم علی نام ہے جسکو ہم بخوبی جانتے ہین ہمنے نہایت شوق سے
اس جواب کو سنا تو طرز بیان دلکش عبارت شستہ دلائل ایسے عجیب و غریب جو نہ کبھی سنے نہ دیکھے
تردید کا پیرایہ جدید پایا گیا مرید قادیانی تھے اپنے پیر کی طرح جز رسی سے کام لیکر سب سے پہلے نکاح زینبؓ
کے ہی قصہ کو تمام کیا ہے اور اسی کا جواب دیا ہے ترتیب مضامین اسطرح ہے کہ ٹائٹل کے اندرونی صفحہ پر
ایک فارسی نظم مین آریہ مصنف کو سخت ڈانٹ بتائی ہے صفحہ نمبر ۱ سے انٹروڈکشن شروع کیا ہے
جسمین دلیرانہ الفاظ سے جدت دکھائی ہے اور آریہ سماج کے پیرایہ گفتگو پر ایک مختصر نظم اردو بطور
دعا کے لکھی ہے چند نمونے دھرمپال صاحب کی سخت کلامی کے نخل اسلام سے نقل کئے ہین
اسکے بعد نخل اسلام کے جملہ اعتراضات متعلق نکاح زینبؓ نقل کرکے قریباً تین جز تک انکا جواب آیات قرآنی
سے دیا ہے خاتمہ رسالہ پر ایک لمبی اردو نظم لکھکر آخر مین ایک اشتہار انعامی یکصد روپیہ آریہ
جواب لکھنے والے کیلئے بشرط انکا معقول درج کردیا ہے کل ضخامت علاوہ ٹائٹل ۵۵ صفحہ ہے خوش
ہونکا عمدہ قیمت مناسب صرف ۲ر فی رسالہ اور زیادہ جلد ونکے خریدار کیلئے ایک عیسوی فی نسخہ
جو مؤلف کی نیک نیت کا ثبوت ہے تعجب ہے کہ آریہ مصنف نے ۳۶ صفحہ کے رسالہ کی قیمت ۴ر رکھی ہے

جو بہت زیادہ ہے اب یہ سوال ہوگا کہ صاعقہ کے جوابات کیسے ہیں؟ آیا معقول یا محض دفع الوقتی کے طور پر نامعقول؟ تو اسکا جواب ہم بوجہ مسیحی ہونیکے اسقدر دینیکی جرأت کرتے ہین کہ لائق مولف نے جدید علم کلام یعنی قادیانی نبی کی تجدید سے فائدہ اٹھاکر ریمارکس صاحب کے اعتراضات کو بڑی صفائی سے سلیس عبارت عام فہم مین رد کردیا ہے اور دہرپال صاحب سے ہر پہلو مین گوے سبقت لیگیا ہے اور انکے تحمل کی جڑ کو ہلادیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ جوابات ایک نئے جواب ہین جو خاص قادیانی مشین سے نکلے ہوئے ہین اور آجتک ہمنے عام مسلمانوں سے اس اعتراض کے ایسے جواب کبھی نہین سنے۔ بدینوجہ ہم ان کی حقیقت اور اصلیت کی نسبت سردست کوئی رائے زنی نہین کرتے اور یہ اسلیئے کہ ہم ایک امر استعجاز کے بیرو میں جلد بازی اپنا شیوہ نہین البتہ اپنی قوم کے مسیحی واعظین سے درخواست کرتے ہین کہ وہ ضرور اس رسالہ کو مولف سے منگواکر بغور ملاحظہ فرماوین اور اس نئی تجدید کی تردید کیواسطے تیاری کرین ہم یہان تک کہنے کی بھی جرأت کرتے ہین کہ جمیع مسیحی صاحبان کے میز پر ایک ایک نسخہ صاعقہ کا رکھا ہوا نظر آنا چاہیئے جسپر بہ دقت نظر سے غور کرکے اپنی اپنی رائے کا اظہار بذریعہ مسیحی اخبار ونکے فرمائین یہ ریویو ہمنے اس غرض سے لکھا ہے تا پبلک کو ظاہر ہوجاوے کہ مسیحی قوم واقعی حق گو اور ہر ایک عیب و ہنر کو اسکے درجہ سے گھٹانے بڑہانے والی نہین دودہ کو دودہ اور پانی کو پانی کہتے ہوئے اسے کوئی امر مانع نہین ہوتا۔ اور عوام کا یہ خیال کہ مسیحی دوسروں کی کتابوں کو بنظر انصاف دیکھکر اصلیت ظاہر نہین کرتے ہمارے اس ریویو سے باور ہوجائیگا ہم بڑے زور سے کہتے ہین کہ مسیحی ہان صرف مسیحی ہی ایک ایسی قوم ہے جو حق گوئی مین جملہ غیر مذاہب سے امتیاز رکھتی ہے یاد رہے کہ ہمارے نزدیک بحیثیت مذہبی سوامی دیانندجی و قادیانی یکسان مسیحیت کے مخالف ہین۔ مگر خدا لگتی کہنے سے ہم نہین رک سکتے۔ بالآخر ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہین کہ فریقین یعنی سوامی دیانند صاحب کے چیلے منشی عبد الغفور صاحب نے گو ضرورت سے زاید سختی سے کلام کیا ہے۔ لیکن قادیانی صاحب کے مریدنے بھی کسیقدر درشتی کا جواب درشتی سے دیا ہے جو فریقین کو مناسب نہیں بہتر ہو کہ آئندہ ہر دو جانب سے سخت کلامی چھوڑکر نفس مطلب ہی پر گفتگو ہو اور ہمکو بصبر انتظار رہیگا۔ کہ کب دیانندی صاحب کی جانب سے صاعقہ کا کوئی جواب باصواب نکلتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

باب دوم

دیانندی لٹریچر کا آئینہ

یا

آریہ دہرم

اے دیش ہند سنلے چھوٹی سی داستان ہر | سر پر ہے کال تیرے گردش مین آسمان ہر
کل جگ کے ۔ وید تجھکو کیا کیا سناؤن | ہے بات اک بڑی سی چھوٹا مرا دہان ہے
شرم و حیا مٹی سب ۔ غیرت اُٹھی زمین سے | عصمت کی کشتی ڈوبی تہذیب نیم جان ہے
بیرج مراد بیوی ۔ شوہر مرید زن ہے | غیرون کی ہے کمائی اپنا عزیز جان ہے

ناظرین! پہلے حصہ کے باب اول مین خدا کے فضل سے ہم نے مختون آریہ کے جملہ اعتراضات متعلق نکاح زینب رضؓ کا ایسا بخیہ ادھیڑ دیا ہے کہ اگر ناتوان آریہ مین شرافت کا کوئی ذرہ ہے تو پھر ایسا گند بکنے سے ہمیشہ باز رہیگا ۔ اور جس طریق سے ہمنے اس باب مین محققانہ اور عالمانہ روش کو اختیار کر کے نکاح زینبؓ کے واقعات ظاہر کیے ہین وہ الحی القیوم خدا کے زندہ کلام اور اسکے برگزیدہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ نبی ہونیکا پورا ثبوت ہے ۔ بعد اسکے اب کسی مزید جواب کی نکاح زینبؓ کے بارے مین ضرورت نہین رہی البتہ یہ دوسرا باب بدسگال دہرپال کے ایک فقرے کے جواب مین لکھنا ضروری خیال کیا گیا ہے

جو اس نے اپنی خباثت باطنی سے بخل اسلام کے صفحہ ۱۳۲ میں لکھا ہے کہ "محمدی لٹریچر نہایت فحش اور گندہ ہے اور بہشت کے متعلق جو نقشہ محمد نے کھینچا ہے وہ ایسا ہے کہ جسکا بیان ہم مارے شرم اور قانونی لحاظ کے نہیں کر سکتے۔ تا ایسا نہ ہو کہ شاید فحش نویسی میں ہم پکڑے جائیں" اسلئے ملحضاً صفحہ ۱۳۲ ہم نہایت مختصر طور پر اس باب میں دیانندی لٹریچر کا اظہار اور ویدوں کی ناپاک تعلیم کا پرچار کر کے برہمچاری جی سے سوال کرینگے کہ مہاراج آپ کو اس سے زیادہ فحش بھی کسی مذہب میں مل سکتا ہے جو خود بانی مذہب نے پرمیشر کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہو؟ اگر کسی مذہب میں آپ نے اس مذہب کی مسلمہ الہامی کتاب میں پڑھا ہو تو بیان تو کریں۔ ورنہ ڈوب کر مر جاویں کہ بیغیرتی کی دیوتا نہ تعلیم کو ماننے ہوئے جسکو ایک ذلیل سے ذلیل انسان چوہڑا یا چمار جتنے اگنجن تک بھی ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ ایسے معلم اور ایسی کتاب کے منہ پر جس نے انسانی فطرت کا خون کر کے زناکاری کی بنیاد ڈالدی ہو تھوک دیتا ہے۔ خود تراشیدہ باتوں سے دوسرے مذاہب پر حملہ کرنا کہاں کی شرافت ہے۔

سنو دھیان سے اب ذرا دھر کے بال — بیاں کرتا ہوں کچھ ترے گھر کا حال
ہوا جب دیانند کو یہ خیال — کریں آریوں پر کچھ احسان کمال
کیا ویدسے نیوگ کو آشکار — کہ ہر نوجوان جسکا ہووے شکار
نکالی یہ رسم زبوں آپ نے — کیا جگ میں اندھیر اس پاپ نے
فلک پر عجب ایک ہلچل مچی — بھری ظلم اور پاپ سے پر تھوی
رسم نیوگ — سنے جو وہ لے آریہ مت کا جوگ
زن و مرد و بیوگان اس کے شیدا تمام — دیانندجی نے کیا خوب کام
نہ بنے فضل پھر گل کھلیں کیوں یہاں — کہ گلچین چمن ایک دن باغبان
ہوا جب فدا اس پہ عبدالغفور — تو پھر ترک اسلام تھا بالضرور

جسے نیوگ کا شوق ہووے کمال | ہے آریہ ست کا وہ دوسر میال
یہی نیوگ تھا قاتل لیکھرام | اسی نے کیا کار سوامی تمام
نہ ہو نیوگ سے آریوں کو جو لاج | تو فہرست دین نیوگ زادوں کی آج

امابعد اس باب میں مختصر طور پر یہ دکھایا جائیگا کہ **دیانند** نے اپنی کتابوں میں اس بات پر بہت ہی زور دیا ہے کہ **دیانندی** آریہ ضرور رسم **نیوگ** کو اپنی بہو بیٹیوں اور بیبیوں میں **وید** کی شرائط کے موافق جاری کریں ناظرین آپ حیران ہونگے کہ **نیوگ** کیا چیز ہے جسکو **دیانند** جاری کرانا چاہتا ہے اور شاید خیال کریں کہ یہ کوئی دیرک مت کی عبادت یا اوپاسنا ہوگی جس سے انسان نجات پا سکے؟ مگر نہیں۔ آپ ذرا صبر کریں آگے چلکر یہ پوتر اوپاسنا ظاہر ہوئی جاتی ہے جسکو سنکر ایک غیرتمند انسان مارے شرم کے پانی پانی ہوجاتا ہے یہ کوئی عبادت یا روحانیات کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ حیاسوز اور دنیا بھر کی بدکاریوں سے بڑھکر بدکاری کی تعلیم کا سبق ہے۔ اب میں آپکو زیادہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا۔ جلدی سے آپ کے سامنے ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۰۸ء پنشکر کے سند حسب ذیل دیانندی منتر پھونکتا ہوں۔ ذرا ہوشیار ہوکر تہ دل سے اسپر توجہ فرمایئے دیانند ایک سوال کرکے اسکا جواب دیتا ہے جس کا نقل کرنا لطف سے خالی نہیں۔

"**سوال**۔ جب قطع نسل ہوجائے تب بھی اسکا خاندان معدوم ہوجائیگا اور عورت و مرد زناکاری وغیرہ میں لگ کر اسقاط حمل وغیرہ بہت بد فعلیاں کرینگے اس لئے پنر بواہ (نکاح ثانی) ہونا اچھا ہے۔" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۴

یہ سوال عقد ثانی کے متعلق بطور دلیل نقل کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی بیوی مرجائے یا بیوی کا شوہر فوت ہوجائے۔ اور اولاد ان کے موجود نہ ہو تو بوجہ

لاولد ہونے کے قطع نسل ہو کر ان کا خاندان مٹ جائیگا۔ اس لئے بیوہ عورت یا رنڈوا مرد دوسرا نکاح کر کے اولاد حاصل کر سکتے ہیں نیز دوسرا بیاہ عورت کو حرام کاری و اسقاط حمل وغیرہ بدفعلیوں سے اور مرد کو زناکاری سے بچائے گا اس دلیل معقول کا جو بطور سوال پیش کی گئی ہے دیانند مندرجہ ذیل نامعقول جواب دیتا ہے۔

"**جواب** ۔ نہیں نہیں ۔ کیونکہ اگر عورت مرد برہم چریہ میں قائم رہنا چاہیں تو کوئی بھی خرابی برپا نہ ہوگی اور اگر خاندان کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے کسی اپنی ذات والا لڑکا **گود لے لینگے** ۔ اس سے خاندان چلے گا اور زناکاری بھی نہ ہوگی ۔ اور اگر برہم چریہ نہ رکھ سکیں تو **نیوگ کر لیگے** اولاد پیدا کر لیں ۔ صفحہ ۱۴۴ ا"

اس جواب کا مطلب صاف ہے کہ بے اولادی کی حالت میں دوسرا نکاح کرنا ہرگز درست نہیں اور نہ حاجت ہے ۔ دو تدبیریں ایسی ہیں جن سے نکاح کی ضرورت باقی نہیں رہتی ایک تو یہ کہ بیوہ عورت یا رنڈوا مرد رہبانیت اختیار کر کے تارک الدنیا ہو کر زندگی بسر کریں اور خانہ چلانے کے واسطے کوئی لڑکا اپنی ذات کا متبنٰے کر لیں اور اگر تارک الدنیا بنکر نہ رہ سکیں اور جوش شہوت فروز ہو تو تب بھی نکاح ثانی تو ہرگز نہ کریں ہاں **نیوگ** سے شہوت فرو کریں اور اولاد بھی حاصل کر لیں ۔ اس طرح یک کرشمہ دو کار ہو جاوینگے ۔ سوامی جی کے جواب سے یہ امر تو بآسانی ثابت ہو گیا کہ نیوگ شہوت رانی کی غرض سے کیا جاتا ہے نہ کہ فقط اولاد حاصل کرنیکو ۔ اگر شہوت رانی منظور نہ تھی تو کیوں متبنٰے بنانے پر کفایت نہیں کی گئی ۔

اس جگہ مناسب ہے کہ متبنٰے بنانیکی بیہودہ رسم کی کسی قدر تردید کی جائے

جسکی بیخکنی کے واسطے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینبؓ کیساتھ نکاح کرنیکا حکم امر الٰہی سے ہوا تھا۔ واضح ہو کہ جو لوگ متبنے کرتے ہیں ان کا یہ دعوے سراسر لغو اور باطل ہے کہ وہ حقیقت میں بیٹا ہو جاتا ہے اور بیٹوں کے تمام احکام اس کے متعلق ہوتے ہیں۔ قانون قدرت بڑے زور سے اس بیہودہ دعوے کو رد کرتا ہے اس لئے کہ جس کا نطفہ ہوتا ہے اسی کے اعضا میں سے بچہ کے اعضا حصہ لیتے ہیں اسی کے قوےٰ کے مشابہ اس کے قوے ہوتے ہیں۔ اگر وہ انگریزوں کی طرح سفید رنگ رکھتا ہے تو بچہ بھی اس سفیدی سے حصہ لیتا ہے اور اگر وہ حبشی ہے تو بچہ کو بھی اس سیاہی کا بخرہ ملتا ہے اگر وہ آتشک زدہ ہے تو بچہ بھی اسی بلا میں پھنس جاتا ہے۔ غرض جسکا حقیقت میں نطفہ ہوتا ہے اسی کے آثار بچہ میں ظاہر ہوتے ہیں پس اس صورت میں ایک کے نطفہ کو اس کے غیر کا بیٹا قرار دینا واقعات صحیحہ کے مخالف ہے اسپر اگر دیانند کے دستخط چاہو تو وہ بھی موجود ہیں۔

ستیارتھ پرکاش مستند ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۱۵۳ کی دفعہ ۱۴۳ پر جس میں لکھا ہے کہ بیٹا باپ کا آتما ہوتا ہے۔ اسکی اصل عبارت یہ ہے۔

"اے فرزند تو عضو عضو سے پیدا ہوئے ویریہ (منی) سے
اور دل سے پیدا ہوتا ہے اسلئے تو میرا آتما ہے مجھ سے
پہلے فوت مت ہو بلکہ سو برس تک زندہ رہ۔ صفحہ ۱۵۳"

کیوں جی لالہ دھرمپال

زبان سے اپنی کسیکو اگر کہو بیٹا — تو کیا حقیقی پسر اس سے ہو وہ بنجاتا
نہ عضو عضو نہ دل سے تمہارے پیدا ہو — وہ کس طرح سے بھلا آتما تمہارا ہو
کہ والدین ہمیشہ نسب سے بنتے ہیں — جو اپنے تخم سے اولاد اپنی جنتے ہیں

یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ صرف منہ کے دعوے سے واقعات حقیقیہ بدل نہیں
سکتے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ مین نے زہر ہلاہل کے ایک ٹکڑے کو طباشیر کا ٹکڑا سمجھ لیا تو
کیا اس کہنے سے زہر طباشیر بن جائیگا اور اگر اس زبانی تصرف کی بنا پر اسے کھالے تو وہ مر نہ
جائے گا؟ اسی طرح جبکہ پرمیشر نے زید کو بکر کے نطفہ سے پیدا کر کے بکر کا بیٹا بنا دیا تو پھر کسی
انسان کی فضول گوئی سے وہ خالد کا بیٹا نہین بن سکتا۔ فرض کرو کہ اگر بکر اور
خالد ایک مکان مین اٹھتے بیٹھتے ہون اور اسوقت حاکم کا حکم پہنچے کہ زید جس
شخص کا حقیقی بیٹا ہے۔ اُسکو پھانسی دیا جائے تو اسوقت خالد فی الفور نہ
یہ بول اٹھے گا کہ زید۔ بکر کا حقیقی بیٹا ہے۔ میرا اس سے کچھ تعلق نہین۔ یہ ظاہر ہے
کہ کسی شخص کے دو باپ تو ہو نہین سکتے۔ پس اگر بیٹے بنانیوالا حقیقت مین باپ
ہوگیا ہے۔ تو یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ اصلی باپ کس دلیل سے لادعوی کیا گیا۔
غرض اس سے زیادہ کوئی بات بھی بیہودہ نہین کہ خدا کی بنائی ہوئی حقیقت کو
بدل ڈالا جاوے۔ دو باتین آریون مین قدیم سے چلی آتی ہین۔ بیٹا بنانا۔ اور خدا بنانا
بیٹا بنانے کے لئے تو بڑا عمدہ طریق **نیوگ** ہے۔ اور خدا اس طرح بناتے
ہین کہ سالگرام کے پتھر پر معمولی منتر وید کا پڑھا اور اپنے ہی وہم سے یہ یقین کر لیا
کہ اب اس مین پرمیشر داخل ہوگیا ہے گو دیانندیون نے پرمیشر بننے کے طریق سے
تو انکار کر دیا ہے۔ مگر بیٹا بنانے کا نسخہ ابتک اُن کی نظر مین قابل پسند ہے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ اصل آریہ لوگ گود مین بیگانہ بچہ لیکر بیٹا بناتے تھے پھر یہ بات جب
کچھ کچی اور بودی سی نظر آئی تو اس کے قائم مقام **نیوگ** نکالا کہ اپنی عورت کو
دوسرے سے ہم بستر کرا کر اس کا بیج ڈلوالین اس طرح بیج کے اجزا جورو کے
اجزا سے ملکر کچھ نہ کچھ تو مناسبت پیدا ہو جائے۔ مگر اس قابل شرم زناکاری کے
بعد بھی مرد کو اس تخم سے کچھ تعلق نہین کیونکہ وہ غیر کا نطفہ ہے۔ لہذا عقل کسی طرح

قبول نہیں کر سکتی کہ متبنیٰ درحقیقت اپنا ہی لڑکا ہو جاتا ہے۔ ایک اور بات قابل غور ہے
کہ اگر مثلاً دہر میاں کسی مُسن آریہ کو ادب کی راہ سے پتا (باپ) کہتا رہے یا کسی ہم
عمر آریہ کو بھائی کہہ دے یا کسی خورد سال آریہ کو بیٹا کہنے لگے تو کیا اس سے یہ
لازم آئیگا کہ دہر میاں کا صرف یہ کہنا ایک سند متصور ہو کر اس مُسن آریہ کی لڑکی اس
پر حرام ہو جائیگی یا اس ہمعمر آریہ کی ہمشیرہ سے شادی نہیں ہو سکیگی یا اس چھوٹے
خورد سال آریہ کے مرجانے پر یا بصورت اولاد نہ ہونیکے بشرط ضرورت اسکی زندگی
مین ہی دہر میاں اسکی بیوی سے نیوگ نہیں کر سکے گا؟ یا یہ خیال کر لیا جائیگا کہ اس مُسن آریہ
کی جائداد کا وارث دہر میاں بن گیا کیونکہ اُسکو باپ کہتا رہا ہے یا خورد سال آریہ دہر میاں
کی وراثت کا مالک ہو جائیگا کیونکہ دہر میاں اسکو بیٹا بیٹا کہتا رہا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے
تو پھر کچھ لو کہ آریوں سے بڑھکر بد قسمت اور بیوقوف دنیا مین کوئی نہیں کیونکہ اگر صرف
منہ کے قول سے کوئی کسی کا باپ یا بیٹا ہو جاتا ہے تو اس طرح ایک شریر دیانندی
کسی لاولد مالدار آریہ کو اپنے منہ سے باپ کہکر اسکے تمام مال کا وارث بنجائیگا
اور جبکہ صرف زبان سے کہنے پر ایک غیر کا بیٹا اپنا بیٹا بن سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ
صرف زبان سے کہنے سے باپ نہ بن جائے پس اگر یہی صحیح ہے تو مفلسوں ناداروں کے لئے
نقب زنی یا ڈاکہ مارنے سے بھی یہ عمدہ نسخہ ہو جائیگا اور ایسے لوگ کسی لکھپتی آریہ کو دیکھکر
کہ لاولد ہے کہہ سکتے ہیں کہ مین نے تجھکو باپ بنایا۔ اگر اس کہنے سے وہ حقیقت مین باپ ہو گیا ہے
تو آریہ مت کی رو سے لازم آئیگا۔ کہ اس لاولد کے مرنے کے بعد سارا مال اس شخص کو
ملجائے۔ اور اگر وہ حقیقت مین باپ نہیں بنجاتا تو اقرار کرنا پڑیگا کہ یہ مسئلہ ہی جھوٹا ہے
کہ کوئی حقیقی بیٹا یا باپ محض زبان کے کہنے سے بن جاتا ہے۔

اب پھر ہم دیانندی نیوگ کی طرف رجوع کر کے کہتے ہین کہ مندرجہ بالا دیانند کا
جواب ایک بدایت ہے بیوہ اور رنڈوے مرد کے لئے کہ جب عورت مرگئی یا مرد ہی

مر گیا تو گویا عیالداری کی صف خدا نے آپ ہی لپیٹ دی۔ اب مجرد ہو۔ اور خوش
رہو ایک مدت شادی کر کے بھی دیکھ لی اور حظ اٹھا لیا اب سبکدوش ہو کر زندگی بسر کرو
اگر شہوت زور کرے اور رہا نہ جائے تو نکاح کا تو نام بھی نہ لینا البتہ مرد کسی دوسری بیوہ
سے یا بیوہ کسی رنڈوے مرد سے یارانہ جوڑ لیوے کیونکہ یہ ویدکی اگیا ہے اور یہ ایک قسم نیوگ
کی ہے جس کا وید مقدس نے حکم دیا ہے اور یہ بہت اچھا طریق ہے کہ بیوی خاوند کے
مرنیکے بعد یا خاوند بیوی کے مرنیکے پیچھے بظاہر تو جوگی یا جوگن ہی بنے رہیں مگر شہوت رانی کا
کام ایسا عمدہ چلتا رہے کہ نکاح والوں کو بھی پیچھے ڈالدیں۔ کیونکہ ایسی عورت جو نکاح کی پابند
ہو وہ صرف ایک خاوند کی قید میں رہیگی۔ مگر نیوگ میں تو یہ لطف ہے کہ ہر ایک سال اور ہر ماہ اور
دن میں ایک نیا آشنا مل سکتا ہے۔ اور پھر اولاد کی بھی کمی نہیں اور ساتھ اسکے بیقیدی اور
آزادی بھی۔ کیوں جی دہرمیاں اب بھی کچھ دیانندی لٹریچر کا پتہ لگا کہ نہیں؟ مگر مہاشہ جی
ایسے حیادار کہاں ہیں کہ بیوہ اور رنڈوے کی حرام کاری سے کچھ شرما کر ایسی ناپاک
تعلیم کو فحش سمجھیں جب تک کہ انہیں جیتے جاگتے مرد کی بیوی سے نیوگ کر کے نہ
دکھایا جاوے۔ اس لئے ہم دوسرا نیوگ جو زندہ شوہر والی عورت کیلئے تجویز کیا گیا ہے
دیانند سے دکھلاتے ہیں۔ سنئے

نظم

کسی نے جا کے دیانند جی سے یہ پوچھا	یہ نیوگ ہوتا ہے بیوہ کا یا سہاگن کا
دیا جواب سہاگن بھی ہاں نیوگ کرے	پتی کے واسطے طاقتوروں سے بھوگ کرے
پتی کو چاہئے کہدے کہ میں ہوں نا قابل	مرے علاوہ تو اے نیکبخت اور سے مل
ملے جہان سے جو اولاد لائے اس کے لئے	جدا ہو جس سے کہیں اور جام وصل پئے
اٹھائے گود میں اولاد نیک برجستہ	مگر کشادہ دہان یہ بیان ہے برجستہ
نیوگ والے برتتے نیوگ کی رسمیں	یہ خاوندانہ مہاشے پتی کے ہو بس میں

مے وصال تو جا کر پئے نیوگی سے ہو خاوندانہ تعلق پرانے روگی سے
جو کچھ کمائے دہان بہرہ دے اسے لاکر یہ بیوی کیا ہوئی ٹھیری کرایہ کی خچر
نراپنی مادہ کرے غیر کے حوالے آپ کسی کی کوشش و محنت کو پھر سنبھالے آپ
بغل مین غیر کے دیکھے اور اسکو اپنی کہے پھر اس حمیت و غیرت پہ بھی شریف رہے

اس نظم کی تصدیق کے واسطے ستیارتھ پرکاش اُردو صفحہ ۱۵۱ پڑھ جائے جسکو ہم نقل کئے دیتے ہین۔

نمبر ۱۳۸ - **سوال - نیوگ مرے پیچھے ہی ہوتا ہے یا خاوند کے جیتے بھی؟** صفحہ ۱۵۱

جواب جیتے بھی ہوتا ہے ... جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے **نیکبخت** اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو مجھ سے علاوہ **دوسرے خاوند کی خواہش کر** کیونکہ اب مجھسے تو اولاد نہین ہو سکے گی لیکن اس بیاہے **عالی حوصلہ** خاوند کی خدمت مین **کمربستہ رہے** ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۲

ناظرین! یہ وہ مقام ہے جس سے آریہ سماج کو تمام مذاہب دنیا پر فوقیت حاصل ہے اور جیا نند بانی آریہ سماج نے یہ حکم ویدون سے نکالکر دیانندیون کو بتایا کہ ایک زندہ خصم والی عورت اولاد نہ ہونیکی حالت مین کسی غیر سے ہمبستر ہو - اور اس زندہ دلی کو خیال فرمائے کہ اس بدکار عورت کو جو دوسرے کی تختہ مشق بنا چاہتی ہے **نیکبخت** کہکر پکارا جاتا ہے اور اس اصلی بدنصیب خصم کو جو اس دیوثی کا مرتکب ہوتا ہے کہ خود اپنی جورو کیواسطے طاقتور مشٹنڈا تلاش کرکے اس سے مشق کرادے **عالی حوصلہ** کا خطاب دیا جاتا ہے - کیوں نہ ہو یہ عالی حوصلگی سو بھاگ ہے جو دیانندیون کو

کس مین ہو سکتی ہے۔ واہ رے تیرا عالی حوصلہ۔ واقعی بڑا عالی حوصلہ ہے کہ اپنی ناموس کو خاک مین ملا کر یہ خطاب تو پالیتا ہے۔ افسوس جس مذہب مین ایسی تعلیمین ہون کہ بجائے تہذیب اور پاکیزگی سکھلانے کے اپنے پیروؤن کو دیوثی کے انتہائی درجہ پر پہنچاوے اور اُن کی نیک چلنی کا ستیاناس کر کے حرامکاری سکھلادے وہ مذہب بھی کوئی حق رکھتا ہے کہ دیگر مذاہب پر فحش کا الزام لگاوے؟ اور خاص کر اسلام کی پاک تعلیم پر اعتراض کرے۔ اور اس زناکاری کی حالت پر راضی رہے۔

کیون جی دمپال حقیقتون اور صداقتون پر فحش کا الزام لگانا اور اس ناپاکی اور دیوثی پر راضی ہونا اور بیحیائی سے جھوٹے طور پر دوسرے کے نطفہ کو اپنا نطفہ قرار دینا کہ یہ میری ہی اولاد ہے کس قدر بیحیائی اور غیرت اور حمیت کا خون کرنا ہے؟ اگر ایسا نہین تو پھر جواب دو کہ ایک غیرتمند انسان کیلئے اس سے زیادہ کونسی رسوائی ہے کہ اُس کی بیاہتا بیوی اور خاندان کی رانی اس کے جیتے جی اسی کی عورت کہلا کر اور اسی کے نکاح مین ہو کر اور اسی گھر مین رہکر کسی دوسرے سے ہمبستر ہو ایسے آدمی کا تو ڈوب کر مرنا ہی بہتر ہے کہ اسکی آنکھون کے سامنے اس کے دیکھتے دیکھتے غیر آدمی اسکی عورت سے منہ کالا کرے اور وہ چپ رہے؟

یہان تک تو ایک زندہ خاوند والی عورت کو بغرض حصول اولاد دوسرے سے نیوگ کرانیکا بیان ہوا ہے اب آگے اس سے بھی زیادہ دلچسپ دیانندی لٹریچر آتا ہے جس مین ایک مرد سے نہین بلکہ دس گیارہ مردون سے حسب ضرورت نیوگ کرانیکی ودیا گیا ہے۔ پڑھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۰ کا سوال نمبر ۱۳۶ جو حسب ذیل ہے

"۱۳۶ سوال۔ ایک عورت یا مرد کتنے نیوگ کر سکتے ہین اس منتر سے گیارہوین مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے ایسے ہی مرد بھی گیارہوین عورت تک نیوگ کر سکتا ہے صفحہ ۱۵۰"

اس سوال وجواب کا مطلب صاف ہے کہ اگر ایک نیوگی سے حاملہ نہ ہو تو دوسرے کے پاس جاوے اگر دوسرا بھی بدقسمتی سے روگی ثابت ہو تو تیسرے کا منہ دیکھے اگر اس سے بھی امید بر نہ آئے چوتھے مرد سے سوال کرے اگر اسکا بیج بھی نکھٹو نکلے تو پانچویں کے آگے ہاتھ پسارے اگر اس سے بھی دامنِ مراد نہ بھرے تو چھٹا تلاش کرے اگر وہ بھی ناقابل ثابت ہو تو ساتویں سے درخواست کرے اگر وہ بھی مفت خورہی نکلے تو آٹھویں کی منت کرے اگر اسکو بھی مطلبی یار پائے تو نویں کی خواہش کرے اگر اس سے بھی کچھ نہ بنے تو ہمت نہ ہارے دسویں تک پہنچے اگر یہ بھی نالائق ہی ہو تو مضائقہ نہیں ایک اور بھی سہی گیارہویں کے پاس جالیٹے وہ تو ضرور ہی حاملہ کر کے چھوڑے گا۔ ورنہ پھر آگے اب حد ہے اگر گیارہ تک بھی مقصود حاصل نہ ہو تو صبر کرے دیانند کی جان کو بیٹھی دن رات رویا کرے۔ سبحان اللہ! ایک کہتے ہیں اس پاکیزہ تعلیم کے عورت کیا ہوئی نیوگیوں کی ممتحن یا ان کی چاندماری ٹھہری کہ کسی نہ کسی کی گولی تو نشانہ پر لگے گی۔ ناظرین معاف کریں یہ نیوگ کا عقیدہ ہی ایک ایسا قابل شرم عقیدہ ہے کہ اس کے بیان میں گو کیسا ہی تہذیب سے کام لیا جاوے پھر بھی بوجہ ناپاکی اور گندگی نفس مضمون کے ناگفتنی باتیں لکھنی پڑتی ہیں۔ دیانندی لٹریچر اس درجہ کا فحش ہے کہ ہزار طرح سے اس کے گند کو کوئی سنوار سنوار کر بیان کرے تب بھی وہ اپنی اصلیت سے بدلا نہیں جاسکتا۔ نہ اسکی بدبو دور ہو سکتی ہے۔ کیوں جی دہرم پال! اچھی تسلی ہوئی یا نہیں کہ کس قدر آریہ لٹریچر گندہ ہے یہ عورت کا بیسواپن کہ گیارہ خصم کر ڈالے۔ مگر پھر بھی نیک بخت کی نیک بختی اور لالہ جی کی للّی بنی بنی رہے۔ اور مرد بھی گیارہ عورتوں کا خاوند بنکر ایک ہی عورت کا خصم کہلاوے۔ اس کے آگے بھلا تعدد ازدواج کی کیا حقیقت ہے اور رنڈی بازی کی کیا ضرورت یہ خانگی بازی ایسی مزے کی ہے کہ نہ پیسہ کا خرچ نہ گناہ کا نام

بلکہ ساتھ ہی کسی قدر دچھنا کے ملنے کی امید ہے لعنت ہے ایسی تعلیم پر اور تف ہے اس بے غیرتی پر۔

عجب ہے درد نیوگی اور نیوگن کا یہ درمان ہے
نیوگی پر نیوگن اپنی جان و دل سے قربان ہے

نہیں اولاد کی خواہش دیانندی نیوگن کو
تلاش یار میں دن رات حیران و پریشان ہے

بغل میں غیر مردوں کے سلائیں اپنی جورو کو
اسی شرم و حیا پر قوم آریہ شاد و فرحان ہے

حیا کر کچھ دیانندی کہاں تک ایسی بے شرمی
گیارہ شوہر ایک جورو بعید از عقل انسان ہے

گیارہ ہی پکارین ہیں مرا بیٹا مرا بیٹا
لئے پھرتی نیوگن ایک بچہ زیر دامان ہے

یہی تعلیم ہے تو آریہ جس پر اکڑتا ہے
اسی تعلیم پر شیدا ہوا وہ با دل و جان ہے

صاحبان! یہ تو اولاد حاصل کرنے کی آڑ میں شکار کرنیکی اور زناکاری کی ہدایت ہے اب اس سے بھی ترقی کر کے کھلے طور پر دیانند محض شہوت فرو کرنے کا نسخہ بتلاتا ہے ذرا اس کو بھی سن لیجئے۔ اسی ستیارتھ پرکاش کو اٹھا کر صفحہ ۱۵۴ کا سوال نمبر ۱۴۶ پڑھ جائیے۔ جو اس طرح ہے۔

"۱۴۶ سوال۔ جب ایک بیاہ ہوگا۔ ایک مرد کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد رہیگا۔ اس عرصہ میں عورت حاملہ۔ دائم المرض یا مرد دائم المرض ہوجائے اور دونوں کا عالم شباب ہو اور رہا نہ جائے تو پھر کیا کریں؟

"جواب۔ اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نکر سکنے عرصہ میں مرد سے یا دائم المرض مرد کی عورت سے رہا نہ جائے تو کسی سے نیوگ کر کے اسکے لئے اولاد پیدا کرائے لیکن رنڈی بازی یا زناکاری کبھی نہ کریں" صفحہ ۱۵۴۔

اس تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ اگر عورت کے حاملہ ہونے کی حالت مین مرد یا عورت پر ایسی
شہوت غالب ہو کہ اُن سے ضبط نہ ہو سکے تو مرد اور عورت شہوت کے فرو کرنیکی غرض سے
کسی سے نیوگ کر کے اسکو اولاد جن دین۔ یہ دیانندی جواب کسی مزید تشریح کا محتاج نہین
ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ آریون کی وہ ڈینگ سب گاؤخورد ہوگئی کہ نیوگ تو محض
اولاد کی خاطر ہے۔ اس دیانندی ہدایت مین صاف بتلا دیا ہے کہ نیوگ شہوت کے فرو
کرنیکا ایک آلہ ہے اور پرزور الفاظ مین یہ کہدیا ہے کہ جب کسی مرد یا عورت سے بباعث
ہونے **عالم شباب** کے **شہوت** زور کرے اور رہا نجائے تو وہ
کسی سے نیوگ کر لیوے۔ اب وہ بات تو کوسون دور جا پڑی کہ نیوگ محض اولاد کیلئے ہے
کیونکہ جس حالت مین عورت حاملہ ہے اور اولاد کی امید موجود ہے تو پھر دوسری عورت
سے جو اس حاملہ بیوی کا خاوند نیوگ کرتا ہے اسکی غرض کیا ہے؟ صرف یہی
تاکہ مرد پر شہوت زور کر رہی ہے اور اسکے فرو کرنیکا جو گھر مین آلہ تھا وہ حاملہ ہونیکی وجہ
سے بیکار ہے اب وہ بیچارہ کیا کرے دوسرا نکاح حرام رنڈی بازی مین تخم کے ضائع ہونیکا
یقین۔ اس لئے وہ خانگی بازی کر کے اپنی شہوت فرو نہ کرے تو کیا کرے۔ البتہ
جس **عالی حوصلہ** مرد نے اپنی جورو براہ ہمدردی اسکی نذر کر دی ہے بطور احسان کے
اگر اسکو بچہ جنا دیا جاوے تو بیج بھی ضائع نہ ہوگا اور ہم ثواب و ہم خرما والا مضمون رہیگا۔ ہٰذا
اس نیوگ سے اصل مقصود بچہ جنانا یا اولاد حاصل کرنا نہین ہے نری شہوت رانی
کے لئے حاملہ عورت کے شوہر کو ایام حمل مین دوسرے کے ساتھ نیوگ سے مطلب
برآری کرنیکا حکم ہے۔ اتفاقاً اگر اس کارروائی مین نیوگن بھی حاملہ ہو جاوے
تو بہتر ہوا کہ تخم ضائع نہ گیا کسی کے کام آگیا۔ یہ ہدایت تو اس مرد کے لئے ہے
جسکی عورت حاملہ ہو اور مرد پر شہوت کا غلبہ مگر جس عورت کا خاوند روگی
ہو اور عورت پر شہوت کا غلبہ آجاوے تو اس نیکبخت کو بھی دیانندی اجازت ہے

کر کسی غیر مرد سے اپنی آگ بجھالے اور شہوت فرو کرالے مگر دیانند نے یہ نہیں بتایا کہ ایسی
حالت میں عورت اپنے دائم المرض خاوند سے اجازت بھی لے لے یا بے پوچھے
ہی نیوگ کرا وے خیر اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اب دہرمپال ہی ہمیں بتلا دے
کہ اولاد کی خواہش کرنے والی نیک بخت کے لئے تو **عالی حوصلہ** شوہر کو خود
اجازت دینی آگیا ہے کہ وہ کہدے کہ۔ اے نیک بخت تو مجھ سے علاوہ
دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ مگر شہوت فرو کرانیکی خواہش رکھنے والی عورت
کو کس طرح اور کن الفاظ میں اجازت مانگنے یا اجازت دینے کا حکم ہے۔ کیا عورت اپنے
دائم المرض شوہر سے یہ درخواست کرتی ہے کہ مجھ سے بغیر مرد کے اب رہا نہیں جاتا آپ
فراخ حوصلگی سے کسی تندرست مضبوط قوی جوان سے آگ بجھوانے اور شہوت فرو
کرانیکی مجھے اجازت دیں تاکہ میں تسلی پاؤں۔ یا خود شوہر ہی اس کو اجازت دیوے کہ
اے شہوت فرو کرانے کے لئے خواہش کرنیوالی پاکدامن عورت تو میرے
سے علاوہ کسی دوسرے طاقتور مشٹنڈے کی تلاش کر کے اپنی آگ بجھالے
کیونکہ اب مجھ سے تو تیری تسلی نہیں ہو سکے گی۔ غرض جس طرح وید آگیا ہو
لالہ دہرمپال ضرور بیان کر کے اس ناتمام جواب دیانندی کو مکمل
کردے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ۔

جو رک ہی سکتا نہیں فطرتی عمل سب کا ۔۔۔ یہ بیجا اسے پھر چھوڑ کیوں نہیں دیتا
ہوا ہے جبکہ نکما تو بیٹھے صبر کرے ۔۔۔ نہ یہ کہ غیر سے جنوائے اس پہ جبر کرے
یہ کیسی فحش کی تعلیم ہے مہاشے تو ۔۔۔ نہ عقل کرتی ہے تسلیم نے حیا جس کو
جب اپنی جورو کو غیروں کے خود حوالہ کیا ۔۔۔ تو اس سے بڑھ کے بھی دیوتی اور دیوی کیا
غرور تھی بھی تو اتنی نہ چاہیئے کرنی ۔۔۔ کہ زوجہ نذر کسی غیر کے لئے کرتی

ایک قسم نیوگ کی اور بھی ہے جو دیانند نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۷۲ دفعہ ۱۵ میں بیان کی ہے

اور وہ یہ ہے کہ۔

"اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک مین گیا ہو تو بیاہی
عورت آٹھ برس اور اگر علم و نیکنامی کے لئے گیا ہو تو چھ برس
اور دولت وغیرہ مقصد کیلئے گیا ہو تو تین برس تک
انتظار کرکے پھر نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے جب شادی
شدہ خاوند آوے تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق
ہو جاوے۔ صفحہ ۱۵۲۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ۔

جو پردیس جاؤ تو عورت تمھاری		مصیبت اُٹھائے وہ کیون دُکھی ماری
کریگی نیوگ اور سے وہ بیچاری		تمہین دیگی اولاد ایک پیاری پیاری
کسی اور سے جاکے بیٹا جنادے
نہ اس سے وہ دل مین ذرا ہچکچاوے

تجارت کو نکلو تو ۳ سال پیچھے		جو لوٹو تو پو بارہ ہون گے تمہارے
مع سود تم اصل پاؤگے آگے		ملے بیوی اور بے مشقت کے لڑکے
جدا اس نیوگی سے ہوگی نیوگن ؎
کہ جس نے اوڑایا تھا اب اسکا جوبن

آگے چلکر دیانند کہتا ہے کہ مرد کے لئے بھی یہ قاعدہ ہے کہ۔

عورت بانجھ ہو تو آٹھوین برس۔ اولاد ہو کر مرجاوے تو دسوین برس
جب جب اولاد ہو تب تب لڑکیان ہی ہون لڑکے نہون
تو گیارہوین برس تک اور جو بد کلام بولنے والی ہو تو جلدی ہی اس
عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے صفحہ ۱۵۲

لیجے ناظرین یہان تو دیانند نے لٹیا ہی ڈبودی اور آریون کی جڑ سے ناک کاٹ کر اسلامی صداقت کے ماننے پر مجبور ہو گیا۔ کہ جس طلاق کو آریہ برا کہتے ہین وہی اسکی زبان سے نکل گیا اور حق بر زبان جاری گردد کی مثل صادق آگئی۔ کیونکہ مندرجہ بالا عبارت مین چار صورتین دیانند نے بیان کی ہین۔ (۱) اگر عورت بانجھ ہو (۲) اولا ہو کر مرجاتی ہو (۳) لڑکیان ہی پیدا ہوں لڑکا نہ ہو تو دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے اور چوتھی صورت مین اسلامی صداقت کا اظہار کر دیا کہ (۴) جو بدزبان بولنے والی گندی عورت ہو تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرلے۔ اس ہدایت دیانندی کی اس کے چیلے کوئی تاویل بھی نہین کر سکتے۔ سوائے طلاق کے اوس کا دوسرا مطلب ہو ہی نہین سکتا۔ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ عورت کی بدزبانی اولاد جننے مین حارج یا روک پیدا نہین کر سکتی۔ اولاد جننے کی مشین تو زبان سے علیحدہ ہے اور وہ بگڑی ہوئی نہین پھر دوسری عورت سے نیوگ اولاد کے واسطے کیون ہو؟ صاف ظاہر ہے کہ یہ نیوگ اولاد پیدا کرنے کیلئے نہین بلکہ بدزبان عورت کو طلاق دیکر اس سے قطع تعلق کرنیکی غرض سے نیوگ ہے۔ ہم انشاء اللہ ایسے مضامین دیانندی پر ایک مستقل رسالہ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہین اور بسوط بحث کرکے اس مین یہ ثابت کر دیا جائیگا کہ نیوگ کے شوق نے دیانند کو ایسی خود ساختہ ہدایتون کے جاری کرنے پر مجبور کیا ورنہ وہ تمام احکام طلاق وغیرہ کے متعلق ہین چونکہ اس باب کا موضوع صرف اسیقدر ہے کہ دیانندی لٹریچر کا فحش دکھلایا جاوے اس لئے اسکے جواز و عدم جواز وغیرہ پر گفتگو نہین کی گئی سو رسالہ ہم اسوقت لکھین گے جب دہرمپال یا اسکی بے بضاعتی کی وجہ سے کوئی اور اس کا ہمخیال آریہ قلم اٹھائیگا اور ہمارے اس رسالہ کا جواب باصواب دیگا۔ فانتظروا۔

(۳) اس سے آگے دیانند عورت کو اجازت دیتا ہے کہ۔

اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیے کہ اسکو

چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کرا ولاد پیدا کرکے اوسی بیاہے خاوند کی وارث اولاد کرلے یا صفحہ ۱۵۳۔

اس ہدایت کا مضمون بھی صاف ہے کہ یہ نیوگ اولاد کی غرض سے نہیں بلکہ شوہر کی سختی ناقابل برداشت کی وجہ سے عورت کو دوسرے مرد کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ مرد کی سختی مرد کو اولاد پیدا کرنے کے ناقابل نہیں بنا دیتی۔ اور یہ عجیب فلاسفی ہے کہ جو مرد ایسا تکلیف دہندہ اور ظالم ہے وہ یہ کیونکر گوارا کرلیگا کہ حرام کے لڑکے اسکی جائداد کے وارث بنجائیں اور وہ اس زناکاری کو پوتر اور ویدا گیا ہی سمجھے۔ فورا اسکی وضاحت بھی دھرمپال کردی

آریو کچھ تو شرم کرو

اے آریاؤ تم نے کیوں شرم ہے گنوائی ۔ غیرت نہیں ہے تمکو کیسی ہے بےحیائی
افسوس تم پہ لوگو ایسے نیوگ لکھکر ۔ عزت سبھائی تم نے ہے خاک میں ملائی
وہ وید خوب ہوگا جسمیں یہ مسئلہ ہے ۔ جس نے نیوگیوں کو نیچی جگہ دکھائی
آزاد جوروؤں کو کیوں کردیا ہے تم نے ۔ کچھ شرم ہے تو ڈوبو کیوں دیر ہے لگائی
جورو کو اپنی تم نے غیروں سے جا ملایا ۔ کیا خوب مشغلہ ہے عالی کیا ہے یہ پارسائی

نیوگ باقی تو ناظرین آپ نے ملاحظہ فرمائی اب تقسیم نیوگ زادگاں کا حساب بھی ذرا سمجھ لیجئے۔ اس کا گوشوارہ بھی اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۵ پر اس طرح دیا ہے کہ :-

"گویا ایک بیوہ عورت دو ۲ اولاد اپنے لئے اور دو ۲ دو ۲ دیگر چار نیوگ شدہ مردوں کے لئے پیدا کرسکتی ہے اور ایک رنڈوا مرد بھی دو ۲ اولاد اپنے لئے اور دو ۲ دو ۲ دیگر چار بیوگان کے لئے پیدا کرسکتا ہے۔ اس طرح ملکر دس

دس اولاد پیدا کرانیکی اجازت وید مین ہے۔ صفحہ ۱۴۵

اس وید کی علم ریاضی کا دیانند نے یون اظہار کیا ہے کہ ایک نیوگن دو لڑکے تو اپنے واسطے اور آٹھ لڑکے چار نیوگیون کے لئے کُل دس اولاد جن کر چھوڑ دے چاہے اُسکا اس بار داری مین خاتمہ ہی ہو جاوے کیونکہ نیوگن جو جننے والی ہو وہ تو ایک ہے اور جنوانے والے چار جو مختلف طاقتون مختلف حرکتوں اور طبیعتون والے ہین تو خواہ مخواہ بھی وہ جنتی جنتی مر رہے گی کیون جی دہرمیال اسی طرح ہے نا۔

یہ بات سچ ہے کہ عورت ہے مرد کی کھیتی
مگر غضب ہے کہ تم نے زمین ہی سمجھی

سو جو معاملہ اس سے وہ سب کرین اس سے
جکو نصف بٹائی دو یا پچوین حصے

کہ اپنے گھر مین اگر بیج اور ہل نہ رہا
کمر مین زور نہین بازوؤن مین بل نہ رہا

طلب کیا کوئی زانی شریر طاقتور
پھر ایک سال کو دیدی زمین ٹھیکہ پر

وہ آئے گھر مین زنِ آریہ کو دے اولاد
سو جسکو دیکھ کے خاوند بیچارہ دلشاد

تری مشقت و محنت تو بیج بو اس مین
مراد وہ پھل ہے جو پیدا ہو خبر جو اس مین

بیکیا خبر ہو اگر اس کا بیج بھی تھوتھا
تو ہل چلانے سے اسکے وصول آخر کیا

پھر اگلے سال کسی اور مرد کو دو گے
امید کوشش ثانی پہ شادمان ہو گے

اسی طرح سے بھریگا صدف کبھی نہ کبھی
لگے گا تیر کوئی بر ہدف کبھی نہ کبھی

ہوا بھی بیٹا تو کیا ناموریسر آیا
پدر کا شیشہ ناموس جسنے تڑوایا

خیر جب زادگان کی تقسیم ہو چکی تو اب یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ نیوگی بچے کسکے بیٹے سمجھے جاینگے کیا نیوگن کے جس سے پیدا ہوئے ہین یا نیوگی کے جس کا وہ نطفہ ہین یا نیوگن کے اُس عالی حوصلہ حقیقی خاوند کے جس کی وہ بیوی ہے وغیرہ وغیرہ سو اس کے لئے ستیارتھ صفحہ ۱۴۴ پر سوال نمبر ۱۱۱ کا دوسرا جواب سنکر معلوم کر لو جہان پر دیانند عقد ثانی اور نیوگ مین فرق بتاتا ہے

اور وہ اس طرح ہے کہ۔

"دوسرا فرق نیوگ اور عقد ثانی میں یہ ہے کہ بیاہی عورت کے لڑکے اسی بیاہے خاوند کے وارث ہوتے ہیں۔ مگر نیوگیتا عورت (جس نے نیوگ کیا ہو) کے لڑکے ویرج داتا (نیوگی) کے نہ بیٹے کہلاتے ہیں نہ اسکا گوتر ہوتا ہے اور نہ اس (نیوگ کرنے والے) کا اختیار ان لڑکوں پر رہتا ہے۔ بلکہ وے (لڑکے) متوفی (یا روگی زندہ) خاوند کے بیٹے کہلاتے ہیں اور اسی کی جائداد کے وارث ہو کر اسی گھر میں رہتے ہیں" صفحہ ۱۴۴۔

ناظرین! ذرا اس اندھیر کو غور کرو کہ جس بیچارے نے ہل چلایا بیج ڈالا اسکو تو کچھ بھی نہیں ملا۔ تمام پیداوار کا حقدار مالک زمین ہی بن بیٹھا۔ کیا یہ بٹائی یا چکوتہ پر زمین نہیں دی گئی۔ کس قدر بے انصافی ہے کہ مزارع کی ایسی گاڑھے پسینے کی کمائی بغیر بٹائی اصل مالک لے لیتا ہے خیر صاحب وہ جانے ہمیں اس سے کیا مطلب مزارع اور مالک زمین جس طرح رضامند ہوں کرتی رہیں اب ہم آپکو ایک اور بات سناتے ہیں اور وہ یہ کہ جہاں آپ نے ابتک نیوگ جیسی گندہ کہانی اور اسپر دیانندی ڈرافشانی سنی ہے ایک صداقت اور سنت بھی جو بے ساختہ دیانندی قلم سے نکل گیا ہے سن لیجے جس نے ساری ثانی نیوگ کی درہم برہم کر کے جولا ہے کے سر پر دے ماری اور دروغ گو را حافظہ نباشد کو سچ کر دکھایا۔

یہ حکایت ہے اک قابل شنید یہاں
لکھا ہے جسکو برہمن گرنتھ سے دیکھو
ذرا پڑھو تو یہاں آکے ستیارتھ کو
ہمیشہ چاہیے ہر مرد و زن کا دھیان اسپر

کیا ہے جس کا دیانند نے عجب بیان
قران پاک کا تم معجزہ اسے سمجھو
لکھا ہے صاف دیانند نے یہ غور کرو
کہ سمجھیں بیج کو اور ریج کو بہا گوہر

نہ اپنی زن کے سوا مرد صرف باہ کرے — نہ غیر مرد سے عورت کبھی رج تباہ کرے
کہ دیکھو کوئی قابل کسان یا مالی — زمین غیر مین بوتا ہے بیج یا ڈالی
جو تخم جسم بشر کو گرائے یون بیجا — زیادہ اس سے کوئی بیوقوف کیا ہوگا
گرائے تخم کرے محنت اور چلائے ہل — ولیک آخر کار اس کا کچھ نہ پائے پھل

مین نقل کرتا ہون اس جا بلفظہٖ تقریر بھی کیا ہے جس کو دیانند جی نے خود تحریر

دیانند کی اصل تحریر یہ ہے

۱۴۴ - اب اسپر عورت اور مرد کو دھیان رکھنا چاہئے کہ بیج (نطفہ) اور رج (خون) کو بے بہا سمجھین جو کوئی اس بیش قیمت چیز کو بیگانی عورت - رنڈی یا برے مردون کی صحبت مین کھوتے ہین وے بڑے بیعقل ہوتے ہین - کیونکہ کسان یا مالی جاہل ہو کر بھی اپنے کھیت یا باغیچہ کے سوائے اور کہین بیج نہین بوتے جبکہ معمولی بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہے - تو جو شخص سب سے اعلیٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو برے کھیت مین کھوتا ہے وہ بڑا ہی بیوقوف کہاتا ہے کیونکہ اسکا پھل اسکو نہین ملتا - سو یہ برہمن گرنتھون کا قول ہے ستیارتھ (صفحہ ۱۱۵)

کہان ہے وہ سیال اور اسکا کوئی ہمخیال جو دیانندی تقریر مذکور کو پڑھکر ہمین جواب دے کہ زندہ خاوند والی عورت نیوگی کی اپنی عورت اور اپنی کھیتی ہے یا بیگانی عورت اور پرایا باغیچہ؟ اور ایسی نیوگن زمین مین جو نیوگی بیج بوتا ہے اسکو کون سا پھل ملتا ہے؟ کیا وہ بقول دیانند انسانی درخت کے بیج کو اپنے کھیت یا باغیچے کے سوا بیگانی زمین مین کھو کر جسکا پھل اسکو نہین ملیگا جاہل کسان یا مالی سے بھی بڑھکر بیوقوف

نہین تو اور کیا ہے؟ سوچ کر جواب دے۔

ایک بات اور تھوڑی سی بیان کرنی رہ گئی ہے کہ نیوگ کس طرح اور کس جگہ کرنا چاہیے یعنی رسومات نیوگ کیا ہین اور نیوگن عورت نیوگی مرد کے گھر جا کر نیوگ کراوے یا نیوگی داتا کو نیوگن کا خاوند اپنے گھر بلا وے۔ سو اس کا جواب ہمارے الفاظ مین تو یہ ہے کہ۔ ڈنکے کی چوٹ نیوگ کراؤ۔ اور عالی حوصلہ خاوند اپنے گھر مین کسی نیوگی مضبوط جوان کو دیکھ بھال کر بلالے اور آنکھوں کے سامنے اس نیک بخت ہشیاری شہوتکی ماری کو اس کے ساتھ سلاوے۔ اور اگر دیانندی الفاظ مطلوب ہوں تو مندرجہ ذیل ہین انکو ملاحظہ فرمالیجئے نتیجہ ایک ہی ہے۔

کیا نیوگ ڈنکے کی چوٹ کرین؟

یہ جواب جیسے علانیہ بیاہ ویسے علانیہ نیوگ جس طرح بیاہ مین نیک اشخاص کی صلاح اور دُلہن دولہا کی رضامندی ہوتی ہے۔ ویسے نیوگ مین بھی ہونی چاہئے یعنی جب عورت مرد کا نیوگ ہوتا ہو تب اپنے خاندان مین مرد عورتونکے سامنے ظاہر کرین کہ ہم دونوں اولاد پیدا کرنیکی غرض سے نیوگ کرتے ہین جب نیوگ کا مدعا پورا ہو جائیگا تب ہمارا قطع تعلق ہوگا۔ جیسے مین ایک بار گربھادان (ہمبستری) کا کام کرین گے حمل کے قیام کے ایک برس بعد جدا رہینگے صفحہ ۱۴۰ اسکر نیوگ کی صورت مین عورت اسی بیاہے خاوند کے گھر مین رہتی ہے۔ صفحہ ۱۴۱

نیوگ کی خوشی مین ایک امر دیانند یہان بر بغیر تصفیہ کے چھوڑ گیا جو یہ ہے کہ جب عورت کا

شوہر بیمار ہوا اور اسکی جورو پر شہوت نے غلبہ کر رکھا ہو یا جس شوہر کی عورت
حاملہ ہو اور اس کا شوہر شہوت کے زور میں آ رہا ہو ان دونوں حالتوں میں
اولاد حاصل کرنے کے لیئے نوگ بہاؤ انکا کام کرنا نہیں ۔ پھر یہ میاں بیوی نیک
اشخاص سے کیا صلاح لیں اور باہمی کس طرح رضامند ہوں اور اپنے خاندان کے
مرد عورتوں کے سامنے کن الفاظ میں اپنے مقصد کا اظہار کریں اور کونسی شرط
قرار دیں اور کس کے گھر میں یہ پوتر فعل پورا کریں آیا حاملہ عورت کا خصم کسی نیوگن کو یا
مریض خاوند کی عورت کسی نیوگی کو اپنے گھر بلا کر شہوت فرو کریں کرا دیں یا نیوگن ۔
نیوگی کے گھر جا کر اس آگ کو بجھاویں ۔ دھرمپال اس امر کا تصفیہ کر دے تاکہ ایسے
نیوگ میں کوئی دقت پیش آوے ۔ اور یہ بھی ظاہر کر دے کہ نیوگی اپنے تمام خاندان کو برات
میں ساتھ لیجا کر نیوگن کے گھر ہر نیوگن کے خاندان کے سامنے یہ باہمی معاہدہ کرے کہ ہم دونوں
اولاد پیدا کرنیکی غرض سے نیوگ کرتے ہیں یا صرف دونوں میں سے ایک کے خاندان والوں کے
سامنے یہ پاک رسم پوری کی جاویگی ؟ اور وہ کس کا خاندان ہوگا عورت کا یا مرد کا ؟

نظم دلفریب

زناکاری کا یہ نسخہ عجیب جس نے بتایا ہے — اُسی نے مجنوں کو شرم سے سیجا دکھایا ہے
نیوگی اور نیوگن کی سیہ کاری سے دیکھو تو — زمین کو زلزلہ ہے آسماں چکر میں آیا ہے
اللائیں نے لیا جب پھل خوشی سے پھل اٹھی لالہ — بہار وید نے گھر گھر عجب یہ گل کھلایا ہے
نیوگن کی جدائی میں تڑپکر لوگ مرجاتے — نہوتا وصل پر ویدوں نے مرہم ہجر میں کرایا ہے
حجابِ شرم منہ پر لیکے کیوں شرمائے وہ شوہر — چراغ دودماں جسکا نیوگی نے جلایا ہے
غرض وش پرش سے جننا نہیں ہے جسکا بھلانا — ہمائے شوئے مردہ نے دلِ بیوہ اوڑایا ہے
حریفوں سے حصول تخم میں مصروف زن گھر پر — تبھی نے بستر اپنا صحن خانہ میں بچھایا ہے
مسافر کیا خوشی ہوگا خبر پردیس میں سنکر — کہ بجو ابر کو تیری غیر نے بچہ جنایا ہے

ہزاروں کو بنا کر ویدکی تعلیم سے وحشی — کسی خفاش بدطینت نے دلدل میں پھنسایا ہے
کیا اس نیوگ کی تعلیم سے ہندوستان تیرہ — کسی مُغ نے شرارت کا بھرا منتر سنایا ہے
مہ قرآن کے جلوہ سے ہوا جاتا ہے اب روشن — سگ بدخو نے عوعو کرکے ناحق سر کھپایا ہے

اب ہم دیانندی لٹریچر کو ایک استفسار معہ ایک نظم نیوگ کے لکھکر ختم کرتے ہیں اور آگے مضمون "آریہ سماج کی موت" کا شروع کرینگے۔

دہرمپال اور اس کے ہر ایک ہمخیال سے استفسار

اے مختون آریہ اور اُسکے ہمخیال دیانندیو تم نے دیانندی لٹریچر جسکو ہم مختصراً اوپر نقل کرچکے ہیں دیکھہ لیا ہے کہ کیسا فحش اور گندہ ہے اور ایسی گندگی کسی مذہب میں نہیں لیکن اسکے متعلق چند استفسار تم سے بغرض جواب کرنا چاہتے ہیں کہ دیانند نے وید کے حوالہ سے نیوگ کی چند قسمیں حسب ذیل بیان کی ہیں (۱) جو بیوہ عورت یا رنڈوا مرد برہمچریہ نہ رکھہ سکیں یعنی شہوت کو نہ روک سکیں تو وہ کسی اور سے شہوت فرو کرلیں (۲) جو مرد اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تو وہ اپنی جورو کو اجازت دیوے کہ کسی دوسرے سے ہمبستر ہوکر اولاد حاصل کرلے اور ایسی اولاد دو چار تک بھی حاصل کرنے کا اُسے اختیار ہے (۳) جس عورت کا شوہر پردیس میں گیا ہو وہ تین سال بعد غیر مرد سے ملکر اولاد جنتی رہے اور جب اصلی خاوند واپس آوے تو معہ اولاد کے نقلی شوہر کو چھوڑ کر اسکے پاس حاضر ہوجاوے (۴) اگر کسی عورت کے لڑکیاں ہی پیدا ہوں تو اسکا شوہر دوسری نیوگن سے لڑکے جنوالے (۵) جس عورت کا شوہر تکلیف دہندہ ہو یا جس شوہر کی عورت بدکلام ہو وہ اُسے چھوڑکر دوسرے مرد یا دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد حاصل کرے (۶) جب کسی مرد کی عورت حاملہ ہو یا کسی عورت کا پتی بیمار ہو اور اس دوران حمل و بیماری میں دونوں میں سے کسی پر شہوت غلبہ کرے تو عورت کسی غیر مرد سے اور مرد

کسی غیر عورت سے حظ حاصل کر لیں۔ یہ سب اقسام نیوگ کی ہیں جن میں دوسروں سے فائدہ اٹھانے کی ہدایت کی گئی ہے مگر یہ نہیں بتلایا کہ نیوگ کرنے والے کو کیا ملیگا؟ اور نہ اس کا اظہار کیا ہے کہ جس عورت کا خاوند بوجہ رقت منی وغیرہ امراض کے اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں اب وہ خود اپنی جورو کے واسطے نیوگی تلاش کرے یا اسکی جورو آپ تلاش کر کے لاوے؟ اور وہ نیوگ والا مرد کسی ڈاکٹری سارٹیفکٹ سے اس کا ثبوت دیگا کہ اس کی منی اولاد جنانے کے قابل ہے یا عورت دو چار روز کی مشق سے اس کی طاقت کا اندازہ کر کے یقین کریگی کہ بیشک اس سے لڑکا پیدا ہو جانیکی امید ہے؟ اور اگر باوجود طاقتور پانے کے بھی اس کے نیوگ کرنے سے بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہو گئی تو پھر اسی پہلے نیوگی سے نیوگ کرایا جائیگا یا کسی دوسرے کی تلاش کرتی پھریگی؟ اور ایسی عورت کے ساتھ جسکا کہ خاوند زندہ ہے مگر اولاد جنانے کی قابلیت اس کی منی میں نہیں رہی نیوگ کرنے والوں کو اس خاوند یا اس کے خاندان یا عورت کی طرف سے کیا معاوضہ ملیگا؟ اور ایسا نیوگ کرانے کے لئے صرف خاوند کی اجازت اور رضامندی ہی کافی ہے یا حسب سومات بیاہ عورت کے خاندان والوں کی بھی صلاح لے لینی چاہیے؟ اور اگر وید آگیا کے مطابق عورت تو چاہے کہ میں نیوگ کر کے اپنے روگی شوہر کا نام روشن کروں مگر روگی شوہر غیرت دار ہو کر رضامند نہ ہو یا اس کے برعکس کوئی عالی حوصلہ شوہر اجازت دیدے اور رضامند بھی ہو جاوے مگر عورت اپنی شرافت اور حیاداری کی وجہ سے اس ذلت کے کمینہ پر عمل نہ کرے تو پھر کیا کیا جاوے گا۔ کیونکہ نیوگ کے روکنے میں تو پاپ ہے؟ اور نیوگ کرنے والا اس روگی خاوند کے گھر میں آکر نیوگ کریگا یا اس کی جورو نیوگی کے گھر جا کر جام وصل پیئے گی؟ یا کوئی نیوگ مندر بھی علیحدہ الگ بنایا جائیگا جیسا کہ **جگناتھ** کے نیوگ مندر بنے ہوئے ہیں جن کا ذکر آریہ مسافر نومبر ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۸۶ پر اس عبارت میں کیا گیا ہے کہ

"مندر کے ہر چار طرف قدآدم فحش تصویرین نمایاں شکل مین بنی ہین۔ ہم سمجھتے ہین۔ کام شاستر خواہ کوک شاستر کا مشکل سے کوئی آسن ہوگا جو یہان جگناتھ جی کے مندر مین نہ دکھایا ہو۔ جس مکان مین ہم ٹھہرے تھے وہان ایک مندر کے پیچھے چار فحش تصویرین اسی قسم کی بنی ہوئی موجود تھین۔ لوگ کہتے ہین کسی زمانہ مین یہ وام مارگ کا مندر تھا۔ اس لئے یہ نقشے ذہن نشین کرنے کے لئے بنا دیئے گئے تھے مگر ہماری دانست مین اس کے سوا کوئی اور بھی بات ہوگی"۔ دیکھو۔

مہر سپال یہ تمہارے قدیم آریون کی عبادت گاہ کا ایک نمونہ ہے جس سے ہر شخص معلوم کرسکتا ہے کہ وہ کیسے پوتر چلن کے بزرگ ہون گے۔ ستیم۔ شیم۔ شیم۔ پھر یہ بتاؤ کہ پردیس مین گئے ہوئے شوہر کی واپسی پر جو ساری کمائی نیوگی کی لیکر اصلی شوہر کی بغل مین نیوگن آبیسے گی تو ایسی صورت مین اس جاہل کسان سے بھی زیادہ بیوقوف نیوگی کو کیا پھل ملیگا اور ان ایام مین اگر نیوگن کو نیوگی ایسا پسند آگیا ہو کہ اس کو وہ چھوڑنا نہین چاہتی تو اصلی خاوند پھر کیا کریگا اگر بھی وہ پابندی کی جو روبغیر اجازت اپنے پتی کے کسی غیر مرد سے آشنائی کرلے اور اس سے اسقدر محبت ہوجاوے کہ وہ اصلی خاوند کی صورت دیکھنے کی بھی روادار نہ رہے بلکہ اس فکر مین ہو کہ کس طرح اس دیوث کو زہر دیکر چلتا کرون اور اسکا علم پورے یقین کے ساتھ شوہر کو ہوگیا ہو تو ایسی صورتمین اس عورت کیلئے وید کی کیا آگیا ہے اور اس شوہر کو کیا کرنا چاہیے؟

اے دیانندی دوست صرف یہ دس سوال بطور استفسار علاوہ ان اعتراضونکے جو جابجا اس مضمون مین کئے گئے ہین پیش کرکے تمہارے کانشنس کی شہادت تمہارے ہی پر مشتری کی قسم دے کر تم سے چاہتا ہون کہ کیا تمہاری مردانہ غیرت اور شریفانہ حمیت ویدانندی تعلیم سے بالکل مسخ ہوگئی ہے کہ جس سے تم اس دیوثانہ حرکت کے برداشت کرنیکے واسطے ہمہ تن تیار ہوگئے ہو کہ یہ بے شرمی کا کام تمہارے گھر مین تمہارے

سامنے اپنے ہاتھوں سے ہوکر تمہارے جیتے جی نیوگ کے بہانہ سے تمہارا چھوٹا
یا بڑا بھائی یا برادری میں سے کوئی مسٹنڈا تمہاری پیاری بیوی پر صحبت کی غرض سے حملہ
کرے بلکہ باجازت دیانند کام بھی کر ڈالے اور تم باوجود قوت شہوت اور طاقت
اور روبرو موجود ہونیکے پاس کی کوٹھڑی میں الگ بیٹھے خاموش دیکھا کرو اور کچھ بھی
چون وچرا نہ کرو اور تمہاری نظروں کے سامنے ایک غیر مرد تمہارے سہر و رنگی
منکوحہ اور برات کی بیاہتا سے جو نام و ننگ کے خاندان سے آئی تھی ہمخواب اور بغلگیر
ہو اور صرف بوس وکنار پر بس نہ کرے بلکہ حرکت دل شکن سے تمہاری ساری
عزت وآبرو کو خاک میں ملادے اور پھر بھی ذرا غیرت تمہاری جوش نہ مارے میں اس
بات کو خوب جانتا ہوں کہ کس قدر ایک شریف انسان کو قدرتی اور طبعی طور پر اپنی
عورت کے لئے حمیت اور غیرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ایک غیرتمند انسان
تھوڑے سے گمان بد پر اپنی عورت کو قتل بھی کردیتا ہے اور زنا کی حالت میں تو ٹکڑے
ٹکڑے کرکے کتوں کی طرح پھینکدیتا اور اپنے لئے ایک بے شرمی کی زندگی کے بدلے
مرنا قبول کرلیتا ہے۔ پھر میں نہیں سمجھتا کہ تمہارا دیانند یا وید یہ کیسی ہدایت لایا کہ جو انسانی
فطرت کی طبعی شرم وحیا کے بالکل برخلاف ہے۔ کیا کوئی شریف۔
الطبع سلیم الفطرت اس بات پر راضی ہوسکتا ہے کہ اولاد کی خواہش سے یا لڑکیوں کی
کثرت کے بعد لڑکا پیدا ہونیکی تمنا سے ایک اجنبی کو اپنے گھر میں آپ بلا لاوے اور
اپنی عورت کو اس سے ہمبستر کرا دے اور آپ الگ بیٹھا دل میں پیچ
وتاب کھاتا رہے۔ کیا اسی تعلیم کو پرمیشر کا گیان کہتے ہو۔ ایسے بیٹے کی
خواہش پر بھی ہزار لعنت ہے جس کی والدہ اپنا عزیز جاو ید بھید ہر غیر مرد
کے آگے پڑتی ہے اور تف اس اولاد پر جو حرامکاری کے ذریعہ سے حاصل
کی جاتی ہے۔ دنیا میں کنجر سب سے زیادہ بے شرم اور فاسق قوم ہے مگر وہ بھی

اپنی جوروؤں اور بہوؤں سے حرامکاری نہیں کراتے۔مگر تم پر افسوس کہ تم جائز رکھتے ہو کہ تمہاری بہو بھی تمہارے بیٹے کے سوا کسی اور کے پاس جاوے۔انسانی کانشنس اسکو ہرگز قبول نہیں کرتی اور انسان کی فطرتی غیرت ہزار بیزاری سے اس پر لعنت بھیجتی ہے انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی مرغیوں کے لئے اور ایک کتا بھی اپنی کتیا کے لئے غیرت رکھتا ہے۔مگر حیف ہے تمہاری حالت پر کہ تم میں حیوانات کے برابر بھی غیرت نہیں۔اگر غیرتمند ہوتے تو چلو بھر پانی میں ڈوب کر مرجانا پسند کرتے مگر یہ تعلیم کبھی نہ قبول کرتے۔یاد رکھو اور اس خدا سے ڈرو جو ہرگز ناپاکی کے راہوں کو پسند نہیں کرتا۔وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اسکے بندوں میں زنا پھیلے اور حرامی اولاد پیدا ہو اے نادانوں۔اگر نیوگ زنا نہیں ہے تو اور کیا ہے زنا کی تعریف تو کرکے بتاؤ اور نیوگ و زنا میں فرق کرکے دکھلاؤ۔اے تمام دنیا و مافیہا کے مالک و خالق خدا تو اس قوم کو اس لعنت سے بچا۔آمین!

اتمام الکلام

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے ۔۔۔ دین و دنیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دین میں ہے ایسی بےشرمی ۔۔۔ عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار ۔۔۔ ان کی شیطان نے عقل ماری ہے
وید کی کھل گئی حقیقت کل ۔۔۔ اب تو ناحق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی ۔۔۔ وہ دیانند کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو ۔۔۔ جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم ۔۔۔ اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چپکے چپکے حرام کرواتا ۔۔۔ آریوں کا اصول بھاری ہے

زن بیگانہ پر یہہ شیدا ہین ؛ جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
ہائے سو خفتن ہین ان کے مرد ؛ ان کی ناری ہر ایک ناری ہے
واہ وا کیا دہرم ہے کیا ایمان ؛ جس مین واجب حرامکاری ہے
آریو! دل مین غور سے سوچو ؛ شرم و غیرت کہان تمہاری ہے
کچھ نہین سوجھتے یہ دشمن شرم ؛ کیسی پوشیدہ ایک یاری ہے
مرتکب اس کا ہے بڑا دیوث ؛ اعتقاد اس کا بدشعاری ہے
غیر مردون سے مانگنا نطفہ ؛ سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے ؛ وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
ہے وہ چنڈال دشٹ اور پاپی ؛ حیف اس کی کوئی چماری ہے
ہین ہزارون نیوگ کے بچے ؛ آریہ دیس مین یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار ؛ یہہ نہ اولاد قہر باری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے ؛ ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط ؛ یار کی اس کو آہ وزاری ہے
وش سے کروا چکی رنا لیکن ؛ پاک دامن ابھی بچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہین ؛ جن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر مین لاتے ہین اسکے یارون کو ؛ ایسی جورو کی پاسداری ہے
لالہ صاحب فدا ہین جورو پر ؛ وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
شرم و غیرت ذرا نہین باقی ؛ کس قدر ان مین بردباری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہین ؛ خوب جورو کی حق گذاری ہے
تا کہ کراوین پھر اسے گندی ؛ پاک ہونے کی انتظاری ہے
خاک مین ملتے ہین پسر کے لئے ؛ کیا مزاجون مین خاکساری ہے

قابل شرم بھیک لیتے ہیں	بھیک کی رسم یہہ نیاری ہے
گھر بہ گھر ہین نیوگ کے چرچے	بیحیا ہے یہ شرم ساری ہے
گو زمانہ مین روشنی پھیلی	ان پہ اندھیر اب بھی طاری ہے
کیا کرین وید کا یہی ہے حکم	ترک کرنا گناہ گاری ہے

بالیقین نخل آریہ کے لئے ؎

صاعقہ ہے یہ تیز آری ہے ؎

ہم دیانندی لٹریچر ختم کر چکے تھے کہ ایک بات اور یاد آگئی جو دیانند کی فطرت کا فوٹو اور ویدک تعلیم کا لُبّ لباب اور حمل ٹھیرانے کا نیا چٹکلہ ہے۔ اس لیئے اس کو بھی آخر مین بیان کر دیتے ہین۔ تاکہ پبلک کو دیانندی لٹریچر کے بارے مین یقین کا درجہ حاصل ہو جاوے کہ وہ کس قدر فحش ہے۔ نیز ناواقف دیانندیوں کو اس چٹکلے پر عمل کر کے دیتر ادھر حمل ٹھیرانے کا ڈھب آجاوے ناظرین اس مقام کو ذرا سنبھل کر سنیں۔

دیانند نے مرد کے منی ڈالنے اور عورت کے منی کھینچنے کی ترکیب بیان کرتا ہے

کہ جب دیرج (منی) کے رحم مین گرنے کا وقت ہو اس وقت عورت مرد دونون بیحرکت ناک کے سامنے ناک۔ اور آنکھ کے سامنے آنکھ یعنی سیدھا جسم رکھین اور ہلین نہین مرد اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑے اور عورت دیریہ (نطفہ) حاصل کرنیکے وقت آپان وایو (سانس) کو اوپر کھینچے جائے مخصوص کو اوپر سکوڑ دیریہ (نطفہ) کو اوپر کشش کر کے رحم مین ٹھیرا دے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۱

نمبر ۳۴

واہ رے دیانند کیا ستیاس کے جوہر دکھائے ہیں اور کیسے کیسے تجربے تو نے بال برہمچاری رہکر حاصل کئے ہیں۔ آریہ عورتوں کو تو تیرے پر قربان ہو جانا واجب ہے۔ یہ مزے اور یہ آسن بھلا تیرے بغیر کہاں سے کوئی سیکھ سکتا ہے تیرے جیسوں کی ہی یادگاریں جگناتھ کے مندروں پر نقش ہو رہی ہیں جنکو دیکھکر آریہ مسافر بھی کہتا ہے کہ کوک شاستر کے تمام آسن اُن فحش تصویروں میں دکھائے گئے ہیں۔ اور ان تصاویر کا مطلب وہ کچھ اور ہی سمجھتا ہے۔ اور مطلب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ ایسے مہاتماؤں کے لچھن ان سے نظر آتے ہیں چونکہ وہ زمانہ ویدوں کی اندھکاری کا زمانہ تھا اس لیئے تصاویر بنا بنا کر شہوت پرستوں نے اپنے جوہر دکھائے تھے اب روشنی علم کا دور ہے ایسے زمانہ میں تصاویر بنانے سے بالکل پردہ دری ہوتی اور قانون مانع تھا لالہ دیانند جی نے الفاظ اور حرفوں میں وہی نقشہ کھینچکر پچھلا زمانہ یاد دلا دیا ہے۔ کیا کمبخت دھرمپال اب بھی یہی کہتا رہے گا کہ دیانندی لٹریچر پاکیزہ اور اسلامی لٹریچر گندہ ہے؟ اگر یہی اس کی ہٹ ہے تو خلل دماغ کے لاعلاج مرض میں مبتلا سمجھا جائے گا۔ ورنہ قائمی حواس کا ثبوت اس فحش کو فحش تسلیم کر کے جلد پیش کرے۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو
اب آگے تم کو لازم ہے بچارو

سوامی دیانند کی تصنیف پر عدالت کا فیصلہ

نیوگ جبکہ اپنی کیفیتون کے لحاظ سے زنا کاری اور انسان فروشی وغیرہ جرائم کے ہم شکل ہے ۔ اگر اسکو صرف اولاد لینے کے بہانہ سے جائز قرار دیا جاوے ۔ تو ہر قسم کے جرائم اور بداخلاقیون اور ظلمون کو مختلف قسم کے حیلوں اور بہانوں کی بنا پر جائز ٹھیرانا اور رواج دینا آسان ہوگا ۔ اور اس لئے اس ایک جرم کا رواج ہزارہا جرائم کا دروازہ کھول دیگا ۔ اور اس کثرت سے ملک مین جرائم شروع ہوجائینگے جن کا انسداد مشکل ہوجائیگا ۔ اور ملک مین بے امنی پھیل جائے گی ۔ اور تہذیب سے گر کر ملک وحشت اور جہالت مین غرق ہوجائیگا اور اُسی قدیم زمانہ کے بن باسی جنگلی آریوں کی طرح گئو پالن زندگی کی طرف تنزل کرجائیگا اسی لئے قانون سرکاری کے رو سے بھی بیاہی عورت کا اپنے خاوند کی موجودگی مین کسی غیر سے کسی حالت مین ہم بستری کرنا زنا کاری ہے ۔ اسی کے متعلق صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع پشاور نے بمقدمہ مہر چند بنام گنگا بشن وغیرہ نیوگ کو زنا کاری کی رسم بتایا ہے ۔ اس فیصلہ سے چند فقرے ہم یہان نقل کرتے ہین ۔ دیکھو سناتن دھرم گزٹ اپریل ۱۹۰۴ء ۔ و الحکم ۳۰ اپریل و ۱۰ مئی و البدر ۸ ۔ ۱۶ مئی ۱۹۰۴ء

۱۸۹۲ء کے آغاز مین ایک سناتن دھرم اودیسی صاحب نے پشاور مین ایک رسالہ چھپوایا جس مین نیوگ اور سوامی دیانند کے قائم کئے ہوئے اصولوں پر مذاق اڑایا تھا ۔ آریہ سماجی مہاشے اس قسم کے رسالے سے جل بھن گئے اور انہون نے مصنف رسالہ ہذا کے برخلاف

جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب پشاور کی عدالت
مین ایک مقدمہ دائر کردیا۔ بعد سماعت مقدمہ ھذا
جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے پوری جانچ
پڑتال کے بعد آریہ صاحبوں کا دعوے خارج کردیا
مین (ایڈیٹر مسلمان دہرم گزٹ) ایک دو فقرے عدالت
کے فیصلہ مین سے ترجمہ کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ آریہ
سماجون نے صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے فیصلہ
کی اپیل صاحب سشن جج کی عدالت مین دائر کی۔
عدالت اپیل کے فیصلہ کا بھی ایک فقرہ درج کرتا ہون۔
فیصلہ (عدالت ابتدائی) ان (دیانندی) مسائل
اور اصولوں مین سے بعض اصول تو بیشک
ہر ایک عام فہم آدمی کے معیار اخلاق کے برخلاف
ہین۔ اور ایک ایسے آدمی کے لیئے جو اپنے آپکو مذہبی
(یا روحانی) رہنما ظاہر کرتا تھا ایسے مسائل اور اصولون کو
ستیارتھ پرکاش جیسی دہرم پستک
مین جگہ دینا بالکل نامناسب حرکت تھی۔
اس بات سے انکار نہین ہو سکتا کہ دیانندجی کی خاص
دہرم پستک ستیارتھ پرکاش مین فن
مجامعت کی تعلیم درج ہے مدعی
(دیانندی) خود اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ ان
اصولون پر جن مین ایک بیاہی ہوئی عورت کو لینے

اصلی خاوند کے جیتے جی کسی دوسرے بیاہے ہوئے آدمی کے ساتھ ہمستری کی ہدایت پر ایمان رکھتا ہے یہ رسم بیشک و شبہ زناکاری ہے اس واسطے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیانند کے چیلے اسکے مندرجہ بالا اصولوں پر ایمان لاتے ہوئے رسم زناکاری کا آغاز کر رہے ہیں۔ اور اگر ان (اصولوں) پر ان کا یقین اسیطرح رہا تو وہ اس (زناکاری) کو زیادہ ترقی دینگے مدعا علیہ نے راستبازی سے ایک برہنہ حقیقت کو قلم بند کیا ہے۔ فیصلہ (عدالت اپیل) دیانند کے اصول اس قسم کے ہیں کہ وہ اہل ہنود اور دیگر مذاہب کے حسن اخلاق کی سخت اہانت کرتے ہیں اور اس کتاب (ستیارتھ پرکاش) کے چند حصے خود بھی نہایت ہی فحش ہیں۔ سناتن دھرم گزٹ۔

کہو جی دہرمپال! اب تو پوری تسلی ہوگئی یا اب بھی بیحیائی کی عینک آنکھوں پر لگا کر یہی کہنے جاؤ گے کہ ابھی کسر ہے ابھی کسر ہے۔ یہ ہے خدا کا فضل۔ یہ ہے اسلام کا معجزہ۔ یہ ہے صداقت نبوت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثبوت کہ جو الزام بے ایمانی سے تم نے اسلام پر فحش کا لگایا تھا وہ تم پر الٹ کر ایسا پڑا کہ جس کا جواب نہیں غیرت ہو تو ڈوب کر مر جاؤ اور یہ منہ کسی کو نہ دکھاؤ دیکھا یہ ہے خدا کا مکر۔ اس طرح سے وہ خیر الماکرین ہے۔ ؎

اب بھی خودی سے باز تم آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں

کبتک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں

کیوں کر کر دو گے رد جو محقق ہے ایکبات ۔ کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب ۔ پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاوگے یا نہیں

لگتے ہاتھ ایک اور ثبوت نیوگ کے ناپاک اور گندہ ہونیکے متعلق ہم نقل کرتے ہیں لالہ ٹھاکر داس صاحب وکیل چیف کورٹ نے جو پہلے آریہ سماجی تھے اور بعد واقفیت و تحقیق دیانندی مذہب کو چھوڑ کر اپنے اصلی مذہب سناتن دھرم میں واپس ہوئے ایک رسالہ نیوگ آدی پرچار کھنڈن" تصنیف کر کے سناتن دھرم پریس امرتسر میں طبع کرا کر شائع کیا ہے ۔ اس کے صفحہ ۴ پر وہ حسب ذیل رقم طراز ہیں کہ :۔

ہم نے اپنی سماجک زندگی میں اور بعد علیحدگی بھی مسئلہ **نیوگ** پر گہرا وچار کیا ہے ۔ اور اس کے موئد و مخالف حوالہ جات کو غور سے پڑھا اور سنا ہے ۔ آریہ سماجی پیشواؤں اور سناتن دھرمی پنڈتوں اور دونوں (عالموں) سے اسکے سمجھنے کے لئے کامل مدولی ہے ہم اس محققانہ تجسس اور تفحص کا نتیجہ عوام کے سامنے پیش کرتے ہوئے ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ **نیوگ** سے بڑھکر **غیر مہذب** ۔ **شرمناک** ۔ اور **گندہ مسئلہ آج تک کسی قوم کے ہادی نے پرچار (اظہار) نہیں کیا** ۔ صفحہ ۴ ہٰذا

ایک اور ثبوت سناتن دھرم والوں کی شہادت سے اس زناکاری کی رسم نیوگ کا ہم پیش کرتے ہیں ۔ رجگنا تھ داس سناتن دھرم مرادآبادی نے دو ورقہ دیانندی دھرم کا نمونہ" شائع کیا ہے جسکے صفحہ ۴ پر ایک نظم زیر عنوان "

دیانندی کرتوت" لکھی ہے اسکے چند شعر یہ ہین۔

محقق تھا نہین ہرگز دیانند ؛ سراسر لغو اس کی گفتگو ہے
نیوگ اس نے لکھا ہے حاملہ کو ؛ کہو تو عقل کی یاں کچھ بھی بو ہے
رہے خاوند ایک مدت جو پردیس ؛ جنے عورت اپر وہ سرخرو ہے
جماع ایک زن کو دس مردون سے بتلائے ؛ غضب ہے آریون کا وہ گرو ہے

پنڈت رلیا رام شرما ایڈیٹر سناتن دہرم پرچارک امرتسر ایک ٹریکٹ "آریہ سماج کی تعلیم" نمبر اول کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہین کہ۔

"آریہ سماج ایک اس قسم کا فرقہ ہے کہ جس نے قریباً تمام مذہب کے بزرگوں کی ہجو کرنے مین کسر باقی نہین رکھی ہے۔ لطف یہ ہے کہ تمام کی تعلیم کو بیہودہ گندی ناپاک وغیرہ بتا کر اس بات کی لاف ماری جاتی ہے کہ آریہ سماج کی تعلیم پوتر اور پاکیزہ ہے۔ حالانکہ آریہ سماج کی تعلیم اس قسم کی گندی تعلیم ہے کہ خدانخواستہ اگر ملک مین رائج ہو جاوے تو ملک کے برباد ہونے مین کوئی شک و شبہہ نہین ہے" بلفظہ۔

اب ہم اُن مزید ثبوتون کو جو دیانندی لٹریچر کے فحش ہونیکے بارے مین ہمارے پاس ابھی اور باقی ہین کسی دوسرے موقعہ کے لئے محفوظ رکھکر جھوٹے کو اُسکے گھر تک پہنچا کر ناظرین کو مختصراً دیانند کا کچا چٹھا سناتے ہین جس کو جگناتھ داس مرادآبادی ہندو نے لکھا ہے۔

دیانند کی چند رنگتین اور اُسکا کچّا چِٹّھا

مطبوعہ سناتن دہرم پرچارک امرتسر

دیانند کس ذات اور کس شہر اور کس شخص کا بیٹا تھا۔ یہ بات ہنوز کسیکو اصلی طور پر معلوم نہین۔ اوس (دیانند) نے اپنے زندگی کے حالات ۱۸۷۹؁ع کے تھیوسوفسٹ انگریزی اخبار مین خود طبع کرائے تھے۔ اس کا ترجمہ دلپت رائے جگراؤں والے نے اردو مین کیا ہے۔ سو وہاں دیانند نے اپنے باپ کا نام اور اپنے خاندان کے مسکن کا پتہ بتانیکی نسبت جو کچھ عذر لکھا ہے۔ سراسر خلاف عقل ہے۔ خیر ہمکو اس سے کچھ غرض نہین۔ اس کا جو حال ہمیں معلوم ہے وہ لکھتے ہین ؎

سوانح عمری مذکور کے صفحہ ۲۱ پر دیانند کا قول ہے کہ مجھکو ایک برہم چاری ملا۔ جس نے مجھے صلاح دی کہ بہتر ہو۔ اگر تم ہمارے فرقے یا تھوک مین شریک ہوجاؤ چنانچہ مین ان کے تھوک مین **شریک** ہوگیا۔ اس نے میرا نام **شدہ چیتن** رکھدیا۔ اور میرے کپڑون کو اس نے اپنے کپڑوں سے بدلوادیا۔ کہ جو خود پہنے ہوئے تھا۔ صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے کہ۔ برہمانند وغیرہ ست پرشون نے مجھکو پورا پورا یقین دلادیا کہ برہم یعنی **ایشور** میرے وجود سے علیحدہ **کوئی چیز نہین** ہے۔ جیو (روح) اور برہم (ایشور) کی یکتا کا نتیجہ اور یقین مجھے اچھی طرح سے **ثابت** کرادیا ہے۔ پہلے بھی اکثر میرے دل مین یہ بات آتی تھی۔ لیکن آج ان **مہاتما پرشون** نے اس بات کو میرے دل مین پوری طرح سے **ثابت** کرکے دکھلادیا اور مجھے پورا پورا **یقین ہوگیا** کہ برہم (خدا) **مین ہی ہون**۔ صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ سے ظاہر ہے کہ پرمانند سرسوتی نے اسکو سنیاسیوں کے چوتھے درجہ مین شریک کرلیا۔ اور اس کو ایک ڈنڈ دیا اور اسکا نام

دیانند سرسوتی رکھدیا صفحہ ۶ پر لکھا ہے کہ پہر مین مشہور و معروف مقامات و متبرک تیرتہوں کی جاترا کے واسطے اوران کے درشن کے لئیے روانہ ہوا صفحہ ۵۶ و ۵۷ پر لکھا ہے کہ مجھکو ایک لاش دریا کے اوپر بہتی ہوئی ملی مین نے اسکو دریا سے نکالا اور تیز چاقو سے کاٹنا شروع کیا۔ (کیون نہ ہو برہمن اور سنیاسی جو تھے) صفحہ ۸ پر چنڈال گڈہ کے ذکر مین لکھا ہے کہ اس جگہ مجھے ایک بڑا عیب لگ گیا یعنی مجھ مین بہنگ کے استعمال کرنیکی عادت ہوگئی۔ اور بعض اوقات اس کے اثر سے مین بالکل مدہوش ہو جایا کرتا تھا۔ انتہے بلفظہ صفحہ ا و ۲۔

ناظرین غور فرماوین کہ یہ شخص پیشتر ایک برہم چاری کا چیلا تھا جس نے اس کا نام شدہ چیتن رکھا پہر برہمانند وغیرہ کی صحبت سے اس کو پورا یقین ہو گیا کہ خدا مین ہی ہون بعد ازان پرمانند سرستی شنکر اچاریہ مت کے سنیاسی نے اس کو اپنا چیلا بنایا اور اس نے دیانند اس کا نام رکھا۔ مدت مدید اسی مذہب مین رہا اور اپنے آپ کو خدا سمجھتا رہا بعد ازان بہنگڑ بنا اور بہنگ پیتا رہا۔ اسکے بعد متہرا مین رہکر ورجانند اندہے کے پاس ویاکرن پڑہتا رہا۔ دیکھیئے اس شخص نے کتنے رنگ بدلے اور کتنے مذاہب اختیار کئیے کس کس کا چیلا بنا اور کس کس کو ترک کیا جس نے مدتوں دعوئے خدائی کیا اس سے بڑھکر کافر اور ناستک کون ہوگا پہر ایسے شخص کی گفتار اور رفتار کا کیا بھروسہ۔ یہ بہت ہی مختصر حال اسکا سر دست ہدیہ ناظرین ہے انشاء اللہ مفصل لائف اس کی جو بالکل تاریکی مین پڑی ہوئی ہے دوسرے حصہ مین پبلک کے سامنے پیش کرین گے۔

بیحیائی کی حد ہوگئی

دیانندی چیلے ڈنکے کی چوٹ نیوگ کرنے لگے حیا و غیرت کو بالائے طاق دہکر پردہ کے نیوگنون کی تلاش ہونے لگی اسوقت میرے سامنے اخبار الحکم جلد ۴ کا نمبر ۱۲ مورخہ

کھلا ہوا رکھا ہے اس کے صفحہ (۹) کالم سوم پر نیوگ کا اشتہار دیکھکر میرے رونگٹے کھڑے
ہوگئے اور اسکو پڑھکر جس قدر حیرت اور تعجب مجھے ہوا وہ زبانِ قلم سے بیان نہیں ہو سکتا
اسمیں شک نہیں کہ نیوگ جیسی حیا سوز تعلیم پر آریہ سماج میں اندر ہی اندر برابر عمل درآمد ہوتا
ہے جس سے ہمکو سروکار نہیں کیونکہ "محتسب را درونِ خانہ چہ کار" اولاد حاصل کرنیکے لئے آریہ
مہاشئے جو چاہیں کریں کسیکو کیا غرض۔ مگر ایسے کھلے بندوں اشتہار دیکر دوسری عورتوں
کو اپنے پاس مباشرت کیلئے بلانا ہمارے خیال میں ایک ایسا فعل ہے جو بعض قانونی دفعات کے
نیچے آسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض اولاد کے خواہشمند آریوں کے منہ سے اشتہار کو دیکھکر رال ٹپک
پڑی ہو اور اپنے دہن بھاگ سمجھکر کسی بے غیرت نے اپنی استری کو اس پوتر کرم کیلئے
دیانندی پاک تعلیم کے بموجب اجازت دیدی ہو لیکن ہماری نظر سے **نیوگن** کیجانب
کا کوئی اشتہار بجواب اس اشتہار کے کسی اخبار میں نہیں گزرا۔ اس لئے ہمیں ضرورت
پڑی کہ **مہاشئے** وہر میال جی سے اسکی بابت کچھ معلومات پیدا کریں کہ براہ مہربانی
وہ کالو رام مشتہر سے یا اگر انکو معلوم ہو تو خود اپنی واقفیت سے اطلاع دیں کہ بیچارے
"نپتے آریہ سماجی" کو کس **عالی حوصلہ پتی** نے اپنی استری ابہرشٹ کرنیکو دی
اور کونسی نیک بخت **شریمتی نے نیوگ کا دان** حاصل کیا۔ اور اس اشتہار
کا بالآخر کیا نتیجہ ہوا ہے یہ تو ممکن نہیں کہ آریہ قوم نے ستیارتھ پرکاش اور دیانندی تعلیم کو ماننے کے بعد
بھی ایسے مہاتما دیانندی کو عزت کی نظر سے نہ دیکھا ہو جس نے کہ پوری تعمیل دیانند کی کر کے
علی الاعلان نیوگ کرنا چاہا اور اسکو کوئی نیک بخت **بیوہ** یا بیاہی ہوئی جسکا [illegible] گی یا
لاولد ہو نہ ملی ہو اور یہ بھی غلط ہے کہ دیانندی قوم میں سب صاحب اولاد یا تندرست
ہیں جن کو بیویوں سے نیوگ کروانیکی ضرورت نہیں۔ پس بوجوہات مذکورہ اس اشتہار
کے بموجب نیوگ ہوا ہوگا اور اس کا نیک نتیجہ (حرامی بچہ) بھی پیدا ہو گیا ہوگا۔ اس
نیوگن کا پتہ اور اس بچہ کا نام ہمکو بتلایا جاوے تاکہ ایک امر تو پایۂ ثبوت پر پہنچ جاوے

کہ نیوگ کروا کر ضرور لڑکا پیدا ہو جاتا ہے اور ایسا بچہ جو اشتہاری نیوگ کے ذریعہ سے پیدا ہوا ہوگا قوم میں خاص اعزاز اور وقعت کی نظر سے دیکھا جانیکے علاوہ دہرماتما بھی سمجھا گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ شرطیہ دیانندی نسخہ کا حاصل ہے۔ ہر میاں خوب تحقیق کر کے اسکا جواب دے۔ نیوگی اشتہار ہم نقل کئے دیتے ہیں جو یہ ہے۔

اشتہار نیوگ

میرے ایک متر ذات کے کتہری عمر چالیس سال تک پہنچ چکے آریہ سماجی صحت عمدہ بسبب نہ ہونے سنتان (اولاد) کے۔ پہلی بیوی میں سے جو کہ بیمار ہے کسی ایسی یوگ بدہوا (بیوہ) سے یا جس کے ہان اسکے پتی سے سنتان (اولاد) نہوتی ہو صرف واسطے سنتان اُتپتی (اولاد پیدا کرنے) کے سوامی (دیانند) جی کی ہدایت کے بموجب نیوگ کرنا چاہتے ہیں اگر کسی آریہ سماجی کے خاندان میں ایسی استری ہو اور وہ استری بھی اس کام کے لیئے دھرم انوکول سب طرح تیار ہو تو ذیل کے پتہ پر خط و کتابت فرماویں۔ ایک آریہ سماجی معرفت کالو رام مسافر ستہو کیپر ملٹری ورکس سروس میانمیر ۔ آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء صفحہ کالم ۱

نیوگی مشتہر دو قسم کی نیوگنوں سے حصول مطلب کی درخواست کرتا ہے یا تو بیوہ ہو یا زندہ خاوند والی عورت ہو جسکا خاوند روگی ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ہر دو نیوگنوں کو کم از کم ایک ایک بچہ تو اپنے لئے اور ایک ایک بچہ نیوگی کے واسطے جننا پڑیگا۔ اسلئے کہ جانبین لاولد ہیں۔ اور یہ بھی ضروری ہونا چاہیئے کہ ہر دو بچے زندہ بھی ہیں ورنہ اگر انمیں سے ایک طرف کا بچہ کہیں مر گیا تو اس طرف والے کو پھر نیوگ کرنا پڑیگا۔ ایک اور مصیبت بھی ہے کہ اگر نیوگن کا بچہ مر گیا تو وہ پرانے نیوگی سے ہی دوسرے بچے کی لین دار ہے اور جو نیوگی والا مر گیا تو اس کو جدید نیوگن ڈہونڈہنی پڑے گی کیونکہ پہلی نیوگن تو بچہ وار ہے وہ اب کیوں نیوگ کرنے لگی تاوقتیکہ اس پر شہوت غالب نہ ہو جو نیوگ کی محرک ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ نیوگ کی تلی کچھ ایسی الجھی ہے کہ ہر میاں بھی سر پٹکا کرے۔ سلجھنے والی ہی نہیں۔ آخر میں ایک نظم اور اشتہار انعامی بکصد روپیہ لکھکر حصہ کو ختم کرتے ہیں *

سُنو دھرمپال

خدا سے ہو کے منکر کیوں یہ دہریت تجھے بھائی
کہاں سے تجکو اے ظالم تری قسمت کہاں لائی

چہ سود از رہبر کامل تہیدستانِ قسمت را
تری حالت پہ یہ ضرب المثل کیسی درست آئی

نہ تو اسلام کو سمجھا نہ کچھہ اسلام کو برتا
نہ یہ لذت کبھی چکھی نہ یہ نعمت کبھی پائی

فقط اسلام ہی اک دین برحق آب حیوان ہے
اسی سے پائی ہے جس نے حیاتِ طیبہ پائی

کرشن و رامچندر سب اسی ملت کے واعظ تھے
گرو نانک اسی اسلام کا تھا ایک شیدائی

خدا کا نور چمکا ایکدم پھر کوہ فاراں پر
بہار پھر ان اسلام کے گلزار میں آئی

خدا کے فضل سے سارے نوشتے ہو گئے پورے
محمد پہلوانِ حق نے جبدم شکل دکھلائی

وہی کونے کا پتھر تھا گرا جس پر سے پیسا
نہ قیصر کی خبر آئی نہ لی کسریٰ نے انگڑائی

مبارک وہ جو آیا نام پاکر ابن مریم کا
غلامی سے محمد کی ملی جس کو مسیحائی

ہیوگی دین کا تو بن کے لیڈر کیا اکڑتا ہے
اسی پر ناز ہے تجھکو عجب ہے تیری دانائی

ستم ہے علم و عقل و ہوش کھو کر تو ہوا رسوا
ترے پیچھے ہی تو پیچھے ہر جگہ پھرتی ہے رسوائی

یہی ہے گیان اتنو کا کہ بیوی غیر کو دیکر
نہ تجھکو شرم کچھہ آئی نہ تیری قوم شرمائی

بہت مدت سے ہے تو کر رہا اسلام پر حملے
سنبھل اے مرد ناداں دیکھ اب باری مری آئی

تری اکڑ و زباں تیری دلیلیں دیکھ لیں ہمنے
ہمارے سامنے تجھسے نہ کوئی بات بن آئی

جو ہمت عقل لکھکر دکھا میرے مقابل میں
اگر چاہے ملا لے ساتھ اپنے آریہ بھائی

ذرا پھر دیکھنا کیا حال ہوتا ہے برا تیرا
بنا کر چھوڑتا ہوں کس طرح میں تجھکو سودائی

بہت سر چڑھ کے تو بکتا رہا ہے آجتک جاہل
مقابل احمدی کے دیکھ اب شامت تری آئی

بھلا ہتو دکھا منہ زوریاں اپنی تو اے ظالم
مقابل آکے قاسم کے ذرا کر خامہ فرسائی

آریہ سماج کی موت

ناظرین! یہ وہ مضمون ہے جس کا وعدہ ہم نے انٹروڈکشن کے شروع میں کیا تھا اور جس سے دہرمپال اور دیگر دیانندیوں کا آریوں کی موت پر نوحہ خوانی کرنا اور سماجوں کا آپس میں ٹکرا ٹکرا کر مرنا ثابت ہوتا ہے۔ عنوان مندرجہ بالا سختی سزا پانے والوں کے لئے کرموں انوسار۔ دہرمپال نے قائم کر کے اپنے رسالہ اندر بابت اگست ۱۹۰۷ء میں آریہ سماج کی موت اور زندگی پر لکھکر سماجوں کو یہ ٹائٹل عطا کیا ہے جسکی دیگر آریہ اخبارون نے بھی تائید کی تھی۔ اصل بات جو نو آریہ کو اس مضمون کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ صرف اس قدر معلوم ہوتی ہے کہ مختون آریہ کو دیگر آریہ سماجی اپنے زنانہ گھروں میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے اور نو آریہ اس بات پر مُصر تھا کہ اُسے وہی حقوق حاصل ہونے چاہئیں جو جنم کے ہندوؤں کو حاصل ہیں اور مردوں کے علاوہ اسکا عورتوں سے بھی میل جول ہو۔ اس مضمون میں دہرمپال نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ آریہ سماج نے دیگر مذاہب پر اعتراض کرنے میں بڑی طاقت دکھائی ہے۔ اور اس میں وہ اس قدر ترقی کی ہے کہ اسکا ثانی مذہبی دنیا کی تاریخ میں آجتک نہ کوئی ہوا ہے شاید آیندہ بھی کوئی نہ ہو" دہرمپال کا یہ دعوٰے پرلے درجہ کی حماقت اور بُری جہالت کا دعوٰے ہے۔ ورنہ دکھائے کہ آریہ سماج نے کیا کیا ہے۔ اسلام پر اعتراض کئے ہیں تو صرف پادریوں کی قے چاٹی ہے عیسائیت پر منہ آئے ہیں تو دہریوں کی نقل کی ہے بلکہ پادریوں اور دہریوں نے جو اعتراض کئے ہیں آریہ سماج انکے برابر کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ پادریوں اور دہریوں کی طرح دیانندیوں نے بھی اپنا کام صرف یہی رکھا ہوا ہے۔ کہ دوسرے مذہب کے مقدس لوگوں کو گالیاں نکالا اور ان پر اعتراض کرے۔ ہاں اگر کوئی خوبی آریہ ورت میں نکالکر دکھلائی ہے تو وہ صرف نیوگ کا گند ہے۔ چنانچہ نو آریہ نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ آریہ سماج دیگر مذاہب پر حملے کرنے میں

بہت چالاک ہے مگر اپنی اصلاح کا کوئی پہلو پیش کرنے مین بالکل نامراد ہے یعنی
آریہ سماج کی اصلاح کے خانہ مین ایک بڑا بھاری گول صفر لگ رہا ہے
جو زبان حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ مین آریہ سماج کی موت کا پیغام
لیکر آیا ہون " اور پھر لکھتا ہے "جب ہم آریہ سماج مین اندرونی زندگی کیطرف
نگاہ مارتے ہین تو ہمین اس قدر مایوسی ہوتی ہے کہ جس کا بیان ہم لفظون مین نہین
کر سکتے اور بعض لوگون کا یہ خیال کہ آریہ سماج مر گیا ہے یا جلدی
ہی مرجائیگا ہمین سخت شش و پنج مین ڈالدیتا ہے " بالآخر آریہ سماج کی زندگی
کا خاتمہ دھرمپال نے ان الفاظ مین کیا ہے "ممکن ہے ہمارے اس آرٹیکل کو پڑھ کر
بعض اصحاب یہ کہین کہ تم نے آریہ سماج کی کمزوریون کا ذکر کرتے وقت آریہ سماج کے
علمی کامون کو نظر انداز کردیا ہے دیکھو کتنے کالج اور گورو کل چل رہے ہین
بیواؤن کی شادیاں ہو رہی ہین یہ کیسے سر سبز منظر ہین - بیشک یہ سرسبز منظر
ہین - مگر آتش فشان کی چوٹی یا اسکی ترائی کے منظرون کو دیکھکر کیا وہ شخص کبھی خوش ہو سکتا
ہے - جو یہ جانتا ہے کہ پہاڑ کے اندر آگ سلگ رہی ہے جب ہی خروج ہوگا یا ہوتا ہے - یہ
تمام منظر ویرانون مین تبدیل ہو جاتے ہین - آریہ سماج کی تباہی کے دیگر اسباب مین سے
ایک اسکی خانہ جنگی بھی ہے - جسکو دیکھکر بعض لوگ سخت حیران ہو رہے ہین
کہ اسکے بیڑہ کا کیا حشر ہوگا - بعض لوگ اس کو زندگی کے آثار کہکر تسلی پالیتے
ہین - بیشک یہ زندگی کے آثار ہین مگر کیسی زندگی؟ وہ جو دم واپسین ہو - بھیڑیئے کے منہ
مین پھنسا ہوا انسان بھی اپنی چیخ چلاہٹ ہاتھ پاؤن مارنے سے اسبات کا ثبوت
دے رہا ہے کہ مین ابھی زندہ ہون مگر اوس کی زندگی کے دم گنے جا چکے ہین مست
ہاتھی کے پاؤن تلے آیا ہوا انسان بھی زندگی کی علامات کا ثبوت دے سکتا ہے
مگر اس کی زندگی کی گھڑیاں گنی جا چکی ہین موت کے منہ مین پھنسا ہوا انسان

نزع کی حالت مین تڑپتا ہوا اس بات کا ثبوت دے رہا ہے کہ اسمین زندگی ہے مگر وہ زندگی چراغ سحری سے بڑھکر وقعت نہین رکھتی زندگی کی ان **علامات نے** آریہ سماج کو **تحت الثرےٰ** مین پہنچادیا ہے اس زندگی سے **موت اچھی ہے لوگ آریہ سماج سے بیزار ہورہے ہین انکا بیزار ہونا بالکل بجا ہی** اسی نوحہ خوانی اور صدق بیانی دہرمپال پر ہتکاری آریونکا اخبار ستمبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت مین لکھتا ہے کہ "دہرمپال آجکل سماج کے ظرافت آمیز ریویو مین مصروف ہین آپ چونکہ برہم چاری تھے ۔ سنسکرت اور دید کے مطالعہ کیلئے برہمچریہ کا زمانہ صرف کرتے لیکن آپکے دل مین شاستر سے سبق پڑہنے کی بجائے سماج کو سبق پڑہانیکا شوق پیدا ہوا ہے" اور پہر آخر مین لکھتا ہے "آجکل آریہ سماج بھی ایک بہان متی کا کھیل ہوگیا ہے جو **ناتجربہ کار نوجوان** اٹھتا ہے وہ اسکی اصلاح کسی شخص کو خوش کرنیکی غرض سے کرنی چاہتا ہے" یہی پہر آریہ ہتکاری ۲۲ اگست ۱۹۰۶ء کے پرچہ مین نو آریہ کو **قوم اور ملک کا دشمن** بنا کر دہرمپال کی حقیقت ظاہر کرتا ہے۔ ناظرین! اس سوتا موتی کی گرم بازاری ۱۹۰۶ء مین ہی ختم نہین ہوجاتی۔ بلکہ ۱۹۰۸ء تک ایسی آوازین برابر کانون مین آتی رہی ہین کہ آریہ سماج جہان بطبع ہے۔ چنانچہ پرکاش لاہور کا آریہ اخبار ۹ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۲ کالم ۳ مین آریہ سماج کے شہر جھنگ سنت رام کا ایک لمبا مراسلہ زیر عنوان "**آریہ سماج کی موت**" شائع کرتا ہے جسمین سے کچھ اقتباس کرکے ہم آپکو سناتے ہین۔ آریہ سماج کا خیرخواہ پیش کرتا ہے کہ

> آریہ سماج کی موجودہ حالت ایسی خطرناک ہے کہ اگر چند سال اسکو درست نہ کیا گیا تو مین پیشگوئی کر سکتا ہون کہ آریہ سماج کا **نام و نشان صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہوجائیگا** اور ویدک دہرم کا وہ پودا جسکو رشی دیانند نے اینک پرکار کی

تکلیفوں اور مصیبتوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنے دست مبارک سے لگایا تھا خاک میں مل جائیگا اور ذمہ دار لیڈر جن کو سرنگوں اور شرمندہ ہونا پڑیگا۔ پس بہتر ہے کہ آریہ سماج اپنی پوزیشن کو صاف کرے اور اندرونی حالت پر پرچار کرتے ہوئے ظاہری نمایش دھوکہ بازی کو دور کرے۔ اپنی بزدلی اور کمزوری کو خیر باد کہکر ایشر پر بھروسہ کرے۔ کیا انسٹی ٹیوشن کھولدینا ہی آریتو ہے کیا اپنی حالت سدھارنے کا بھی ہم نے کبھی جتن کیا ہے؟ آپ کہیں گے کہ ہفتہ وار یا پندرہ روز کے بعد ہم ضرور سماج میں جاتے ہیں بھجن گاتے ہیں۔ ہر اتوار ستسنگ ہوتی ہے ماہواری چندہ بھی دیتے ہیں۔ سماجک جلسوں میں بھی جاتے ہیں یہ بجا ہے۔ بیس بتیس تیس سال آریہ سماج کے ممبر بنے گذر گئے پھر بھی تیلی کے بیل کی طرح جہاں سے چلے تھے وہاں کے وہاں کھڑے ہیں۔ شاید ہی چند آریہ ایسے نکلیں جو پنچ مہایگیہ روزانہ کرتے ہیں سو ورنہ ایک کثیر تعداد تو برہم یگیہ کرنے سے بھی قاصر تھے بلحاظ کیریکٹر اگر دیکھا جائے تو بہت سے مہاشہ ایسے ملیں گے جن کی عادات حرکات ویسی ہی ہیں جیسی کہ آریہ ممبر ہونے سے پہلے تھیں ویدک سنسکاروں کی جو مٹی پلید ہو رہی ہے۔ اس سے آپ واقف نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر حال ہی کا واقعہ درج کیا جاتا ہے جس کا حال اخبار پرکاش ۱۵ بیساکھ سمت ۱۹۶۵ میں جناب مہاشے

جے دیال کپور شائع ہوا ہے۔ یہ بواہ سنسکار آریہ سماج کراچی نے کرایا ہے۔ میں ان آریہ بھائیوں سے نویدن کرتا ہوں جو اس سنسکار میں شریک ہوئے کہ یہ کس وید اور کس شاستر میں لکھا ہے کہ ایک بارہ سال سے کم عمر کنیا ایک تیس بتیس سال کے ایسے شخص کے ساتھ بیاہی جاوے جو زمانہ کے نوجوانوں کی طرح غلط کاریاں کر کے اپنا برہم چریج نشٹ بھرشٹ کر چکا ہو اور ویدک تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہو اور اب تک یہ بھی نہ جانتا ہو کہ آریہ سماج کس بلا کا نام ہے۔ کیا یہ امر قابل افسوس نہیں کہ ایک تو پاپ کرنا دوسرے اسپر اخباروں میں فخر ظاہر کرنا مزید براں آریہ سماج کا سلوک جو غیر پورانک آریوں کے ساتھ ہے وہ قابل شرم ہے موجودہ آریہ سماجوں کو تھیٹر سے زیادہ وقعت نہیں۔ دو گنتہ آریہ مندر میں اگر ویدک دھرمی نہیں ہو سکتے ہماری بزدلی کی حد ہونی چاہیئے کتنے افسوس کی بات ہے کہ میں نے بیس بتیس سال کے ممبروں سے آریہ سماج کے نیم پوچھے تو کہا زبانی یاد نہیں۔ ساگر یہ حالت ہے تو خدا حافظ۔ پس ضرورت ہے کہ آریہ سماجیں جلد توجہ کریں ورنہ پورانک مت کا زبردست مگرمچھ منہ کھولے کھڑا ہے آریہ سماج کے ہونہار بچے کو ہڑپ کر جائیگا اور ہم ہاتھ ملتے رہجائینگے۔" انتہے ملخصاً۔

حضرات! آپ نے دیانند کے برخوردار دھرمپال کی نوجوانی آریہ سماج کے ولی خیر خواہ ستت رام کی کہانی بزبان آریہ سماج کی موت ہلکے متعلق تو سن لی۔ تھوڑی سی داستان اب آریوں کے اخبار پرکاش کی زبانی بھی سن لیجئے۔ تاکہ آریہ سماج کی موت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے یہ اخبار آریوں کی گوروکل پارٹی کا آرگن ہے۔ اسکے ایڈیٹر نے ۲۳ جون ۱۹۰۸ء کے پرکاش میں صفحہ ۳ پر آریہ سماج کی موت اور اس کی ترقی بند ہو جانے کا اس طرح اقرار کیا ہے۔

آریہ سماج کی ترقی بند ہے۔ یہ آواز ہے جو چاروں طرف سے کانوں میں آرہی ہے۔ دشمنوں کا تو کہنا ہی کیا ہے کیونکہ وہ تو شروع سے ہی آریہ سماج کے لئے **موت کا فتوا** دے چکے ہیں۔ **دوست بھی محسوس** کر رہے ہیں کہ **آواز بمعنی نہیں**۔ ہم بھی جب اس معاملہ پر غور کرتے ہیں تو اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس بیان میں کچھ **سچائی ضرور ہے**۔ بلفظہ بقدر الحاجۃ

اس جگہ مناسب ہے کہ اپنے ناظرین کی معلومات بڑہانے کیلئے کلچرڈ پارٹی اور گوروکل پارٹی کے آریوں کے دشمن مہاشہ دیالہ مہرودار کے آرگن در شتا نند مشہور دیانندی کی رائے کا بھی اظہار کر دیں جو اخبار مہاشہ دیالہ سماچار مورخہ یکم اگست سنہ ہ کے صفحات ۱۸ لغایت ۲۰ کا اقتباس ہے۔ یہ آریہ اخبار گوروکل۔ دیانند اینگلو ویدک کالج۔ پرتھی ندھی سبھا پنجاب کے جملہ ممبروں کارکنوں کو بانی خود غرض و دنیا دار جاہل وغیرہ ثابت کرتا ہوا۔ آریہ سماجیوں کی ان الفاظ میں درگت کرتا ہے کہ

آریہ سماج (منشی رام ہنس راج پرتھی ندھی سبھا) کی مہربانی سے **جلد تباہ ہو جاتا ہے آریہ کا بیڑا ڈوبنے والا ہے**

پنجاب کے آریہ سماجوں نے رشی دیانند کے عقائد کو گو خیرباد کہدیا ہے لیکن ہم پھر بھی رشی کے ساتھ اُنکا کچھ نہ کچھ تعلق سمجھکر ان کو سوچیت کرتے ہیں کہ تمہارے لیڈر ہی تمہاری تباہی کا سبب ہو رہے ہیں ہوشیار ہو کر رشی دیانند کے مشن کے موافق کام کرو ورنہ موت سر پر کھڑی ہے اور آوِرش گورو کل کے آچاریہ (دھنی رام) آریہ سماجوں کی کشتی کو منجدھار میں ڈوبا دیں گے صفحہ ۴ کالم ۳ (ایڈیٹر اخبار پرکاش) نوجوان ہے پستکوں کا مطالعہ نہیں کرتا پھر اسے کس طرح معلوم ہو کہ آریہ سماج کی ترقی بند ہونے کا کیا سبب ہے اسوقت تک تو آریہ سماج نے اپنے اعتبار کو کھو دیا ہے جسکے اندر ذرا بھی عقل ہے وہ اب آریہ سماج کو ویدک دھرم پرچار کرنیوالا نہیں مانتا جس سے اوسکی ترقی ہونا محال ہے صفحہ ۷ کالم ۲ (پرتھی ندہی سبھائی) وعدہ خلافی ہے سماجوں کا ناش ہو گیا ہے ترقی کی بجائے تنزل ہو گیا ہے صفحہ ۸ کالم ۲ آریہ سماج کی ترقی کیوں بند ہے بعض کہتے ہیں کہ آریہ سماج تنزل کر رہا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ قریب المرگ ہے غرضکہ آریہ سماج کے متعلق سمجھدار حلقہ میں مختلف قسم کے خیالات پھیل رہے ہیں جب ہم ان سب کے اسباب کو سوچتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ سماج میں ایسے لیڈر آ گئے ہیں جنکا کوئی اصول نہیں صفحہ

آریہ سماج کے متعلق ہر بات کا خاص طور پر خیال کیا

کالم اول بقدر الحاجۃ۔

ناظرین! جہاں آپ نے اس قدر تکلیف گوارا فرماکر اس مضمون کو سنا ہے تھوڑا سا آپکا عزیز وقت میں اور لینا چاہتا ہوں اور تکمیل مضمون کی خاطر "مسافر آگرہ" کا بیان بھی آپکو سنادوں۔ مسافر آگرہ کے نام سے لیکھرام مقتول کی یادگار میں آریوں کا ایک اخبار نکلتا ہے۔ جو گندہ دہانی اور بدزبانی میں اپنے پیشوا لیکھرام اور بمعصر دہر مبال سے کسی درجہ میں کم نہیں۔ بلکہ ایک طرح سے وہ ایز سبقت رکھتا ہے۔ کیونکہ اپنی بدزبانی کا سرکاری سرٹیفکٹ حاصل کرچکا ہے جس کا مختصر حال مضمون آئندہ میں آپ پڑہیں گے۔ چنانچہ مسافر مذکور ۲۴ مئی ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں صفحہ ۱۶ کالم اول پر زیر عنوان "آریہ سماج ترقی کیوں نہیں کرتا" حسب ذیل رقمطراز ہے کہ

> نہ معلوم تعجب کے ساتھ کیوں یہ سوال پیش کیا جاتا ہے جبکہ ہم مندرجہ ذیل وجوہات دیکھتے ہیں (۱) جس سماج کے اندر تعلیم **فروخت** ہوتی ہو وہ سماج اور **ترقی کر جائے** (۲) جسکے اندر غریبوں کے روپیہ سے **امیر تعلیم** پائیں وہ اور **ترقی کی صورت دیکھے** (۳) پوپ جی تو گائتری منتر فروخت کرتے تھے آریوں نے **کل وید کو بیچنا** شروع کردیا پوپ جی بت پرستی کرتے تھے آریوں نے **زر پرستی** شروع کردی (۴) بھلا جس سماج کے اندر ایک دوسرے کے کام کو خواہ وہ کیسا ہی راستی پر مبنی ہو برباد کرنیکی کوشش کی جاتی ہے۔ اس میں **ترقی کی امید** کرنا جہاں ہی خیال نہیں تو اور کیا ہے۔ راقم سوامی ارمانند از گورو کل بدایوں"! انتہیٰ بلفظہٖ بقدر الضرورت۔

خدا کے فضل سے "آریہ سماج کی موت" کا مضمون آریوں کے بیانات سے ہی ہم نے مدلل و مستحکم طور پر لکھدیا ہے۔ چونکہ انکے بیانات بجائے خود مفصل ہیں اسلئے کسی مزید تشریح اور وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص انکو پڑھکر ہمارے انٹروڈکشن کی تصدیق کریگا کہ کیا قوم آریہ سے بڑھکر بھی کوئی بدقسمت، بزدل، نامراد، چھوٹے نصیب والی قوم ہو سکتی ہے۔ جو اپنی جلد تباہی اور موت کو محسوس کر کے زبان حال و قال سے اقراری ہے کہ وہ اپنی بدکرداری اور بداعمالی اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے **قریب المرگ** ہے جسکی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور بقول مشہور ؎ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ✦ آپس میں ہی ٹکرا ٹکرا کے سر پھوڑ رہی ہے افسوس جو قوم تمام دنیا پر اپنا سکہ جمانے اٹھی تھی وہ اٹھتے ہی ایسی منہ کے بل ناکامی و نامرادی کے گڑھے میں گری کہ ؎ نے سر کی خبر نہ ہوش پا ہے ✦ کیا جانئے اسکو کیا ہوا ہے۔ کی مصداق ہو گئی بہر حال ان بیانات منقولہ سے بالتصریح ثابت ہو گیا کہ آریہ سماج **نزع کی حالت** میں ہے۔ اور اس کے سرہانے کھڑے ہو کر رونے والوں کی حالت اور بھی قابل رحم ہے ہماری رائے میں آریہ سماج جس لعنت کے نیچے آیا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور راستباز نبیوں کی اہانت اور ہتک ہی کا وبال ہے جو اس پر پڑا ہے اب ہم اس مضمون کو ایسے سرٹیفکٹوں کا حوالہ دیکر ختم کرتے ہیں جو سماج کے لیڈروں نے اپنے اخلاق و تہذیب و شیریں زبانی کے بارے میں قوم و ملک و حکام وقت سے حاصل کئے ہیں تا کہ ان مہاشوں کی بازبانی کے شائق تنہا ہم ہی نہ سمجھیں جاویں۔

دیانندیون کی بدزبانی کے چند سرٹیفکیٹ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پبلک پر یہ ظاہر کر دیا جاوے کہ دیانندی آریہ اس درجے کے بدزبان ہین جسپر حکام وقت کو بھی توجہ کرنی پڑی اور بعد تحقیق انکو سزائین دیکر اون کی بدزبانی پر مہر لگا دی ہے۔ ذیل مین ہم چند ایسے واقعات کا ذکر کرتے ہین جن مین محض فحش گوئی اور ہرزہ درائی کے باعث بعض لیڈران آریہ سماج اپنی کیفر کردار کو پہنچکر دوسروں کے لئے عبرت کا نمونہ بن چکے ہین اس لئے ہم اس سلسلہ کو دہلی سے ہی شروع کرتے ہین۔

پہلا سرٹیفکیٹ۔ جینی صاحبان دہلی کے ذریعہ ایک کتاب "جین مت سمیکشا" کی بدولت جسکو شمبودت واعظ آریہ سماج لاہور نے جینیوں کی مذہبی توہین کے لئے شائع کیا تھا گورنمنٹ سے عطا ہوا جس کو ہم "مقدمہ جین مت سمیکشا" مطبوعہ سنہ ۱۹۰۵ مطبع قیصر ہند پریس دہلی سے نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ "مسلمانوں کو اطلاع دیجاوے جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی **خوشی** ہے کہ وہ تصنیف کرنے والوں اور شائع کرنیوالوں اور چھاپنے والوں پر بطور **جرم قابل سزا** زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند **استغاثہ** دائر کرین" ۱۵ صفحہ ۶

دوسرا سرٹیفکیٹ۔ عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی سے مقدمہ مذکور دائر ہوکر ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۰۶ کو یہ عطا ہوا کہ "ہم شمبودت (آریہ) کو **پانچسو روپیہ جرمانہ** یا تین ماہ قید محض اور رامچند (آریہ) کو **ڈیڑھ سو روپیہ جرمانہ** کرتے ہین" صفحہ ۱۰۲

تیسرا سرٹیفکیٹ۔ جینیوں کے مقدمہ کا فیصلہ ہوئے ابھی کچھ روز گذرے تھے کہ پنڈت ہرچند داس شرما دہلی مدارس انسپکٹری پر تبدیل ہوکر شملہ سے آئے

اور آتے ہی انہوں نے بھی ایک سرٹیفکٹ حاصل کیا کہ بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی سے حکماً نکالے گئے اور محکمانہ سزا اسقدر ملی ہوئی کیونکہ شرما صاحب نے اسلام کے برخلاف توہین آمیز اشتہارات شائع کئے تھے " (دیکھو کرزن گزٹ و افضل الاخبار دہلی مورخہ ۸ر فروری ۱۹۰۵ء)"

چوتھا سرٹیفکٹ ۔ ہری سنگھ آریہ بجرم فحش گوئی آگرہ میں قید ہوا اور جیلخانہ میں سزا بھگتی مگر پھر بھی باز نہ آیا اور دہلی میں پہنچکر جدید سرٹیفکٹ حاصل کیا جو پانچواں سرٹیفکٹ ہے ۔

پانچواں سرٹیفکٹ یہ ہے جسکو اخبار پرکاش مورخہ ۱۹ر جون ۱۹۰۶ء نے بدین الفاظ شائع کیا کہ " دہلی میں آریہ سماجی پنڈت ہری سنگھ کو زیر دفعہ ۱۰۷ - ایک سال کے لئے سو روپے کا مچلکہ اور سو روپیہ کی دو قطعہ **ضمانت** داخل کرنیکا حکم ہوا بوجہ مباحثہ مذہبی کے ۔

چھٹا سرٹیفکٹ ۔ آگرہ کے آریہ اخبار مسافر کو جو لیکھرام مقتول کے مشن وشتام دہی کی یادگار سمجھا جاتا تھا **فحش نویسی** کے جرم میں ایک ماہ **قید** کی سزا ہوئی " دیکھو الحکم مورخہ ۲۴ر جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ (۱۱) کالم اول

ساتواں سرٹیفکٹ ۔ ایبٹ آباد میں ایک آریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر بازار (خاک بدہنش) گالیاں دیتا تھا ۔ اسی جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸ ماخوذ ہو کر سرحدی صوبہ کے قوانین کے ماتحت ایک سال کے لئے **جلا وطن** ہوا اخبار الحکم مورخہ ۲۴ر ۱۲ اگست ۱۹۰۷ء

آٹھواں سرٹیفکٹ ۔ یہ وہ اعلیٰ و اکمل سرٹیفکٹ ہے جو آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کو ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب نے ۔ ۲۲ر مئی ۱۹۰۷ء کو بمقام کالکا عطا فرمایا کہ " ہمیں پنجاب بھر کے تمام ڈپٹی کمشنروں سے یہ اطلاع ملی ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماجیں ہیں وہی مقامات

باغیانہ سازشوں اور سرگوشیوں کے سنٹر ہیں۔ الحکم مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ –

نواں ۹ سرٹیفکٹ۔ سناتن دہرم گزٹ قدیم آریہ بھی دیانندیوں کا ایک علالتی سرٹیفکٹ پیش کرتا ہے کہ

فی الحال (آریوں کی بدزبانی کا) ایک گل کرنال میں کھلا ہے سکرٹری صاحب آریہ سماج کرنال آریہ اخبار ست دہرم پرچارک میں خبر دیتے ہیں کہ ۵ جون ۱۹۰۷ء کو صدر بازار کرنال میں پنڈت دہرم دیو اپدیشک آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب نے اپنے دوران لیکچر میں عیسائی مذہب کے اصولوں پر کچھ دیا کہیان دیا تھا جسپر چند دیسی عیسائی بڑے ناراض ہوئے اور جوش میں آکر پنڈت پر حملہ آور ہوئے اور اگلے روز پنڈت جی اور دس دیگر سماجک پرشوں پر مقدمہ فوجداری بابت توہین مذہب بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دائر کر دیا ہے جسکی تاریخ پیشی ۷ جولائی ۱۹۰۷ء مقرر ہوئی ہے ۔"

اس مقدمہ کے انجام کا حال ہمارے ایک دوست آریہ سماجی صاحب کو جو اسی پہیر میں کرنال سے ضلع دہلی میں بتدیل ہو کر آئے ہوئے ہیں پورا معلوم ہے ۔ اور انہوں نے ہمکو کچھ سنایا بھی تھا جسکو ہم کسی دوسرے موقعہ کے لئے محفوظ رکھتے ہیں ۔

دسواں سرٹیفکٹ ۔ آریہ سماچار بابت ماہ اپریل ۱۹۰۷ء میں حیدرآباد آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کا مراسلہ شایع ہوا ہے جس میں سے ہم آخری تحریر کا اقتباس نقل کرتے ہیں ۔ دیکھو صفحہ ۱۵۷ رسالہ مذکور ۔

۱۳ جنوری ۱۹۰۷ء دس بجے دن کے ایک پوسمین

علاقہ مغلائی نے سماج مندر میں اگر بیان کیا کہ آج تمہارے سوامی (شریمان برہم چاری پیمانند) تین بجے دن کے ریل میں بمبئی روانہ کئے جاوینگے۔ تم لوگوں میں سے جو شخص ان سے ملنا چاہے وہ اسٹیشن پر مل لے۔ اسوقت سماج مندر میں صرف چند ہی اشخاص موجود تھے۔ یہ خبر ایک حیرت و یاس کے ساتھ پھیلی۔ ممبروں کا دل اول ہی رنجیدہ تھا اس خبر نے انہیں اور بھی مغموم کر دیا ۲ بجے دن کو کوتوال صاحب علاقہ نظام نے ایک پولیس انسپکٹر کے ساتھ بالکل ہی معمولی گاڑی میں برہم چاری جی کو سوار کر کے اسٹیشن پر روانہ کیا۔ اسٹیشن ریلوے پر آریہ سماجک مغموم حالت میں باچشم نم برہمچاری جی کے درشن کے انتظار میں پہنچے۔۔ قہر درویش بر جان درویش سب نے برہم چاری جی سے نمستے کیا اور گاڑی چھوٹ گئی۔"

اس جلاوطنی کی وجہ یہ تھی کہ جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر رزیڈنسی نے فرمایا کہ تم نے ہندو مسلمانوں کے دل دکھانے والے مضمون لگائے ہیں۔ اسلئے اب اجازت جلسہ کرنے کی نہیں مل سکتی صفحہ ۱۵۵۔

ناظرین! یہ چند سرٹیفکٹ ہم نے بطور نمونہ پیش کئے ہیں ورنہ اس قسم کے بہت مقدمات ہیں جن میں ان بھیڑیوں کو تنبیہ۔ سزا۔ فہمائش۔ وغیرہ ہوئی۔ ابھی علیگڈھ۔ جھانسی۔ اور پشاور کا مقدمہ علاوہ ازیں ہے دیکھو اخبار عام مورخہ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۹ء مگر

سے کیا لطف جو غیر پردہ کھولے ٭ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

خود آریوں کی شہادت ہی کیوں نہ ہم اس بارے میں پیش کریں جس میں وہ خود ہی اپنی -
بدزبانی کا اقبال کرتے ہیں تاکہ کسی اور دلیل کی احتیاج ہی نہ رہے -

آریوں کی بدزبانی پر خود انکی شہادت

مہاتما پارٹی گوروکل کانگڑی کے سالانہ جلسہ پر ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو جو آریہ کانفرنس ہوئی
اس کا مضمون "غیر مذہب والوں سے ہمارا برتاؤ" تھا اس مضمون پر
رام دیو بی - اے گوروکل کے ہیڈ ماسٹر نے کہا کہ "ہمارا طریقہ
تحریر اور تقریر اس قدر ناموزون ہے کہ اس میں تبدیلی کرنے کی
سخت ضرورت ہے" اور ایسا ہی منشی رام نے جو اس مجلس کا میر مجلس تھا
کہا کہ "اتنا ضرور ہے غیر مذہب والوں کے ساتھ سخت الفاظ سے مخاطب ہونا
نہیں چاہیئے کیونکہ ویدک دہرم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عیسیٰ (علیہ السلام)
کو سخت الفاظ میں مخاطب ہونے سے انت نہیں ہو سکتا" یہ سب جھوٹ تھا جو
گوروکل کے پنڈال میں بولا گیا کیونکہ اسپر عمل نہیں ہوا بلکہ بعد ازیں اور بھی سخت
الفاظ سے غیر مذہب والوں کو خطاب کیا گیا ہے جیسا کہ اسی پارٹی کے لیڈر دہرم پال سے
ہو رہا ہے "اخبار پرکاش کی رائے" پرکاش جو مہاتما پارٹی کا اخبار ہے ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کی
اشاعت میں آریہ مسافر دیانندیوں کے ماہواری میگزین کی طرز تحریر پر یوں رائے
زنی کرتا ہے "جہاں آریہ مسافر نے ہمیں بہت سے فوائد پہنچائے ہیں وہاں افسوس
ہے کہ ایک نقصان بھی پہنچایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ایڈیٹر صاحب کی تحریرں
میں کچھ سختی آگئی ہے جو ان کے شایان نہیں"
آریہ پتر بریلی بابت ماہ جولائی ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے "ہمارے اپدیشک
ویکچرار جو ہیں بعض ان میں سے بھی اسی عادت دشنام اور بدزبانی کی

زنجیر میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ ان کو دوران تحریر میں خیال ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زبان مبارک سے کیسے الفاظ بیساختہ نکالدیتے ہیں جہاں مہذب اور شائستہ آدمیوں کی جماعت موجود ہو وہاں ایسے **فحش** الفاظ کا زباں سے نکلنا کیسی شرم کی بات ہے کیا اسی پر ہم **تہذیب اور شائستگی کا دعوے کر سکتے** ہیں" بلفظہ

لو صاحبو! اب تو آریہ سماج پر بدزبانی کا فرد جرم لگایا جانا ضروری ہے کہ نہیں؟ اور یہ ایسی شہادتیں ہم نے نقل کی ہیں کہ جن کے بعد آریہ سماج کوئی صفائی کا گواہ نہیں دے سکتا اور اس جرم سے بری نہیں ہو سکتا۔ ہمارے پاس اس قسم کے بہت سے مضامین ہیں جو پبلک میں لائے جانیکے قابل ہیں مگر کیا کیا جائے۔ رسالہ کا حجم بڑھتا چلا جاتا ہے احباب کی جانب سے تقاضے پر تقاضہ ہو رہا ہے کہ رسالہ کی اشاعت جلدی کی جائے۔ ایک مضمون نہایت ہی دلچسپ اور ضروری "آریہ سماج کی گنتی یا دشمنوں میں پھوٹ" رہا جاتا ہے جسکو بوجوہات مذکورہ اس حصہ میں لکھنے سے معذور ہیں۔ ناظرین حصہ دوم کا انتظار کریں جس میں انشاء اللہ تعالےٰ دہرمپال کے دیگر اعتراضات کا مفصل اور مکمل جواب ہو کر تو آریہ کی پوری پوری پردہ دری ہوگی اور اسی حصہ میں مضمون موعودہ لکھا جائیگا اب ہم حصہ اول کے جزو دوم کو ایک ایسے خط پر ختم کرتے ہیں جو دیانند کی طرف سے اخبار البشیر میں دیانندیوں کے نام شائع ہوا تھا جس کو شاید دہرمپال دیانند کے نونہال نے ابتک نہ پڑھا ہوگا۔ اخبار پرکاش مورخہ ۹ جون ۱۹۰۸ء کی صفحہ ۹ کالم ۲ پر کسی آریہ نے ایک خط زیر عنوان "مرزا غلام احمد کا پیغام اپنی امت کے نام" شائع کیا تھا جو نیوگی دماغ کے خلل یا آریہ دہرم کی راستبازی کا پورا نمونہ ہے۔ دیانند کو جو کہ اشاعت پیغام کے وقت یعنی جون ۱۹۰۸ء

میں کسی حیوانی قالب میں اکرم کا پھل بھوگ رہا تھا اس پیغام کا جب پتہ ملا تو اس نے بھی اپنا نامہ و پیام اپنے چیلوں کے نام بذریعہ ایک ملہم اخبار البشیر کے شائع کرا دیا جو ہر ایک کے پڑھنے کے قابل ہے اور نہایت دلچسپ پیرایہ میں غریب دیانند نے اپنی حالت زار کا بیان کیا ہے کیونکہ یہ ممکن نہ تھا کہ دیانند کے مسلمہ حریف حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے نام سے کوئی تحریر پرکاش میں شائع ہو اور دیانند خاموش بیٹھا رہے پرکاش کے پیغام کا نکلنا تھا کہ دیانند کو جوش آ گیا اور جھٹ اپنی سبھا کے نام ایک خط تو لکھ مارا لیکن بوجہ اپنی موجودہ جنم کی ندامت یا کسی اور مصلحت کے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ اس لئے ناظرین کو نام کے عوض نفس مطلب سے کام رکھنا چاہیئے۔ گو یہ دیانندی حالت کا ہی بیان ہے مگر ناہم دلچسپی سے خالی نہیں۔

دیانند کا پیام اپنے چیلوں کے نام

میرے پیارے بچوں اور بیٹے فرزندو

جب سے یہ پرتھوی (دنیا) رچی گئی بلکہ پرکرتی (مادہ) کے اجزاء سے مل جل کر خود بن گئی ہے۔ تم میں سے بعض ہزارہا مرتبہ میرے پتا اور باوا کے باوا رہ چکے ہو بعض نے صدہا مرتبہ سوامی اور ماسٹر کی حیثیت سے کبھی مجھے گاڑی میں جوتا اور کبھی ہل میں چلایا کبھی میرے کندھے پر جوا رکھا اور کبھی میری پیٹھ پر بوجھ لادا ہے۔

بعض نے بارہا مجھے پیٹ کے بل موری میں رینگتے ہوئے یا بول و براز میں لوٹتے ہوئے دیکھ کر نفاست مزاج سے منہ پھیر لیا ہے۔

بعض نے متعدد مرتبہ مجھے گاؤں کے آس پاس قدرتی انسپکٹر صفائی کا کام کرتے ہوئے پا کر اپنی کم فہمی سے ایک ذلیل و حقیر چوپایہ سمجھا ہے۔

اس صورت میں تمہیں فرزندو اور بچے کے خطاب سے مخاطب نہیں کرسکتا مگر جو میرے تعلقات پچھلے ہی جنم میں تمہارے ساتھ رہے ہیں اور جس سادہ لوحی (حماقت شعاری) سے تمنے میری ہر پوچ و لچر اور خلاف عقل بات کو مانا ہے اس پر نظر کرتے ہوئے میں نے تمہیں فرزند کہکر پکارا ہے۔ اور آیندہ بھی پکارونگا۔ میں نے انسانی جون میں بعض پولٹیکل مصلحتوں سے ایسی چند باتوں کا اقرار کیا ہے جن کو میں سچ نہیں جانتا۔ مگر اب کہ میرا اشن عام لوگو پر ظاہر ہو رہا ہے ہیں میں سچی بات کیوں چھپاؤں اور اپنے بھارت دیش کے دشمنوں کو اپنی عیاری ظاہر کرکے۔ کیوں نہ جلاوں۔

ناخلف فرزندو! جو دہرم مجھے ملا تھا اس کے بموجب مادہ کا ازلی ابدی ہونا ہرگز ثابت نہیں۔ مگر سائنس پکار پکار کر مادہ کو غیر فانی تبلا رہا تھا۔ اس لئے میں نے بادل ناخواستہ کھینچ تان کر ایک منتر سے مادہ غیر فانی ہونا جھٹ گھڑ دیا۔

مادہ اور روح کو ازلی مان کر ایشور کے ماننے کی کچھ ضرورت نہ تھی لیکن میں ایسا ظاہر کرتا تو مجھ سے بڑہکر جہان میں کوئی احمق نہ ہوتا۔ اسلیئے منتری طبائع کا خیال کرکے بناچاری خدایا ایشور کو ماننا پڑا۔ لیکن اسکو مانا کیا یہ حال تمہیں جلد ظاہر ہو جائیگا۔

نامراد بچو! یہ تو ڈھکو سلا ہے کہ الہام الٰہی (وید) اسوقت نازل ہوا جبکہ کوئی زبان بھی مدون نہ ہوئی تھی۔ مگر بتلاؤ کہ سوائے اس ایجاد بندہ کے ہم اپنے دشمنوں سے خاصکر قادیانی پہلوان سے کیونکر عہدہ برآ ہو سکتے تھے کیونکہ ہم کوئی منتر یا اشلوک اپنے دعوے کی تائید میں اپنی ہی کتابوں سے پیش

نہ کر سکیں تو بھی ہمیں یہی کہتے رہنا چاہیے۔

ممکن ہے کہ تم ان سچی باتوں کو نہ مانو۔ اور ان انکو الا سوادت لقصوت

بھمبیر کہکر ان سے انکار کر دو۔ تم اگر ایسے ناخلف ہو گئے ہو تو میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ ایک ارب ۹۷ کروڑ برس سے تم اپنا وجود مانتے ہو۔ تم ابتدار آفرینش سے ایک ہی کتاب۔ ایک ہی الہام۔ ایک ہی مذہب اور ایک ہی زبان تسلیم کرتے ہو۔

اس صورت میں مجھے بتلاؤ کہ جب کروڑوں برس تک کوئی دوسرا مذہب نہ تھا تو تمہاری مفروضہ کتاب اور مجوزہ الہام نے تمہیں کیا فائدہ دیا؟

یہی نہ کہ آجتک **آواگون** کے پھیر سے نہ نکل سکے۔ پراچین زمانہ میں اگر تم ہی بیل۔ گائے۔ گھوڑا۔ گدہا بنتے تھے تو دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا تھا؟ کھیتی باڑی کا کام کس ذریعہ سے ہوتا تھا۔ دودہ اور گھی کہاں سے میسر آتا تھا۔ رتھ اور چھکڑے کس ذریعہ سے چلتے تھے اور جب الہام کو مان کر تم ہی اس چکر میں پھنسے ہوئے تھے تو ایسے الہام اور ایسے دہرم سے کیا فائدہ؟

میں سچ کہتا ہوں کہ ایشور یا خدا کا خیال نرا وہم ہے میں نے اس کو ضرورتہ اس لئے اپنے مت میں شامل کر لیا تھا کہ ہمارے ملیچھ دشمن کہیں **دہریت** کا کھلا ہوا الزام نہ دیں۔ پس جب ایشور ہی نہیں تو ایشور گیا نکیسا اور **مہاپرلے** کیسی یہ کارخانہ یونہی چلا آیا ہے۔ اور یوں ہی چلا جائیگا جیو آتما (روح) ایک جون سے نکلکر دوسری میں اور دوسری سے تیسری میں جائے گی اور یہی آواگون جاری رہے گا۔ اب یہ تو تمہیں معلوم ہو چکا کہ میں نے محض ضرورتِ وقت کے لحاظ سے چند خود تراشیدہ باتوں کو قبول کر لیا تھا لیکن تمہیں میری **عیاری** کی تعریف کرنی چاہیئے کہ میں نے خدا بھی تصنیف کیا تو محض۔

برائے نام - اور عضوِ معطل جو نہ دعا قبول کر سکے، نہ گناہ بخش سکے نہ ارواح کا خالق نہ مادہ کا پیدا کنندہ، نہ ایک ذرہ اپنی قدرت سے بنا سکے - نہ ایک قطرہ کم کر سکے، نہ کسی بھگت کو دشمنوں سے بچا سکے اور نہ دھرم کے اعدا کو عبرت انگیز سزا دے سکے کیا تم نے لیکھرام کا واقعہ بچشم خود نہیں دیکھا؟ کیا تم نے میری موت سے یہ سبق نہیں سیکھا کہ کیسا پرمیشور ہے جس نے ہمارے ساتھ یہ کچھ کرایا بس یاد رکھو کہ میرا بتایا ہوا پرمیشور برائے نام ہی نام کا ہو حقیقی خدا اور القادر خدا اگر کوئی ہو سکتا ہے - تو اسلام کا ہی ہو گا یہی وجہ ہے کہ میں نے تم کو کسی عبادت کا پابند نہیں کیا - ہاں دیگر اہل مذہب کے طعنوں سے بچنے کے لئے صبح و شام برائے نام دو چار منٹ صرف کرنے کی ہدایت کر دی تھی - سو میں خوش ہوں کہ تم اُس کی پابندی نہیں کرتے اور یہ قیمتی وقت بھی غیر مذاہب کی توہین اور ان کے ہادیوں بزرگوں کو گالیاں دینے اور راکشسوں کی بیخکنی کی تدابیر سوچنے میں صرف کر دیتے ہو -

نالایق پترو! خواہ تم مجھکو مرجع خرافات و منبع ہزلیات کہو خواہ میری اس صاف گوئی کو حماریت پر محمول سمجھو مگر میں صاف صاف کہوں گا کہ سوائے مادہ اور روح کے ایشور کوئی چیز نہیں میں نے اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے ایک معطل اور بیکار خدا تسلیم کر لیا تھا - تمہیں بھی چند روزہ ضرورت کے خیال سے ایسا ہی کرنا چاہیئے اور اسی طرح مذہبی آڑ لیکر اپنے پولیٹکل مقصد میں مصروف رہو

تمہارا اصلی دہرم یہی ہے کہ آریہ ورت میں ایک بھی ملیچھ یا راکشس باقی نہ رہے اسکے لئے سب سے اول اپنی تعداد بڑھانا اور پھر خفیہ تدابیر سے کام لینا چاہیئے تعداد بڑھانے کے لئے تم نے شدھی کی وہ بے نظیر تدبیر سوچی ہے جو میرے

خواب و خیال میں بھی نہ تھی - تم نے پہلا وار بھی جو لاہوں۔ نند افون پر کیا ہے۔ جس کے کارگر ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو سکتا تھا۔ جب یہ کثرت سے تم میں شامل ہوں گے تو پھر میں شریف ملیچھوں کی کچھ پرواہ نہ رہے گی۔

دوسرے تم نے فسانے گھڑنے اور مظالم کی داستانیں تراشنے میں بھی کافی ترقی کی ہے۔ یہ بھی ایسا چلتا جادو ہے جو کبھی بے اثر نہیں۔ ہاں ہاں تم سے کچھ بیوقوفی ہوئی ہے تو صرف یہی کہ نیوگ کے ترقی دینے میں کافی توجہ نہیں کی حالانکہ ہمارے پاک دھرم کا یہ پاک اصول بھی بہت سے لوگوں کو تمہاری طرف متوجہ کر سکتا ہے۔ تم اس کے جواز و عدم جواز پر بعض وقت غور کرتے ہو تو تمہاری ضمیر اور کانشنس بیشک تم کو اس سے نفرت دلاتا ہے۔ اور صریح حرامکاری معلوم ہوتی ہے لیکن تم اپنے دلوں کو تسلی دینے کے لئے سمجھ لیا کرو کہ تمہارے تمام بزرگ رشی منی ارساد ہو۔ جہاں تم اسیر حامل رہے ہیں یہ اسی قدر مفید لٹکا ہے کہ ایک سنیاسی بال برہمچاری بھی خانہ داری کے تعلقات سے آزاد رہکر جا جمند استریوں کو دان دے سکتا اور بلا تکلف آریہ جاتی کی تعداد کو بڑھا سکتا ہے

اندھے بچو! اگو اب میں بظاہر تم میں نہیں ہوں مگر پھر بھی تمہاری سود و بہبود کے خیال میں ہر دم مصروف رہتا ہوں یہ سامنے والی بلند عمارت جس کو اسکول یا ڈی ۔ اے ۔ وی کالج کہتے ہو اسکو میری محنت کا ممنون ہونا چاہیئے۔ گو میرا سخت گیر آقا کلو تمہارا بعض اوقات میری طاقت سے زیادہ مجھ پر اینٹیں لاد دیتا ہے تو بھی میں نہیں گھبراتا تم یہ سنکر خوش ہوگے کہ میں ہی تمہاری خدمت نہیں کرتا بلکہ دھرم ویر او۔ سوراج شہید چنتک اخبار والا جو پچھلے جنم میں بھی میرے رفیق تھے کلو کی زیر نگرانی امداد دے رہے ہیں تم اس عمارت کو مضبوط بناؤ۔ خوشنما بناؤ مجھے کچھ

عذر نہیں اگر ودیارتھیوں (طلباء) کی تعداد اور نہ بڑھا رہا۔ کیونکہ تمہارا مہتر جھنڈو ٹھاکر کو
میری خرید کا پیغام دے چکا ہے معاملہ طے ہو کر اگر سودا بنگیا تو جھنڈو بھنگی کی زیر نگرانی طلباء
کی زیادتی تعداد کا خمیازہ مجھے بُری طرح بھگتنا پڑے گا۔ اگرچہ میرے متبنّے دھرمپال نے
دروغ صفائی کا کام لے لیا ہے مگر اُس سے بھی مجھے امید وفا نہیں کہ وہ بھی کچھ
توجہ میری بے بسی پر کر کے میرا بوجھ بٹانے کے واسطے جلد میرا شریک حال ہو کر جلدی
کا سیا دھرم ویر کو بھی جھنڈو بھنگی سے کہکر کلو سے خرید لینے کی کوشش کرے گا اگر
جھنڈو بھنگی کے پاس روپیہ نہ ہو تو ایسا بھی نہیں کہ دھرمپال اپنا کھات کوٹھہ بیچکر
ہی اس کو کچھ روپیہ دے دیگا۔ تا کہ وہ کلو سے دھرم ویر کا سودا کر کے میری
امداد کے لئے لے آوے۔ اسلئے طالب علموں کی ایزادی میری جان
پر وبال ہوگی۔

میرے غریب بچو! جب میں پڑاوہ پر جا کر تمہاری کیفیت اور کالج کی
حالت اپنے قدیم حمائیتیوں اچھر چند اور بھگت رام سے بیان کرتا ہوں تو وہ بھی خوشی
سے جامے میں پھولے نہیں سماتے۔ یہ دونوں مہاشے صفائی کا قدرتی انسپکٹر
ہونیکی وجہ سے پڑاوہ کے ارد گرد گھوما کرتے ہیں۔

نادان شترو! کیا یہ حیرت انگیز امر نہیں کہ برخوردار حماقت شعار۔ قرۃ العین
پرکاش نے میرے مسلمہ حریف مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کا پیغام تو اُن کے معتقدین
کو پہنچا دیا۔ مگر میں اُس نادان کی نظر میں اتنا ذلیل اتنا حقیر۔ مہتا ناچیز ٹھہرا کہ میرا پیغام
تم تک پہنچانا غیر ضروری سمجھا۔ جس کو میں نے مجبوراً ایک ہیچمہ اخبار کے نامہ
نگار کے توسط سے تم تک پہنچایا اور بوجہ تمہاری طرف سے جواب نہ
آنے کے دوبارہ اس کو اپنے حریف مرزا قادیانی (علیہ السلام) کے خادم
کے ہاتھوں پہنچاتا ہوں

نورچشم پرکاش نے مرزا کا پیغام غلط تو کیوں شائع کیا ہوگا۔ البتہ مجھے کم صدمہ
پہنچانیکی غرض سے بجائے فردوس برین کے خلاء تاریک لکھدیا ہے میں نے جب
مرزا کا پیغام سنا تو کہا کہ مرزا ہی مزے میں رہا جو دنیا سے نجات پاتے ہی ایسی
جگہ تو پہنچ گیا جہاں نہ کلو کمہار کے ڈنڈے اسکو آزار پہنچا سکتے ہیں اور نہ اینٹ و
پتھر کا بوجھ اس کی کمر کو خم کر سکتا ہے۔ کاش میں اگر مرزا کی اس دعوت کو قبول کر لیتا
جو براہین احمدیہ میں اس نے مجھ کو دی تھی تو میں بھی اسی خلائے تاریک میں
پہنچکر اس روزمرہ کی لکد کوب سے نجات پا گیا ہوتا۔ میں نے اس روشن کرہ
میں رہ کر کیا خاک فائدہ اٹھایا بجز اس کے کہ زمین کا گز بنا ہوا ہوں۔ پرالوہ کی گلی سڑی گھاس
کے سوا کچھ کھانے کو بھی نہیں ملتا۔ اچھا بے رحم کلو اس جون کے بعد اگر میں
کمہار ہوا تو تجھے اس جلادی کا مزا چکھا دوں گا اور دو چند بوجھ بھی تیری پشت
پر لاد کر چلیں نہ لوں گا۔

مگر ہائے ہائے اگر میں کمہار بن گیا اور ایک مرتبہ میں نے بدبخت **کلو** سے
بدلہ بھی لے لیا تو اسکی کیا ضمانت ہے کہ آیندہ جنم میں **کلو** میرے پٹھوں کا گوشت
اُدھیڑ کر نہ رکھدے گا۔

بدقسمت بچوا مرزا جو ایک عظیم الشان انسان تھا اگر وہ میرے نور نظر
لخت جگر پرکاش کو **احمق** اور گدھا نہیں بنا رہا اور درحقیقت خلائے تاریک میں
پہنچ گیا ہے تو وہ مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے ہزار درجہ بدتر ہے جو ایک اب

۵۱ کسی یوگی زادہ نے جو خط اخبار پرکاش میں یوگی دماغ سے نکال کر لکھا ہے اسمیں یہ دکھلایا
ہے کہ گویا حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام خلائے تاریک میں ہیں۔ اور وہاں سے اپنے
معتقدین کے نام خط مندرجہ پرکاش مورخہ ۹ جون ۱۹۰۸ء بھیجا ہے۔ اس کے مقابلہ میں
یہ دیانند کا پیام لکھا گیا ہے۔ مولف۔

۹۶ کروڑ برس سے بندر ۔ کتے ۔ گدہے ۔ خچر ۔ سوٗر ۔ لنگور ۔ بچھو ۔ سانپ وغیرہ کی صدہا جونون مین مارے مارے پھرتے ہین ۔

خلائے تاریک ۔ او خلائے تاریک تو کدہر ہے ۔ مرزا تو جنت الفردوس مین ہے ۔ مگر میرا غم کم کرنے کی غرض سے پرکاش نے اسکو خلائے تاریک لکھدیا ہے کاش مین خلائے تاریک مین ہی پہنچ گیا ہوتا ۔ او خلائے تاریک تو ہی مجھے اور میرے ساتھیوں اور عقیدتمندوں کو دامن مین کیون نہین چھپا لیتا تاکہ دنیا کی سیاہ کاری کا پردہ ڈہک جائے اور بقیہ چار کروڑ برس کے چکر سے نجات ملے ۔

بدنصیب فرزندو! مجھے یہ خوف اور بھی مارے ڈالتا ہے کہ جب مرزا نے اس روشن کرہ مین زبردست کامیابی اور عزت حاصل کر لی تھی تو خلائے تاریک مین وہ کیا کچھ نہ کر گذرے گا ۔ جو میرے بزرگ اور دوست اور اُستاد اسکی نیک عمل کے باعث آواگون سے چھوٹ گئے ہین اور خلائے تاریک مین ہین مجھے ڈر ہے کہ کہین مرزا انکو بالکل میرے دہرم کا مخالف بناکر مسلمان نہ کر ڈالے اور پھر وہ جنم لینے سے اور اس پرتھوی مین آنے سے باز رہین ۔

ہائے مرزا مجھے تیری قسمت پر رشک آتا ہے تو خلائے تاریک مین بھی چین اڑائے گا اور میرے بزرگوں کو ضرور مسلمان بنائیگا ۔ اور مین بدقسمت اسی جنم مین ظالم کلو کے ڈنڈے کہاؤں گا ۔ بلکہ چار کروڑ برس تک کبھی پراوہ کی خاک چھانوں گا ۔ اور کبھی تیلی کا بیل بنکر ایک ہی مرکز پر چکر لگاؤنگا اور کبھی سانپ بچھو بنکر انسانون کی جوتیون سے کچلا جاؤں گا ۔ اور تہ خانون ۔ موریوں ۔ نالیوں مین پیٹ کے بل چلوں گا ۔ اور کبھی بھیڑیوں کے پھندے مین پڑکر بھوں ۔ کتوں پر کام کروں گا ۔ یہ خیالات ہین جو میری بوجھ سے لدی

ہوئی پیٹھ کو اور بھی خم کئے دیتے ہیں۔

بدبخت بچو! ان ہولناک صدموں کے ساتھ ایک امر کا خیال دل کو باغ باغ کئے دیتا ہے۔ وہ یہ کہ ڈارون صرف اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اس کے بزرگ ترقی کرتے کرتے بندر سے انسان بن گئے اس کے بالمقابل ہماری فخر کو دیکھو کہ ہم اور ہمارے بزرگ کتا۔ بندر۔ ریچھ۔ لنگور۔ مکھی۔ مکڑی۔ کھٹمل۔ پسّو۔ مچھر۔ مینڈک۔ کچھوہ۔ مچھلی وغیرہ وغیرہ ہر جون میں رہکر پھر ترقی کر کے انسان بن گئے۔

ناعاقبت اندیش بچو اب میں تمہارا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا اگر مرزا کے نام سے میرے کسی راحت جان پارہ جگر نے پھر کوئی پیغام بھیجا تو میں کلو کمہار سے یا اس سے اگر جھنڈو مہتر نے خرید لیا تو جھنڈو سے کچھ دیر کے لئے پیچھا چھوڑا کر پھر تمہاری نصیحت کے لئے آجاؤنگا۔ اوم شانتی شانتی۔

راقم تمہارا گرو اور روحانی باپ سوامی ازپژاوہ کلو کمہار۔

مؤلف

کتبہ محمد اسحاق عفی عنہ

۷۸۶

فہرست کتب و آرویۃ وغیرہ

صاعقہ ذوالجلال برخنل دھرمپال حصہ اول

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے میری سعی مشکور فرمائی
ور صاعقہ کا حصہ اول امید سے بڑھکر مقبول خاص و عام ہوا پہلا
ایڈیشن جو ایک ہزار طبع کرایا تھا وہ ہاتھوں ہاتھ دو ماہ
کے اندر اندر نکل گیا چونکہ فرمائشات کا وہی تانتا بندھا رہا۔ مگر
کتاب ایک بھی باقی نہ تھی اس لیئے دوسرا اڈیشن چھپوانا
پڑا۔ جو نہایت عجلت کے ساتھ چھپوایا گیا۔ اس مین اسقدر
ترمیم کیگئی کہ ایک آدھ مضمون جو پہلے ایڈیشن مین مقدم و موخر چھپا ہوا
ہے۔ اس کو باترتیب کردیا۔ حصہ اول بجائی ہر دو جزو الگ الگ
رسالون کی صورت مین ہونیکے اسدفعہ دو باب کا ایک ہی رسالہ کردیا
گیا اور قیمت جو پہلے ۴ر تھی اب ۳ر کرکے چاپا گیا ہے کہ خدا
خدا اس مین برکت ڈالے اور میرے لیئے موجب نجات ہو۔ آمین

ملنے کا پتہ

قاسم علی احمدی تراہا بیرام خان ہی منڈی چھپوائی دہلی

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت بلا محصول ڈاک
سرمہ چشم آریہ	مصنفہ سلطان القلم- اس کتاب کا جو ۲۸۰ صفحہ تک ہے۔ قانونِ قدرت کی تفصیل ہے کہ قانونِ قدرت جس کو لوگ سمجھتے ہیں وہ کیا ہے خدا کا قانون محدود نہیں اس کے بعد آریوں کے اعتراضات معجزہ شق القمر کا جواب ہے- اور پُرزور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ انشقاق قمر ہوا اور رسول عربی فداہ امی و ابی کے ہاتھ پر ہوا پھر روح و مادہ کی قدامت اور تناسخ کی تردید لاجواب ہے اس کا جواب لکھنے والے ہندو یا آریہ کے لئے پانسو روپیہ انعام مقرر ہے	۱۲ر
چشمہ معرفت	مصنفہ سلطان القلم یہ ایک بڑی ضخیم کتاب ہے ۱۹۰۷ء میں لاہور آریہ سماج نے ایک جلسہ کر کے دیگر مذاہب کو اس میں مدعو کیا تھا جس میں یہ سوال قابل حل تھا- کہ دنیا میں کوئی الہامی کتاب ہو سکتی ہے؟ اور اگر ہو سکتی ہے تو وہ کونسی ہے؟ اس پر حامی اسلام حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا لیکچر پڑھا گیا جو قرآن شریف کو الہامی ثابت کر چکا ہے اس کے بعد آریوں نے قرآن مجید و آنحضرت صلعم پر نہایت شوخی سے جو اپنے لیکچر میں حملے کئے تھے ان سب اعتراضوں کا جواب نہایت شرح و بسط کیساتھ مدلل و مکمل دیا گیا ہے جس کے بعد کسی دیگر کتاب کی احتیاج باقی نہیں رہتی یہ کتاب اس لیکچر اور ان جوابات کا مجموعہ ہے اور سب سے آخری تصنیف مصنف علیہ السلام کی ہے اس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے	عصہ ۸ر
آریہ دھرم	مصنفہ سلطان القلم نیوگ کی حقیقت برہنہ کر دی گئی ہے طلاق کی فلاسفی تعداد ازدواج کی حقیقت متبنّٰی بنانیکی بدرسم کی تردید متعہ و حلالہ کی تحقیق وغیرہ	۴ر
نسیم دعوت	مصنفہ سلطان القلم تبدیل مذہب کے لئے کسقدر علم کی ضرورت ہے آریوں	۳ر

ملنے کا پتہ- قاسم علی احمدی مؤلف صاعقہ تراہا بیرام خان پرانی منڈی پھلوں دہلی

قیمت بلامحصول ڈاک	خلاصہ مضمون	نام کتاب
	عیسائیون اور مسلمانون کا خدا۔ عرش کیا چیز ہے آٹھ فرشتون کا عرش کو اٹھانا کیا معنی رکھتا ہے	
۱ر	مصنفہ سلطان القلم قدیم ہندو مذہب کیا ہے، یوگ کی عجیب وغریب تردید دیگر مسائل آریہ کا رد وغیرہ	ناستن دھرم
۴ر	مصنفہ سلطان القلم سنہ ۱۸۹۶ء کی یادگار پنجاب مین تمام مذاہب کا جو جلسہ ہوا تھا۔ اس مین یہ لیکچر حقیقت اسلام پر پڑھا گیا جس کو غیر اقوام نے بھی سب سے افضل اور مدلل تسلیم کرکے اس پر یعنی ریویو تحریر کئے ولایت مین انگریزی ترجمہ بذریعہ ریویو ہو کر بھیجا گیا۔ پانچ مشکل سوالات کا جواب صرف قرآن مجید سے دیا گیا ہے اس لیکچر کو غیر مذاہب مین تقسیم کرنا ثواب عظیم کا موجب ہے	لیکچر جلسہ اعظم مذاہب
۲ر	مصنفہ سلطان القلم۔ لاہور مین یہ لیکچر ایک عظیم الشان جلسہ مین پڑھا گیا ہے جس مین اسلام کا دیگر مذاہب کے ساتھ مقابلہ کرکے غلبہ اسلام علی الدین کلہ ثابت کیا گیا ہے	اسلام اور اس ملک کے دیگر مذاہب
ثر	مؤلفہ جناب ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی۔ اس مین ہر سہ مذاہب سے دکھلایا گیا ہے کہ کس مذہب نے القادر خدا کا پتہ دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ بصورت ٹریکٹ نمبر اول شائع کیا گیا ہے۔	وید انجیل اور قرآن کا خدا
زیر طبع	مصنفہ عاجز قاسم علی مؤلف صاعقہ ۲ جون سنہ ۱۹۰۹ء کو جو آر۔ کے۔ ڈکی نام ایک انگریز کی شدھی آریوں نے دہلی مین کی تھی۔ اس کی اصل حقیقت اور ڈکی صاحب کا مفصل حال کہ وہ کس حیثیت اور اعمال اور رتبہ کا آدمی ہے اسمین وہ فیصلہ عدالتی نقل کیا گیا ہے جس مین ڈکی صاحب کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی سے سزائے قید وجرمانہ ہوئی تھی	یورپین شدھی کی شدھی

ملنے کا پتہ میر قاسم علی احمدی مؤلف صاعقہ تراہا بیرم خان پرانی منڈی بھول دھلی

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت مع محصول ڈاک
	بہادر دہلی سے سزاء قید و جرمانہ ہوئی تھی	
دین الحق اور ہمارا مذہب	مرتبہ عاجز قاسم علی مولف صاعقہ۔ اس کتاب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا مذہب اور عقائد بیان ہوئے ہیں یہ کتاب اس شخص کو جو سلسلہ احمدیہ کے عقائد معلوم کرنا چاہتا ہو مطالعہ کرنی ضروری ہے یہ کتاب اعلے ڈمی کاغذ پر طبع کرائی گئی ہے۔ اس میں خود حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کی تصانیف اور تقاریر سے اقتباس کیا گیا ہے۔ اور ان اعتراضوں کا بھی جواب دیا گیا ہے جن کی بنا پر مخالفین نے مرزا صاحب علیہ السلام پر جھوٹے الزام دعوی نبوت وغیرہ کے لگائے ہیں ہر ایک طالب صادق کے لیئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے	زیر طبع
ہدیۂ قاسم	مصنفہ عاجز قاسم علی مولف صاعقہ اس رسالہ میں عاجز کی وہ تمام نظمیں یکجا کردی گئی ہیں جو سالانہ جلسوں پر قادیان میں بحضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھی گئی تھیں	زیر طبع
نور الدین	مصنفہ عالیجناب حضرت حکیم الامتہ حاجی الحرمین حافظ مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ بجواب رسالہ "ترک اسلام" دھرمپال نو آریہ مکمل و مدلل بڑی ضخیم کتاب ہے	۸/
مکالمہ مسلمان اور آریہ	اس ٹریکٹ میں دیانندی مت کی اصولی تردید بہ نہایت قوی دلائل عقلیہ سے کی گئی ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی بہت عمدہ اور پاکیزہ ہے۔ قیمت پہلے ۲/ تھی۔ اب بغرض افادۂ عام نصف کر دیگئی ہے	۱/

ملنے کا پتہ قاسم علی احمدی مولف صاعقہ بڑا بیرم خان پرانی منڈی پھول دہلی

قیمت بلا محصولڈاک	خلاصہ مضمون	نام کتاب
۸/	مصنفہ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب احمدی نومسلم سابق بھائی مہر سنگھ جی بجواب کتاب "تہذیب الاسلام"۔ مصنفہ دھرمپال نو آریہ قابل دید و لائق داد	[illegible]
۱۴/ ۶/ ۷/ ۸/	مصنفہ ایضاً۔ جس میں مصنف نے سکھ مذہب کو ترک کر کے اپنے مشرف باسلام ہونے کی مفصل وجوہات دی ہیں۔ اور مذاہب باطلہ بالخصوص دیانندی مت کی زور شور سے تردید کی ہے۔ تین حصے	[illegible]
۵/	اس میں "ترک اسلام" مصنفہ دھرم پال کے اسم بامسمی۔ ترکی بہ ترکی دندان شکن الزامی و تحقیقی جوابات دیئے گئے ہیں	برق اسلام
۸/	مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ آریوں کے سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش کا جواب ہے	حق پرکاش
۱/	مصنفہ ایضاً۔ الہام کی تشریح اور آریوں کی تردید	الہام
۲/	" مذاہب اربعہ کی عبادتوں کا مقابلہ	نماز اربعہ
۲/	" تناسخ اور مادہ کا ابطال	بحث تناسخ
۲/	" دنیا کی پیدائش کی بحث	حدیث دنیا
۱/	" نیوگ اور شادی بیوگان کے متعلق۔	نیوگ
۶/	" وید اور قرآن کے الہام الہی ہونے کی بحث اور وید و قرآن کا مقابلہ	انعامی کتاب
۶/	" عبدالغفور سابق دھرم پال کے رسالہ ترک اسلام کا جواب	ترک اسلام
۸/	" عبدالغفور سابق دھرم پال کی تہذیب الاسلام	تقلیب الاسلام

ملنے کا پتا:- قاسم علی احمدی مؤلف صاعقہ تر ابرام کٹرہ جانی کی پھل دھلی

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت بلا محصولڈاک
	کا جواب چار جلدوں میں مکمل ہے	عـہ/
[illegible]	مصنفہ جناب مولوی ثناء اللہ امرتسری نگینہ میں آریوں سے جو مباحثہ ہوا تھا اس کی کیفیت۔	۶/
ترک اسلام	مصنفہ ایضاً دہرم پال نو آریہ کی نئی کتاب نخل الاسلام کا جواب ہے	۵/
دیانند کا علم و عقل		ا/
مرقع دیانندی	" سوامی دیانند کے اقوال و افعال کا مقابلہ اور تردید	۳/
[illegible]	بجواب لمعات المومنین۔ ڈاکٹر شائق کے زہریلے خیالات اور بے بنیاد الزامات کا نہایت برجستہ جواب تحقیقی و الزامی جسے ڈاکٹر صادق علی صاحب اسسٹنٹ سرجن کپورتھلہ نے بڑی قابلیت سے لکھا ہے۔ قیمت اصلی عـہ تھی مگر اب بغرض افادہ عام کم کر دی گئی ہے	۸/
[illegible]	اس میں حضرت عیسیٰ کے متعلق ایک حیرت انگیز جدید تحقیقات درج ہے یعنی آپ کی لائف کا ایک حصہ اور نیز ۱۳ باب کی وہ انجیل جو سب سے پہلی سمجھی گئی ہے اور جس کا اصل قدیم نسخہ تبت میں بدھ کے ایک کتب خانے سے دستیاب ہوا تھا پھر محققین یورپ نے اسے فرنچ میں ترجمہ کیا اور بعد میں ڈاکٹر صادق علی صاحب نے اسے جامہ اردو پہنایا قابل دید ہے	۳/
[illegible]	اشاعت الاسلام بیدار نواب محسن الملک مرحوم کا مشہور اور معرکۃ الآرا لیکچر۔	۴/
برہان جلی اعجاز القرآن	قرآن مجید کے لفظ بلفظ کلام الٰہی ہونے کا محققانہ و برجستہ ثبوت	

ملنے کا پتہ قاسم علی احمدی مؤلف صاعقہ ترا ابراہیم خان پرانی منڈی پھول دہلی

نام کتاب	خلاصہ مضمون	قیمت بلا محصولڈاک
ماہیت ملائکہ و جنات	اس مین جنات و ملائکہ و شیاطین کے وجود پر نہایت محققانہ معقول بحث کی گئی ہے جسے پڑھکر ایک بصیرۃ پیدا ہوتی ہے اور قرآن کریم کے حقائق و عقائد الاسلام کی عظمت دل پر چھا جاتی ہے مسلمانون مین تحقیق حق کا مذاق پیدا ہونے کے لیئے اس قسم کی کتب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے	۶ر
ثبوت نبوت	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت مین بہت سے زبردست دلائل دینے کے علاوہ آریون کے بعض اہم اعتراضات کے تحقیقی و الزامی جواب بھی ایک موثر و دلنشین پیرایہ مین دیئے گئے ہین کتاب کے شروع مین حضور پرنور کی لائف (حیات طیبہ) کے ضروری ضروری واقعات بھی درج ہین	۸ر
تحقیق اناجیل	مصنفہ جناب ڈاکٹر محمد صادق علی صاحب اسسٹنٹ سرجن کپورتھلہ جنہون نے انگریزی جرمنی، فرنچ زبانون کی مسیحی کتب مذہبی کی چھان بین اور بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد اس نادر قابل قدر کتاب کو لکھا ہے اور نہایت عمدگی و وضاحت سے اس بات پر روشنی ڈالی ہے۔ کہ مروجہ اناجیل اربعہ درحقیقت تحریف شدہ اور بناوٹی ہین حتی کہ اصل کلام ربانی مین جو حضرت مسیح پر نازل ہوا اور انہین زمین و آسمان کا فرق ہے طالبان حق کی تسلی و طمانیت کے لئے بارہ حواریون کی تعلیم بھی اس مین درج کر دی ہے غرض انجیل کی بحث و تنقید ایسی شرح و بسوط کسی نے کم لکھی ہوگی ...... ہر دو حصہ	عمر

ملنے کا پتہ :- قاسم علی احمدی مولف صاعقہ آسمانی برامیر خان پرانی منڈی پھول ڈھلی

قیمت بلا محصول ڈاک	خلاصہ مضمون	نام کتاب
	مسلمانون اور عیسائیون کا مشہور و معروف مناظرہ امرتسر	[illegible]
۸ر	ہر دو حصہ احمدی معتقدات کی تشریح ایک دلنشین اور موثر قصہ کے پیرایہ مین - فی حصہ ہر	[illegible]
۲ر	حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام کی ایک زبردست تقریر اور مسئلہ وحدة الوجود پر بصیرت بخش کلمات طیبات قابل مطالعہ	[illegible]
۴ر	از مسیح موعود علیہ السلام جس کی عمدگی اور قیمتی معارف کا اندازہ زبانی تعریف و سفارش سے نہین بلکہ پڑھنے ہی سے ہو سکتا ہے	انوار الاسلام
عہ	مصنفہ حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمتہ - کسر صلیب کی حقیقت و ماہیت اور اسلام و حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا پورا پتہ ایسے ہی امور سے لگ سکتا ہے جن کا مفصل ذکر اس کتاب مین ہے -	ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جواب
۴ر عہ	مصنفہ حضرت ممدوح علیہ السلام	انجام آتھم